

## وہ سزیه جس میں مُحَلِّمُ بن جُثَامَه نے عامر کو قتل کیا تھا

اس کے بعد کہ اس نے ان لوگوں کو سلام کیا تھا اسلامی سلام کے ساتھ

(۱) ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن احمد بن سعد حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ بوسنجی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نفیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن عبد اللہ بن مسطی نے اس نے عبد اللہ بن ابو حداد سے اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا مقام رضم کی طرف مسلمانوں کی ایک جماعت کو ان میں ابو قتادہ حارث بن ربیع اور محلم بن جثامہ بن قیس تھے مسلمانوں کی ایک جماعت میں ہم لوگ نکل گئے جب ہم بطن وادی رضم میں پہنچے ہمارے پاس عامر بن اضبط اشجعی گذرے۔ اپنے اونٹ پر اس کے پاس تھوڑا سا سامان تھا اور دودھ کا ایک برتن تھا۔ انہوں نے ہمارے اوپر اسلامی سلام کیا (السلام علیکم کہا) ہم لوگ اس سے رک گئے۔ اور محلم بن جثامہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کو اس نے قتل کر دیا کسی ناراضگی کی بنا پر جو ان دونوں کے مابین تھی۔ اور اس نے اس کا اونٹ بھی لے لیا اور اس کا سامان بھی ہم لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے ہم نے ان کو یہ خبر بتادی۔ لہذا ہم لوگوں کے بارے میں قرآن نازل ہو گیا۔

يا ايها الذين امنوا اذا ضربتم في سبيل الله فتبينوا ولا تقولوا لمن القى اليكم السلام لست مؤمنا۔

(آخرايت نساء : ۹۳)

اے اہل ایمان جس وقت تم لوگ زمین میں اللہ کی راہ میں جہاد کرو تو خوب معاملہ واضح کر لیا کرو۔ اور جو شخص تمہیں سلام کرے تم اس کو یہ نہ کہا کرو کہ تو مؤمن نہیں ہے۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو اسہل بن زیاد قنطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو یعقوب اسحاق بن حسن بن میمون حربی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان بن مسلم نے ان کو حماد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے اس نے یزید بن عبد اللہ بن قسیط سے اس نے ابو حداد سلمی سے اس نے اپنے والد سے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اور ابو قتادہ کو اور محلم بن جثامہ کو ایک سریہ میں مقام رضم کی طرف بھیجا تھا۔ ہم لوگوں کو عامر بن اضبط اشجعی ملا اس نے ان کو سلام علیکم کہا ابو قتادہ نے ہاتھ روک لیا مگر محلم نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور اس کا اونٹ بھی پکڑ لیا اور مشک بھی اور دودھ کا برتن وغیرہ جب واپس مدینے میں آئے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر دی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اسے اس کے بعد بھی قتل کر دیا جب اس نے کہہ دیا کہ میں ایمان لے آیا ہوں اور قرآن اُترا۔

يا ايها الذين امنوا اذا ضربتم في سبيل الله فتبينوا ولا تقولوا لمن القى اليكم السلام لست مؤمنا

اے ایمان والو جس وقت تم زمین پر اللہ کی راہ میں جہاد سفر کیا کرو تو خوب چھان بین کر لیا کرو اور جو شخص تمہارے اوپر سلام کرے تم اسے یہ نہیں کہا کرو کہ

مؤمن نہیں ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۳۵۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۲۳-۲۲۶)

(۳) محمد بن اسحاق نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا ہے زیاد بن ضمیرہ بن سعد نمری سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں عروہ بن زبیر سے اس نے اپنے والد سے اور دادا سے وہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھے حنین کے اندر رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر پڑھائی اور ایک درخت کے سائے تلے اٹھ کر چلے گئے۔ اور جا کر بیٹھ گئے عیینہ بن بدر۔ اٹھ کر حضور اکرم ﷺ کے پاس گئے اور وہ عامر بن اضبط اشخصی کے خون کا مطالبہ کرنے لگا۔ وہ قیس کا سردار تھا ادھر سے اقرع بن حابس آگئے وہ مخلم بن جثامہ کی طرف سے جواب دینے لگے وہ خندق کے سردار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن اضبط اشخصی سے کہا کیا تم لوگ یہ مان لو گے کہ تم لوگ ہم لوگوں سے پچاس اونٹ (بطور دیت و خون بہا) ابھی لے لو اور پچاس اس وقت لے لینا جب ہم واپس مدینہ لوٹ جائیں گے؟ عیینہ بن بدر نے جواب دیا اللہ کی قسم میں اُسے نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ میں بھی اس کی عورتوں سے ایسے مزہ چکھوں گا جیسے اس نے مزہ چکھا تھا میری عورتوں سے مقام حرقہ میں۔

چنانچہ بنو لیت کا ایک آدمی اٹھا اس کو ابن مکتیل کہتے تھے وہ مردوں میں سے معتدل مزاج تھا اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس مقتول کی مثال ابتداء اسلام میں نہیں پاتا مگر اس بکری جیسی جن میں سے پہلی آتے ہی شکار ہو گئی اور دوسری ڈر کر بھاگ گئی آج آپ ہمارے لئے دم کا حکم فرمائیں اور آئندہ کا دیت کا جس کے لئے آپ چاہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ ایسا کرو گے؟ کہ تم پچاس اونٹ ابھی لے لو اور پچاس اس وقت لینا جب ہم مدینہ واپس لوٹ جائیں گے؟ بار بار آپ ان کے ساتھ بحث میں لگے رہے یہاں تک کہ وہ لوگ دیت لینے پر راضی ہو گئے۔ مخلم کی قوم نے کہا اس کو لے کر آؤ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اس کے لئے استغفار مانگیں۔ کہتے ہیں کہ ایک لمبا ترنگا آدمی آیا پرانے کپڑے پہنے قتل کرنے کے لئے تیار تھا آ کر حضور اکرم ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللھم لا تغفر لمخلم اے اللہ مخلم کو معاف نہ کرنا تین بار فرمایا۔ وہ کھڑا ہوا اپنے آنسوؤں کو اپنے کپڑے کے دامن میں لینے کے لئے۔ محمد بن اسحاق نے کہا ہے کہ اس کی قوم نے دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے استغفار کیا تھا میری کتاب میں اس طرح ابن حداد سے اس نے اپنے والد سے اور کہا گیا ہے کہ مروۃ حجاج بن منہال سے اس نے حماد سے اس اسناد میں ابو حرد سے اس نے اپنے والد سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۳۶/۳-۲۳۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن درسہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو داؤد نے ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے ان کو حماد نے ان کو محمد بن اسحاق نے ان کو محمد بن جعفر زبیر نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا زیاد بن ضمیرہ سے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو داؤد نے ان کو وہب بن بیان نے اور احمد بن سعید ہمدانی نے ان کو ابن وہب نے ان کو عبد الرحمن بن ابوالزناد نے عبد الرحمن بن حارث سے اس نے محمد بن جعفر سے کہ اس نے سنا زیاد بن سعد بن ضمیرہ سلمہ سے اور یہ حدیث وہب ہے اور یہ کامل ہے۔ عروہ بن زبیر حدیث بیان کرتے ہیں اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے کہ کیا موسیٰ نے ان کے دادا نے۔ اور وہ دونوں حاضر ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین میں۔ یعنی ان کے آبا اور دادا یوں ہم لوٹے ہیں حدیث وہب کی طرف کہ مخلم بن جثامہ لیشی نے ایک آدمی کو قتل کیا تھا بنو شجع سے اسلام کے اندر اور یہ پہلا جھگڑا تھا جس کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا۔ چنانچہ عیینہ نے اجمعی کے قتل کے بارے میں کلام کیا کیونکہ وہ غطفان سے تھا۔

اور اقرع بن حابس نے مخلم کے بارے میں بات کی اس لیے کہ وہ خندق میں سے تھا لہذا آوازیں بلند ہو گئی اور شور یہ ہو گیا جھگڑا بڑھ گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عیینہ کیا آپ پورے قافلے کی بات بھی نہیں مانیں گے یا غلہ کے لدے ہوئے اونٹ قبول نہیں کریں گے۔ (مگر عیینہ نے ایک نہ مانی) اس نے کہا کہ میں نہیں مانوں گا اللہ کی قسم یہاں تک کہ میں اس کی عورتوں پر داخل ہوں گا اور ان کو بربادی اور غم دوں گا جیسے اس نے میری عورتوں پر غم اور بربادی ڈالی کہتے ہیں کہ یہ آوازیں بلند ہو گئیں جھگڑا اور شور پھر بڑھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عیینہ تم غلہ سے لدے ہوئے اونٹ بھی قبول نہیں کر رہے۔ مگر عیینہ نے وہی پہلے والا جواب دیا یہاں تک کہ بنو قیس میں سے ایک آدمی اٹھا اس کو ابن مکتیل کہا جاتا تھا اس پر ہتھیار تھے اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کی مثال نہیں پاتا ہوں اس نے اسلام کی ابتداء میں جو کچھ کیا ہے مگر اس بکری کی طرح جو آئی اور نشانی بن گئی پہلی اور دوسری بھاگ گئی آپ آج دم کا حکم کریں اور آئندہ بدل دیں یعنی دیت کا فیصلہ جس کے لئے چاہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پچاس اونٹ فی الفور دیتے ہیں اور پچاس اس وقت جب ہم مدینہ واپس جائیں گے۔ یہ واقعہ آپ کے بعض سفروں کا ہے اور مخلم گندمی رنگ کا طویل آدمی تھا۔ وہ لوگوں سے ایک طرف بیٹھا تھا دو پہر جھگڑا ہوتا رہا یہاں تک کہ اس کی خلاصی ہو گئی اب وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے بیٹھا رو رہا تھا اس کی آنکھوں سے آنسوؤں سے ٹپک رہے تھے۔ وہ بولا یا رسول اللہ ﷺ میں نے وہ کام کر لیا تھا جو آپ کو معلوم ہے میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں آپ میرے لیے بخشش مانگیں یا رسول اللہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس کو قتل کر دیا تھا اپنے ہتھیار کے ساتھ آغاز اسلام پر۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللھم لا تغفر لمحلّم۔ زور زور سے کہا۔ ابو سلمہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ اٹھا اور وہ اپنی چادر کے اندر سے آنسوؤں کو صاف کر رہا تھا۔ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ اس کی قوم کا خیال ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے استغفار کیا تھا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبد الجبار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے ابن اسحاق سے ان کو سالم ابو النصر نے اس نے کہا کہ انہوں نے دیت (خون بہا کو) قبول کیا تھا۔ حتیٰ کہ اقرع بن حابس آیا وہ ان کو اکیلا لے گیا اور اس نے کہا اے قیس کی جماعت رسول اللہ ﷺ نے تم سے مقتول کے بارے میں بات کی ہے کہ تم اس کو چھوڑ دو تا کہ وہ اس کے ذریعے لوگوں کے مابین صلح کرادیں۔

مگر تم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو منع کر دیا ہے ایسا کرنے سے کیا گارنٹی ہے تمہارے پاس کہ کہیں رسول اللہ ﷺ تم لوگوں سے ناراض نہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ بھی تم پر غضب نازل کرے گا۔ یا رسول اللہ ﷺ تمہیں لعنت کر دیں اور اللہ بھی اس کی وجہ سے تمہیں لعنت کر دے گا تمہارے لئے اللہ کی قسم اللہ کی قسم تم اس معاملے کو انہی کے سپرد کر دو ورنہ میں بنو تمیم میں سے پچاس آدمی لے آؤں گا جو گواہی دیں گے کہ مقتول مسلمان نہیں بلکہ کافر تھا اس نے کبھی نماز نہیں پڑھی تھی میں اس کا خون ضائع کر دوں گا۔ جب ان سے اس نے یہ بات کہی تو انہوں نے جلدی سے دیت (خون بہا وصول کر لیا)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۳۷)

باب ۱۳۱

## اُس آدمی کا ذکر جس نے ایک آدمی کو حق کی شہادت دینے کے بعد قتل کر دیا تھا پھر وہ مر گیا تھا، لہذا اسکو دھرتی نے قبول نہیں کیا تھا اور اس بارے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو القاسم عبد الخالق بن علی بن عبد الخالق مؤذن نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن احمد بن حنبل نے ان کو محمد بن اسماعیل ترمذی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ایوب بن سلمان بن بلال نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن ابو اویس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن بلال نے محمد بن ابوعبید اور موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحاق نے ان کو ابو الیمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعیب زہری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ موہب نے قبصہ بن دوہب سے وہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول میں سے ایک آدمی نے غارت ڈالی



ایک سریہ پر مشرکین میں سے وہ لوگ شکست کھا گئے مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے مشرکین کے ایک آدمی پر حملہ کیا حالانکہ وہ شکست کھا چکا تھا جب اس نے تلوار کے ساتھ اس کے اوپر چڑھ جانے کا ارادہ کیا تو اس آدمی نے فوراً کہا لا الہ الا اللہ مگر یہ حملہ کرنے والا پھر بھی باز نہ آیا بلکہ اس کو قتل کر دیا اس کے بعد وہ اس کے قتل پر اپنے دل میں رنجیدہ خاطر ہوا اس نے اپنی بات رسول اللہ کو بتائی تو آپ نے فرمایا تم نے اس کے دل کو سرائخ کر کے کیوں نہ دیکھ لیا آپ یہ ارادہ فرما رہے تھے کہ وہ تو اپنی دل کی کیفیت زبان سے ظاہر کر رہا تھا۔

زیادہ دیر نہیں رکھے تھے بلکہ تھوڑی سی دیر میں ٹھہرے تھے کہ وہ آدمی قتل کرنے والا وفات پا گیا۔ اسے دفن کیا گیا مگر وہ روئے زمین پر اوپر ہو گیا (یعنی قبر نے اس کو باہر اُگل دیا۔ اس کے گھر والے آئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کیفیت سنائی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پھر دفن کرو دوبارہ دفن کیا گیا دوبارہ وہ زمین کے اوپر آ گیا پھر اس کے گھر والے آئے انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ کیفیت بتائی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پھر تیسری بار دفن کرو۔ دفن کیا گیا تیسری بار بھی اس کو زمین نے باہر کر دیا پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کیفیت بتائی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

إِنَّ الْأَرْضَ قَدْ أَبَتْ أَنْ تَقْبَلَهُ فَاطْرَحُوهُ فِي غَارٍ مِنَ الْغِيَاوَانِ

پیشک زمین نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا پھینک دو اس کو غاروں میں سے کسی غار میں۔

یہ الفاظ ابو عبد اللہ کی حدیث کے ہیں عبد الخالق کی ایک روایت میں سے مذکور ہے کہ دو مرتبہ اس کو دفن کیا۔ تیسری بار کا ذکر نہیں کیا۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے احمد بن عبد الجبار سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے براء بن عبد اللہ غنوی سے اس نے حسن سے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی تھا عہد رسول میں مشرکین کو قتل کرنے میں۔ (حسن نے) ذکر کیا ہے مفہوم اس کا جو ذکر کیا ہے قبضہ نے اس میں کمی زیادتی ہے۔ اس نے جو اضافہ کیا ہے۔ فرمایا کہ اللہ نے اس میں نازل کیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ قَتَلَ الْيَكْمَ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا

اے اہل ایمان جس وقت تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو۔ جو شخص تمہیں سلام کرے اسے یوں نہیں کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔

ہمیں خبر پہنچی ہے ایک آدمی مر گیا اس کے بارے میں بتایا گیا کہ فلاں شخص مر گیا ہے ہم لوگوں نے اس کو دفن تو کر دیا ہے مگر زمین نے اس کو باہر پھینک دیا ہے پھر ہم نے اس کو دفن کیا ہے دوبارہ اس کو زمین نے باہر پھینک دیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بہر حال زمین اس سے بدترین لوگوں کو بھی قبول کر لیتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ چاہت ہے کہ وہ اس کو تم لوگوں کے لئے عبرت و نصیحت بنا دے تاکہ تم میں سے کوئی شخص بھی ایسے شخص کے قتل کا ارادہ نہ کرے جو یہ کہے۔

اشھدان لا الہ الا اللہ - (ترجمہ : میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

یا وہ یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس کی میت کو فلاں ابن فلاں کی گھاٹی میں لے جاؤ وہاں اس کو دفن کر دو پیشک وہ زمین عنقریب (یعنی امید ہے کہ) اس کو قبول کر لے گی لہذا انہوں نے اس کو اسی گھاٹی میں دفن کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۳۷)



## سریہ عبد اللہ بن حذافہ بن قیس

بن عدی سہمی رضی اللہ عنہ

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر قاضی نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق صغانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حجاج نے وہ کہتے ہیں کہ ابن جریج نے کہا۔

يا ايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم - (سورة نساء : آیت ۵۹)

اے اہل ایمان اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان کی اطاعت جو تم میں سے صاحب امر ہیں (یعنی حکمران ہیں)

وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے عبد اللہ بن حذامہ سہمی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک سریہ میں بھیجا تھا۔ مجھے اس بارے میں خبر دی۔ یعلیٰ بن مسلم نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس سے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث حجاج بن محمد سے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۳۱ ص ۱۳۶۵)

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن عبد اللہ عیسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی وکیع نے اعمش سے اس نے سعد بن عبیدہ سے اس نے ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے اس نے علی بن ابوطالب سے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انصار میں سے ایک آدمی کو ایک سریہ کا امیر مقرر کیا تھا۔ ان لوگوں کو بھیجا تھا اور ان کو حکم فرمایا تھا کہ وہ لوگ اس امیر کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں۔

کہتے ہیں ان لوگوں نے کسی چیز میں اس کو ناراض کر لیا اس نے کہا میرے سامنے لکڑیاں جمع کرو وہ لوگ جمع کر لائے اس نے کہا کہ آگ لگاؤ انہوں نے آگ لگا دی اس کے بعد اس نے کہا کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں تھا کہ تم لوگ میری بات سننا اور میری اطاعت کرنا؟ ان لوگوں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ نے حکم فرمایا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ اس آگ کے اندر کود جاؤ کہتے ہیں ان لوگوں نے ایک دوسرے کے منہ کی طرف دیکھا۔ اور کہنے لگے کہ ہم لوگ آگ جہنم سے بھاگ کر تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔

کہتے ہیں کہ اس بات پر اس کا غصہ سکون کر گیا اور آگ بچھادی گئی جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے انہوں نے یہ بات حضور اکرم ﷺ کو بتائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ لوگ اس آگ میں کود جاتے تو اس سے کبھی نہ نکل سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اطاعت ہونی ہے نیکی اور معروف کے کاموں میں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں زہری بن حرب عمرہ سے وکیع سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۴۰ ص ۱۳۶۹)

اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے اعمش سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۵۸/۸)

## عمرۃ القضاء کا بیان

اور اللہ کا تصدیق کرنا یعنی سچا کر دیکھانا اپنے وعدے کو بصورت مسلمانوں نے  
امن کی حالت میں مسجد الحرام میں داخلے کے

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے بغداد میں ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو  
ابراہیم بن منذر نے ان کو عبداللہ بن نافع نے ان کو نافع بن نعم نے حضرت نافع مولیٰ عبداللہ بن عمرؓ سے وہ کہتے ہیں کہ عمرۃ القضاء  
ماہ ذوالقعدہ ۹ھ میں ہوا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالہانی بن قانع حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی  
بن عبدالمعد فارسی نے ان کو محمد بن عبدالاعلیٰ قنعانی نے ان کو قمر بن سلیمان تمیمی نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپسی لوٹے  
تو آپ ﷺ نے کئی سرایا (جہادی لشکر) بھیجے تھے آپ کچھ دن مدینے میں مقیم رہے یہاں تک کہ (ماہ شوال پورا ہو کر) ماہ ذوالقعدہ کا چاند نظر آ گیا  
اس کے بعد آپ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ تم لوگ عمرہ کرنے کے لئے چلنے کی تیاری کرو۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے کی تیاری کی۔  
اور مکہ کی طرف سب روانہ ہو گئے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابو جعفر بغدادی نے ان کو ابو علاشہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو  
ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابو بکر عناب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن  
مغیرہ نے ان کو ابن ابوالدیس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے  
ان کو خبر دی ہے اسماعیل بن محمد نے بن فضل شعرانی نے ان کو ان کے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے  
ابن شہاب سے یہ الفاظ ہیں حدیث اسماعیل کے اپنے چچا سے۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے آئندہ سال حدیبیہ والے سال سے عمرہ کا ارادہ کرنے والے ماہ ذوالقعدہ کے ۹ھ میں یہی وہ مہینہ تھا  
جس میں ان کو مشرکین نے مسجد الحرام جانے سے روک دیا تھا (یعنی حدیبیہ میں) یہاں تک (آپ اس سال) جب مقام یانج میں پہنچے (یہ وادی تھی  
مکہ کے قریب) تو آپ ﷺ نے ساہا سامان اُتار کر رکھ دیا جھنڈھالیں نیزے۔ تیر۔ اور سوار کے ہتھیار تلوار کے ساتھ (مکے) میں داخل  
ہوئے حضور اکرم ﷺ نے پہلے جعفر بن ابولہب کو بھیجا میمونہ بنت حارث بن حزن عامر کے پاس۔ اس کو نکاح کا پیغام دیا اس کا معاملہ عباس بن  
عبدالمطلب کے حوالے ہو گیا تھا۔

اس لئے کہ اس کی بہن امر فضل بنت حارث عباس کے تحت تھی (اس کی بیوی تھی) عباس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (سالی میمونہ کو)  
بیاہ دیا حضور اکرم ﷺ جب آئے تو آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا فرمایا کہ کندھے کھولو اور طواف میں وسعت کرو تا کہ مشرکین ان کی مضبوطی اور

۱۔ عمرۃ القضاء کے لئے دیکھئے : سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۱۹۔ طبقات ابن سعد ۲/۱۲۰۔ بخاری ۵/۱۳۱۔ تاریخ طبری ۳/۴۳۔ مغازی للواقدی ۲/۴۳۱۔ انساب  
الاشراف ۱/۱۶۹۔ ابن حزم ۲۱۹۔ عیون الاثر ۲/۱۹۲۔ البدایہ والنہایہ ۳/۲۲۶۔ شرح المواہب ۲/۳۷۰۔ سیرۃ حلبیہ ۳/۷۱۔ سیرۃ الشامیہ ۵/۲۸۸

قوت کا مشاہدہ کریں۔ اور ان کو تکلیف و مشقت دیئے کر مضبوط کرتے رہتے تھے حسب استطاعت لہذا اہل مکہ نے رک رک کر طواف کرنے والے اصحاب رسول کو اور خود رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ مردوں نے عورتوں اور بچوں نے دیکھا کہ یہ لوگ مٹک مٹک کر بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں اور عبد اللہ بن رواحہ رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے رجز و عربی اشعار پڑھ رہے تھے تلوار جمائل کئے ہوئے تھے اور یہ کہہ رہے تھے :

خَلُّوْا بِنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ  
 أَنَا الشَّهِيدُ أَنَّهُ رَسُوْلُهُ  
 قَدْ أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ فِي تَنْزِيلِهِ  
 فِي صُحُفٍ تُتْلَى رَسُوْلُهُ  
 فَالْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلَى تَأْوِيلِهِ  
 كَمَا ضَرَبْنَاكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ  
 ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقْتَلِهِ  
 وَيُزِيلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

اے کافروں کی اولاد ہٹ جاؤ (محمد ﷺ) کے راستے سے میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ کا رسول ہے تحقیق رحمن نے یہ بات قرآن میں اتاری ہے ان سورتوں میں جو اس کے رسول پر پڑھی جاتی ہیں پس آج کے دن ہم تمہیں ماریں گے اس کے حکم پر جب ہم نے تمہیں مارا تھا اس کی وحی کے آنے پر ایسی ماریں گے جو مقتل میں کھوپڑیوں کو اڑا دیتی ہے اور دوست کو دوست سے جدا کر دیتی ہے۔

کہتے ہیں کہ (یہ پروقا اور بارعب رجز عبد اللہ بن رواحہ کی زبان سے سن کر) اشرف قریش کے مرد مشرکین چھپ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھنے سے غیظ و غضب کی وجہ سے اور حسد و بغض کی وجہ سے وہ نکل گئے خندمہ کی طرف اور رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں تین راتیں قیام کیا یہ یوم حدیبیہ کی قضیے کا انجام اور اس کی انتہا تھی جب رسول اللہ ﷺ نے صبح کی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے سہیل بن عمرو۔ اور حویطب بن عبد العزی اس وقت رسول اللہ ﷺ نے انصار کی مجلس میں تشریف فرماتے سعد بن عبادہ کے ساتھ باتیں کر رہے تھے چنانچہ حویطب نے چیخ مار کر کہا ہم تجھے اللہ کی قسم دیتے ہیں اور معاہدے کی تاحال آپ ہماری سرزمین سے نہیں نکلے ہیں حالانکہ راتیں گذر گئی ہیں۔ سعد بن عبادہ نے کہا تم نے جھوٹ بولا ہے تیری ماں نہ ہو۔ یہ نہ تو تیری زمین پر ہیں اور نہ ہی تیرے باپ دادا نے کی زمین پر ہیں اللہ کی قسم یہ نہیں نکلیں گے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سہیل اور حویطب کو بلا کر کہا میں نے تمہارے اندر ایک عورت سے نکاح کر لیا ہے اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اگر میں تمہارے یہاں تک کہ میں اس کے ساتھ حق زوجیت ادا کروں اور ہم کھانا تیار کریں اور کھانا دسترخوان پر لگائیں ہم لوگ کھانا کھائیں گے اور آپ لوگ بھی ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہو کر کھانا کھائیں۔ مگر ان مشرکوں نے کہا ہم تجھے اللہ کی قسم دیتے ہیں اور اس خاص معاہدے کی کہ آپ ہمارے ہاں سے چلے جائیں لہذا حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کو نکلنے کا حکم دے دیا (چل پڑے) حتیٰ کہ بطن وادی سرف میں اتر گئے۔ بطن وادی سرف میں اتر گئے (یہ تعیم اور مرو کے درمیان مگر تعیم کے قریب ایک جگہ تھی)۔ مسلمان ٹھہر گئے ادھر رسول اللہ ﷺ ابورافع کو پیچھے یہ ذمہ داری دے کر آئے تھے کہ وہ شام کے وقت سیدہ میمونہ (بنت حارث زوجہ رسول کو) سوار کر کے لائے اور حضور اکرم ﷺ کے پاس پہنچائے۔

آپ ﷺ مقام سرف میں رکے رہے تا وقت تیکہ سیدہ میمونہ آپ کے پاس پہنچ گئیں۔ اور تحقیق بات حقیقت ہے کہ سیدہ میمونہ اور اس کے ساتھ جو بھی تھا انہیں آتے وقت مشرکین میں سے بے وقوفی اور ان کے لڑکوں کی طرف سے سخت تکلیف سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ بہر حال وہ



مقام سرف میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ آپ نے اس مقام پر ان کے ساتھ حق زوجیت ادا کیا اس کے بعد آپ اسی رات کو منہ اندھیرے ہی روانہ ہو گئے تھے حتیٰ کہ مدینہ پہنچ گئے۔ (یہاں پر یہ عجیب ہی حسن اتفاق ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے سیدہ میمونہ کی موت حقدار کر رکھی تھی مقام سرف میں جہاں پر رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ حق زوجیت ادا کیا تھا ایک زمانے کے بعد (جب ان کا وقت آیا تو اسی جگہ پر فوت ہوئیں) اس قصے کو حمزہ کی بیٹی نے ذکر کیا ہے آگے ان کا ذکر بھی آتا ہے) ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسی عمرے کے بارے میں یہ آیت اتاری تھی۔  
الشہر الحرام بالشہر الحرام والحرمت قصاص۔ (سورۃ البقرہ : آیت ۱۹۳)

ماہ محترم ماہ محترم کے بدلے ہی ہے اور حرمتوں کا بدلہ ہوتا ہے۔ بہر حال رسول اللہ ﷺ نے شہر الحرام میں عمرہ کیا تھا جب پہلے شہر الحرام میں عمرہ سے روکے گئے تھے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے اور عروہ کی ایک روایت میں ہے قول سعد بن عبادہ کے نزدیک اللہ کی قسم نہ نکلے اس سے مگر فرمانبرداری کرنے والے راضی۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور ہنس رہے تھے تم اس قوم کو ایذا نہ دو جو ہم سے ملے ہمارے رحلل میں اور سامانوں میں پھر ذکر کیا باقی کو اسی مذکور کے مفہوم میں۔ مگر انہوں نے عبد اللہ بن رولجہ کے رجز کو ذکر نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس کے قول کو جس نے یہ کہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ عباس نے (سالی میمونہ) کا بیان کر دیا تھا۔ (ہاں البتہ) دونوں کی حدیث کے لیے شواہد موجود ہیں۔ اور اس میں کچھ اضافے و زیادات ہیں جنہیں ہم انشاء اللہ ذکر کریں گے تفصیل کے ساتھ کئی ابواب کے اندر۔

باب ۱۳۴

## (مذکورہ عمرے کے) عمرۃ القضاء یا عمرۃ القضیہ سے موسوم ہونے کے دلائل

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ بن محمد حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ صفار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن مہر ال اصفہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سرتج بن نعمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بن سلیمان نے نافع سے اس نے ابن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے تھے پھر کفار قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے تھے۔ لہذا آپ ﷺ نے اپنی قربانی کے اونٹ ذبح کیے تھے اور اپنا سر منڈوا یا مقام حدیبیہ میں۔ اور ان لوگوں کے ساتھ فیصلہ طے کر دیا تھا کہ آپ آئندہ سال آکر عمرہ کریں گے اور ان پر ہتھیار بھی نہیں اٹھائیں گے۔ سوائے تلواروں کے اور مکہ میں زیادہ قیام بھی نہیں کریں مگر جس قدر وہ چاہیں گے لہذا آپ نے آنے والے سال میں آکر عمرہ کیا تھا۔ اور آپ اسی طریقے پر مکے میں داخل ہوئے تھے جس طرح ان لوگوں کے ساتھ آپ نے مصالحت کی تھی جب حضور اکرم ﷺ تین دن رہ چکے مکے میں تو ان لوگوں نے آپ کو کہا کہ اب وہ مکے سے چلے جائیں لہذا آپ ﷺ چلے گئے تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے اس نے سرتج سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۹۹)

اور براء بن عازب کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے (مشرکین نے) لکھا تھا یہ وہ معاہدہ جس کے مطابق محمد ﷺ نے باہم فیصلہ کیا ہے۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ یعنی ابن بطہہ اصفہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے ان کو جہم نے ان کو حسین بن فرح نے ان کو اقدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن نافع نے اس نے اپنے والد سے اس نے ابن عمر سے وہ فرماتے ہیں کہ یہ عمرہ قضاء نہیں تھا بلکہ مسلمانوں پر یہ شرط لگائی گئی تھی کہ وہ آئندہ سال عمرہ کریں اسی مہینے میں جس میں انہیں مشرکین نے روکا تھا۔ (البدایہ والنہایہ ۲۳۰/۴)

## باب ۱۳۵

## مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے

مشرکین کے دلوں میں جو خوف اور رعب واقع ہوا نیز ہدایا

اور اسلحہ کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن داسہ نے ان کو ابو داؤد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نفیلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے اس نے عمرہ بن میمون سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو حاضر حمیری سے حدیث بیان کرتے ہیں اپنے والد میمون بن مہران سے وہ کہتے ہیں کہ میں عمرہ کرنے کی نیت سے نکلا اس سال جس سال اہل شام نے مکہ میں حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کیا تھا اور میری قوم کے کچھ لوگوں نے میرے ساتھ قربانی کے جانور بھیجے تھے جب ہم اہل شام کے پاس پہنچ تو ان لوگوں نے ہمیں حرم میں داخل ہونے سے روک دیا تھا لہذا میں نے اپنی جگہ پر قربانی کے جانور کو نحر کر لیا تھا اس کے بعد میں نے احرام کھول دیا۔ اس کے بعد میں واپس لوٹ گیا۔

جب اگلا سال آیا تو میں دوبارہ نکلا تا کہ میں اپنے عمرے کی قضاء کروں۔ لہذا میں حضرت ابن عباس کے پاس آیا اور ان سے مسئلہ دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ قربانی کا جانور کا بدلہ کر لیجئے۔ بیشک رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تھا کہ وہ قربانی کے جانوروں کو تبدیل کر لیں۔ وہ جو انہوں نے حدیبیہ والے سال ذبح کئے تھے۔ یعنی عمرۃ القضاء کی قربانی میں بدل کر لیں۔ (یعنی قربانی کے لئے دوسرا جانور لے کر چلیں) یونس بن بکیر نے اپنے بعض الفاظ میں اس کے خلاف بیان کیا ہے۔ اس نے بدلنے کے امر والے الفاظ کا ذکر نہیں کیا۔

(المستدرک للحاکم ۱/۴۸۵۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۲۳۰)

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق نے ان کو عمرو بن میمون نے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد سے کثرت سے یہ سوال پوچھا جاتا تھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس قربانی کو جس کا انہوں نے (حدیبیہ میں) نحر کیا تھا جب وہ بیت اللہ میں جانے سے روک دیے گئے تھے۔ کیا انہوں نے اس قربانی کا (اگلے سال عمرۃ القضاء کی قربانی کا بدلہ دوسرا جانور کیا تھا) مگر انہوں نے اس بارے میں کوئی (ثبوت) نہ پایا۔ یہاں تک کہ میں نے ان کو سنا وہ اس بارے میں ابو حاضر الحمیدی سے پوچھ رہے تھے۔ انہوں نے ان کو کہا کہ آپ صحیح جگہ آئے ہیں پوچھنے کے لیے اور اس بارے میں آگاہ آدمی کے پاس آگئے ہیں۔ میں نے حج کیا تھا حضرت ابن زبیر والے سال پہلے محاصرے میں۔ میں قربانی کا جانور لے کر گیا تھا۔



وہ لوگ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے تھے۔ میں نے حدود حرم میں قربانی کر ڈالی۔ اور میں واپس یمن کی طرف لوٹ گیا اور میں اپنے دل میں کہا کہ میرے لیے رسول اللہ ﷺ کے عمل میں اُسوة اور نمونہ موجود ہے۔ جب اگلا سال آیا تو میں نے پھر حج کیا اور میں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے ملاقات کی۔ میں نے پوچھا اس قربانی کے بارے میں جو خر کیا تھا۔ میں نے کہا کہ کیا میرے ذمہ اس کا بدل ہے یا نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں ہے تم بدل کر لو بیشک رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے تحقیق بدل کیا تھا اس قربانی کا جو انہوں نے اس سال کی تھی جس سال ان کو مشرکین نے روک لیا تھا۔ انہوں نے اس کا بدل کیا اپنے عمرۃ القضاء میں چنانچہ ان پر اونٹ ذبح کرنا مشکل ہو گیا تھا لہذا رسول اللہ نے ان کو گائے کی قربانی کرنے کے لیے رخصت دے دی تھی۔ (المستدرک للحاکم ۱/۲۸۵، ۲۸۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے اس کو حسین بن فرح نے ان کو حدیث بیان کی واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی غانم بن ابو غانم نے عبداللہ دینار سے۔ اس نے ابن عمر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تاجر بن حنبلہ اسلمی کو اپنی قربانی کے جانور پر مقرر کیا تھا وہ ان کے قربانی کے جانور کو آگے آگے لے کر چل رہا تھا وہ اس کے لیے درختوں سے چارہ تلاش کرتا تھا اس کے ساتھ بنو اسلم کے چاروں جوان تھے تحقیق رسول اللہ ﷺ نے عمرۃ القضاء میں ساٹھ اونٹ قربانی لے کر چلے تھے۔ (البدایہ والنہایۃ ۳/۲۳۱، ۲۳۰۔ مغازی للواقدی ۲/۷۳۳)

مجھے حدیث بیان کی محمد بن نعیم مجمر نے اپنے والد سے اس نے ابو ہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ تھا جو قربانی کے اونٹ ہانک رہے تھے میں بھی انہیں ہانک رہا تھا۔

واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چلے وہ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور مسلمان ان کے ساتھ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور محمد بن مسلمہ اپنے گھوڑے سمیت گذرے جو مقام مَرَّ الظَّهْرَانِ کی طرف جا رہے تھے اس نے وہاں پر قریش کا ایک گروہ پایا۔ انہوں نے محمد بن مسلمہ سے پوچھا۔ اس نے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں (یعنی پیچھے پیچھے آنے والے ہیں) انشاء اللہ کل صبح کو یہاں پہنچ جائیں گے اس منزل پر۔ انہوں نے بہت سے گھوڑے اور ہتھیار دیکھے بشیر بن سعد کے ساتھ جس سے قریش خوف زدہ ہو گئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم ہم نے تو کوئی نئی بات پیدا نہیں کی (یعنی کوئی غلطی نہیں کی) بیشک ہم تو اپنی تحریر اور اپنی صلح پر قائم ہیں پھر کس بات پر محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ ہم سے لڑنے آرہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ مقام مَرَّ الظَّهْرَانِ میں اتر گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسلحہ طین یا حج رکھ دیا جہاں سے حرم کے برج اور نشان دیکھے جاسکتے تھے قریش نے مکرز بن حفص بن احنف کو قریش کے ایک گروہ کے ساتھ بھیجا وہ لوگ جا کو طین یا حج میں حضور اکرم ﷺ سے ملے۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب میں اور قربانی کے جانوروں اسلحہ میں تھے۔ جو ایک دوسرے سے مل چکے تھے انہوں نے کہا اے محمد آپ بچپن سے بڑے ہونے تک غدار اور دھوکے کے ساتھ نہیں پہچانے گئے (یعنی کبھی آپ نے بد عہدی اور دھوکہ نہیں کیا) کیا آپ اسلحہ سمیت حرم کے اندر اپنی قوم پر داخل ہونگے حالانکہ آپ ان کے لیے شرط لگا چکے ہیں کہ آپ نہیں داخل ہوں گے مگر مسافر کے ہتھیار تلواروں کے ساتھ جو کہ نیاموں میں ہوں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ نہیں ہم ان پر ہتھیار اور اسلحہ کے ساتھ داخل نہیں ہوں گے۔ مکرز نے کہا یہی وہ بات ہے جس کے ساتھ نیکی اور وفا پہنچانی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ جلدی جلدی اپنے ساتھیوں سمیت واپس مکہ چلے گئے۔ اس نے جا کر (قریش کو) بتایا کہ محمد ﷺ ہتھیاروں کے ساتھ داخل نہیں ہوں گے وہ اسی شرط پر قائم ہیں جو میں نے تمہارے لیے اس سے شرط منوائی تھی۔ جب مکرز نے کریم ﷺ کی یہ خبر لے کر آ گیا تو قریش خود بخود مکہ سے باہر پہاڑوں کی چوٹیوں پر نکل گئے اور مکہ کو خالی چھوڑ دیا اور کہنے لگے کہ نہ دیکھو محمد کی طرف نہ ہی ان کے اصحاب کی طرف۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور ان کے قربانی کے جانور ان سے آگے مقام ذی طوی میں روک لیے گئے اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب وہاں سے حرم کی طرف روانہ اس طرح ہوئے کہ حضور اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے صحابہ حضور اکرم ﷺ کی سواری پر نظریں نکائے



ہوئے تھے مسلمان تلواریں زیب تن کیے ہوئے تلیپے پڑھ رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ جب ذی طویٰ میں پہنچے تو اپنی اونٹنی قصواء پر ٹھہر گئے اور مسلمانوں نے آپ کی سواری کے گرد حلقہ ڈالا ہوا تھا۔ اس کے بعد آپ اس ثنیہ اور گھائی سے داخل ہوئے جو آپ کو حجون پر آگاہی دیتی تھی اپنی سواری قصواء پر سواری کی حالت میں اور حضرت عبداللہ بن رواحہ آپ کی سواری کی مہارت تھامے ہوئے تھے۔

(مغازی للواقدی ۲/۴۳۴، ۴۳۵۔ البدایہ والنہایہ ۴/۲۳۱)

## باب ۱۳۶

### مکہ میں حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کی کیفیت

(۱) ہمیں خبر دی قاضی ابوعم محمد بن حسین بسطامی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن احمد بن ایوب سے ابو القاسم نخعی نے اصفہان میں ان کو ابراہیم بن ابوسوید شامی نے ۸۷ھ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے ہم سے اس نے زہری سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے عمرۃ القضاء کے موقع پر تو عبداللہ بن رواحہ حضور اکرم ﷺ کے آگے آگے چل رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ      قَدْ نَزَلَ الْقُرْآنُ فِي تَنْزِيلِهِ

بِأَنَّ خَيْرَ الْقَتْلِ فِي سَبِيلِهِ      نَحْنُ قَاتِلُنَاكُمْ عَلَى تَأْوِيلِهِ

کما قاتلناکم علی تنزیلہ

(مغازی للواقدی ۲/۴۳۴، ۴۳۵۔ البدایہ والنہایہ ۴/۲۳۱)

اے کافروں کی اولاد محمد ﷺ کے راستے سے ہٹ جاؤ تحقیق اس کی وحی میں قرآن اتر چکا ہے اس بات کے ساتھ کہ بہترین قتل وہی ہے جو اسی راہ میں ہو (یعنی اللہ کی راہ میں شہادت) ہم لوگ تمہیں قتل کر دیں اسی اشارے پر جیسے ہم نے تمہیں پہلے قتل کیا تھا اس کی قضاء کے آنے پر۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو الحسن محمد بن حسین علوی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسین علوی نے ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن حسین قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالازہری سلطی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے ان کو خبر دی معمر نے زہری سے اس نے انس بن مالک سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تھے اور عبداللہ بن رواحہ آپ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ اور وہ یوں کہہ رہے تھے۔ اے کفار کی اولاد اس کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ آج ہم تمہیں ماریں گے قرآن کے حکم پر اس مار ماریں گے جو کھوپڑیوں کو اپنی گردنوں کو الگ کر دے گی اور دوست کو دوست بھلوا دے گی۔ اے میرے رب میں اپنے سردار سمیت مؤمن ہوں۔

(البدایہ والنہایہ ۴/۲۳۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحاق نے ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے عمرۃ القضاء میں آپ اس کیفیت میں داخل ہوئے تھے کہ عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی مہارت تھامے ہوئے تھے۔ اور وہ یہ کہہ رہے تھے۔

خلو نبی الكفار عن سبيله  
 خلوا فكل الخير في رسوله  
 انى رايته الحق في قبوله  
 كما قتلنا كم على تنزيله  
 انى شهدت انه رسوله  
 يارب انى مؤمن بقبيله  
 نحن قتلنا كم على تاويله  
 ضربا يزيل الهام عن مقيله

ويذهل الخليل عن خليله

(سيرة ابن هشام ۳/۳۲۰، ۳۲۱۔ البدایہ والنہایہ ۴/۲۲۹)

اے کفار کی اولاد ہٹ جاؤ تم (رسول اللہ ﷺ) کے راستے سے میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ کا رسول ہے ہٹ جاؤ (ہاں سنو کہ ہر خیر و بھلائی اللہ کے رسول کے طریقے میں ہے اے میرے پروردگار میں ہل و جان سے اس کی بات کو جانتا ہوں۔ میں حق کو اسی کے قبول کرنے میں یقین کرتا ہوں۔ ہم لوگ تمہیں اس کے حکم پر قتل کریں گے۔ جب ہم نے تمہیں اسی کے اوپر اترنے والے قرآن کے حکم سے (جہاد میں) قتل کیا تھا۔ ایسی مار ماری تھی جو کھوپڑی تو اپنی جگہ اڑا دیتی ہے اور دوست کو اس کا دوست بھلا دیتی ہے۔

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ہشام بن سعید سے اس نے زید بن اسلم سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے ہیں عمرہ قضا والے سال آپ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا تھا اور حجر اسود کا استیلام کیا تھا انہوں نے اپنی کھونٹی کے ساتھ ہشام نے کہا ہے کہ یہ سب کچھ آپ نے بغیر کسی تکلیف اور بیماری کے کیا تھا اور مسلمان آپ کے گرد شعر کہہ رہے تھے اور عبداللہ بن رواحہ یوں کہہ رہے تھے۔

باسم الذی لادین الا دینہ

باسم الذی محمد رسولہ

خلو نبی الكفار عن سبيله

(البدایہ والنہایہ ۴/۲۲۸، ۲۲۹)

اس ذات کے نام کے ساتھ (طواف کر رہا ہوں۔ یا شعر کہہ رہا ہوں) جس کے دین کے بغیر کوئی دین نہیں ہے اور اس کے نام کے ساتھ محمد ﷺ جس کے رسول ہیں۔ اے کفار کے بچو اس کا راستہ چھوڑ دو۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبد الصفا نے ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے ان کو سلیمان بن حرب نے (ح)۔

## دوران طواف رمل کرنا

اور ہمیں خبر دی ابو علی رودباری نے وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی مسدّد نے ان کو حدیث بیان کی حماد بن زید نے ایوب سے اس نے سعید بن جبیر سے ان کو حدیث بیان کی ابن عباس نے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ مکہ میں تشریف لائے اس وقت ان کو یثرب کے بخار نے کمزور کر رکھا تھا۔ مشرکین نے کہا۔ بیشک تمہارے پاس وہ لوگ آرہے ہیں جن کو بخار نے کمزور کر رکھا ہے۔ اور وہ اس بخار سے تکلیف اٹھا چکے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان کی بات سے مطلع کر دیا۔ لہذا نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ (دوران طواف) مونڈھے ہلا ہلا کر چلیں ہاں مگر آخری

تین چکر میں نہ ہلائیں۔ اور یہ کہ وہ دو رکعتوں کے درمیان پیدل چلیں۔ چنانچہ مشرکین نے ان کو جب کندھے ہلا ہلا کر چلتے دیکھا تو کہنے لگے کیا یہ وہی ہیں جن کے بارے تم نے کہا تھا کہ بخار نے ان کو کمزور کر دیا ہے یہ ہم لوگوں سے بھی زیادہ مضبوط ہیں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کو (طواف) کی عام باریوں میں کندھے ہلانے کا حکم نہیں دیا تھا مگر ان پر ترس کھانے کے لئے۔

یہ الفاظ مسدک کی روایت کے ہیں۔ اور سلیمان کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب تشریف لائے۔ مگر اس میں یہ مذکور نہیں۔ کہ وہ اس بخار سے شہر اور تکلیف سے دوچار ہو چکے تھے۔ اور یہ بھی مذکور نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو ان کی بات سے مطلع کر دیا تھا۔ البتہ اس نے یہ کہا ہے کہ مشرکین مسلمانوں کو دیکھنے کے لیے حجر اسود کے قریب بیٹھ گئے تھے۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ طواف کی تین باریوں میں کندھے ہلائیں اور جب رکن سامی اور رکن شامی کے درمیان آئیں تو آرام سے چلیں۔ اور اس نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ تمام باریوں میں رمل کرنے کا حکم آپ نے ان کو شفقت کے پیش نظر نہ دیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے۔ (بخاری۔ کتاب الحج۔ حدیث ۱۶۰۲۔ فتح الباری ۳/۳۶۹، ۳۷۰)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابورحمن سے اس نے حماد سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۲۳۰۲ ص ۹۲۳)

(۵) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو اسماعیل بن اسحاق نے ان کو حجاج بن متعال نے ان کو حماد بن سلمہ نے ایوب سے اس نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ قریش نے کہا بیشک محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اگلے سال آئے جس سال عمرہ کیا تھا تو آپ نے اپنے اصحاب سے کہا بیت اللہ کی طواف کرتے ہوئے تین چکروں میں رمل کرو (مونڈھے ہلا ہلا کر چلو تا کہ آپ لوگوں کی قوت کا اظہار ہو سکے) تاکہ مشرکین تمہاری قوت دیکھیں جب انہوں نے رمل کیا تو قریش نے کہا کہ بخار نے ان کو کمزور نہیں کیا ہے۔ (نسائی۔ کتاب المغازی۔ ابوداؤد ۱۷۸/۲)

(۶) ہمیں خبر دی علی بن احمد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد نے ان کو اسماعیل بن اسحاق نے ان کو حجاج بن منہال نے ان کو حماد بن سلمہ نے ابو عاصم غنوی نے ابوظیفیل سے وہ کہتے ہیں میں نے ابن عباس سے کہا تیری قوم گمان کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے رمل کیا تھا اور یہ سنت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے کچھ سچ کہا ہے اور کچھ جھوٹ کہا ہے میں نے پوچھا کہ انہوں نے کیا سچ کہا ہے؟ اور کیا جھوٹ کہا۔ انہوں نے بتایا کہ ان لوگوں نے یہ سچ کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمل کیا تھا (مونڈھے ہلائے تھے) اور جھوٹ بولا ہے کہ سنت ہے سنت نہیں ہے۔ بیشک قریش نے حدیبیہ کے زمانے میں کہا تھا چھوڑو محمد کو اس کے اصحاب کو حتی کہ مرجائیں گے جیسے نغف جراثیم سے جانور مرجاتے ہیں (مراد ہے وبائی بخار سے) کہتے ہیں کہ جب قریش نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس بات پر صلح کر لی کہ وہ آئندہ سال آئیں اور مکے میں تین دن اقامت کریں لہذا رسول اللہ ﷺ اگلے سال آئے اور مشرکین پہلے سے بک بک کر رہے تھے لہذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اپنے اصحاب سے کہ بیت اللہ کے طواف کے وقت رمل کرو لیکن سنت نہیں ہے (ح)۔

(ابوداؤد۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۸۸۵ ص ۱۷۷، ۱۷۸)

(۷) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو الفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو محمد بن شنی نے ان کو یزید بن ہارون نے ان کو خبر دی جریری نے ابوظیفیل سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا ابن عباس سے کہ تیری قوم والے یہ خیال کرتے ہیں کہ تحقیق رمل کیا تھا اور وہ سنت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے سچ بھی کہا ہے اور جھوٹ بھی۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا انہوں نے کہا سچ کہا ہے اور کہا



جھوٹ کہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ آئے تو مشرکین بک بک کر رہے تھے اور اہل مکہ انتہائی حسد کرنے والے لوگ تھے وہ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ اصحاب رسول انتہائی کمزور ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ دکھاؤ ان کو اپنی طرف سے وہ کیفیت جس کو وہ ناپسند کرتے ہیں لہذا رسول اللہ ﷺ رمل کیا تھا تا کہ مشرکین کو اپنی قوت دکھائیں اور اپنے اصحاب کی یہ سنت نہیں ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن ثنی سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۲۳۷ ص ۹۲۲)

تحقیق رمل شروع سے باقی رہ گیا ہے طواف قدم میں اگرچہ اس کی علت اور سبب ختم ہو گیا ہے تحقیق حضرت جابر بن عبد اللہ نے نبی کریم ﷺ کے حج کی صفت کیفیت بیان کرتے ہوئے حکایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور اصحاب نے رمل کیا عمرہ جبراً نہ میں۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو بکر بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن موسیٰ نے ان کو خبر دی حمیدی نے ان کو سفیان نے ان کو اسماعیل ابو حامد نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبد اللہ بن ابو اوفیٰ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرہ کیا تھا ہم لوگ حضور اکرم ﷺ کو چھپائے مکے کے لڑکوں سے کہ ان کو ایذا نہ پہنچائیں۔ سفیان نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ عمرہ القضاء کا ہے۔ اسماعیل کہتے ہیں کہ ابن ابو اوفیٰ نے ہمیں وہ چوٹ دکھائی تو جوان کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتے ہوئے حنین والے دن لگی تھی۔ علی بن عبد اللہ سے اس نے سفیان سے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۳۲۵۵۔ فتح الباری ۵۰۸/۷۔ کتاب الحج۔ حدیث ۱۶۰۰۔ فتح الباری ۳/۳۶۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اصفہانی نے ان کو حدیث بیان کی حسن بن جهم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو علی بن عمر نے ان کو عبد اللہ بن محمد عقیل نے سعید بن مسیب سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ عمرہ القضاء میں عمرے کے احکامات ادا کر چکے تو آپ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے آپ ﷺ دو پہر تک بیت اللہ کے اندر رہے حتیٰ کہ بلال نے کعبے کی چھت کے اوپر اذان کہی رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس بات کا حکم دیا تھا۔ بس عکرمہ بن ابو جہل نے کہا البتہ تحقیق اللہ نے ابوالحکم کو عزت دی ہے (مراد ہے ابو جہل ہے) پس حیثیت سے کہ اس نے نہیں سنا اس غلام سے جو کچھ یہ کہہ رہا ہے اور صفوان بن امیہ نے کہا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ أَبِي قَبْلَ أَنْ يَرَىٰ هَذَا

اس اللہ کا شکر ہے جو میرے باپ کو یہ منظر دیکھنے سے پہلے ہی یہاں سے لے گیا ہے۔

اور خالد بن أسید نے کہا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَمَانَ أَبِي فَلَمْ يَشْهَدْ هَذَا الْيَوْمَ حِينَ يَقُومُ بِلَالِ بْنِ أُمِّ بِلَالٍ يَنْهَقُ فَوْقَ الْكَعْبَةِ

اس اللہ کا شکر ہے جس نے میرے باپ کو پہلے ہی موت دے دی اور اس نے آج کا دن نہیں دیکھا جب بلال ام بلال کا بیٹا

کعبے کے اوپر زور زور سے چیخ رہا ہے

(يَنْهَقُ بِلَالٌ كَالْفِظِ اس نے استعمال کیا جو انتہائی توہین کا لفظ ہے نعوذ باللہ یہ گدھے کی آواز کو کہتے ہیں) بہر حال سھیل بن عمرو اور اس کے ساتھ جو لوگ تھے انہوں نے جب اس اذان کو سنا تو انہوں نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ تحقیق اللہ نے ان میں سے اکثر کو بعد میں مشرف بہ اسلام کر دیا تھا۔ (مغازی للواقدي ۷۳۷/۲، ۷۳۸۔ تاریخ ابن کثیر ۲۳۲/۳)

## رسول اللہ ﷺ کا اس سفر (عمرة القضاء) میں

### میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکر نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے امان بن صالح نے اور عبد اللہ بن ابو نجیح نے عطاء سے اور مجاہد سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا تھا میمونہ بنت حارث کے ساتھ اسی عمرے کے اسی سفر میں اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ میمونہ کو عباس بن عبد المطلب نے بیاہ دیا تھا (یعنی نکاح کر دیا تھا) حضور اکرم ﷺ مکے میں تین دن ٹھہرے رہے تھے۔ اس کے بعد حویطب بن عبد العزی بن ابوقیس بن عبدوڈ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا تھا۔ قریش نے حضور اکرم ﷺ کو مکے سے نکالنے کی اس کی ذمہ داری لگائی تھی۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے پاس آکر کہا کہ آپ کی مدت پوری ہو گئی ہے لہذا آپ ہمارے ہاں سے چلے جائیں حضور اکرم ﷺ نے ان سے کہا کہ۔

اگر تم لوگ مجھے چھوڑ دو تو بات یہ ہے کہ میں تمہارے درمیان شادی کر چکا ہوں ہم لوگ تمہارے لیے کھانے کا انتظام کریں گے تم لوگ ہماری دعوت میں شرکت کرو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگوں کو آپ کے کھانے کی ضرورت نہیں ہے پس آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ (حسب معاہدہ) مکہ چھوڑ کر نکل گئے۔ اور اپنے غلام ابورافع کو سیدہ میمونہ کو ساتھ لے کر آنے کے لیے پیچھے چھوڑ گئے تھے۔ وہ ان کو ساتھ لے کر مقام سرف میں ان کے پاس پہنچ گئے تھے لہذا رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس زوجہ کے ساتھ شب رفاقت وہیں مقام سرف میں منائی یعنی وہاں حق زوجیت ادا کیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۳۲۱-۳۲۲ پر ہے)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو بکر احمد بن سلیمان فقیہ نے ان کو اسحاق بن حسن عربی نے ان کو ابو سلمہ موسیٰ بن اسماعیل نے ان کو وہیب نے ان کو ایوب نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ سے میمونہ کا نکاح کیا تھا حالانکہ وہ اس وقت حالت احرام میں تھے۔ اور جب ان کے ساتھ صحبت کی تھی تو اس وقت بغیر احرام کے تھے میمونہ (بعد میں) مقام سرف میں ہی فوت ہوئی تھیں۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۳۲۵۸۔ فتح الباری ۵/۵۰۹)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے اس حدیث کا شاہد لایا گیا ہے محمد بن اسحاق بن یسار کی روایت کے ساتھ۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی نے رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کو خبر دی ابو حامد شرقی نے ان کو محمد بن تکل ذہلی نے ان کو عبد الرزاق نے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے کہا نوری نے تم اہل مدینہ کی بات کی طرف توجہ نہ دینا مجھے خبر دی ہے عمرو نے ابو شعطاء سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا حالانکہ وہ محرم تھے (حالت احرام میں) ابو عبد اللہ نے کہا کہ میں نے عبد الرزاق سے کہا کہ کیا سفیان نے دونوں حدیثیں اکٹھے ابو شعطاء سے روایت کی ہیں اس نے ابن عباس سے اور ابن خثیم سے اس نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس سے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں بہر حال حدیث ابن خثیم تو یہاں پر یعنی یمن میں انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی بہر حال حدیث عمرو اس نے وہ ہمیں حدیث بیان کی تھی وہاں پر یعنی مکے میں۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حدیث عمرو بن دینار سے۔ (بخاری کتاب الصید۔ باب تزوج المحرم۔ مسلم کتاب النکاح باب

تحريم نكاح المحرم و كراهة خطبته ص ۱۰۳۱)

تحقیق مخالفت کی ابن عباس کی ان کے ماسوائے نبی کریم ﷺ کے حالت احرام میں نکاح کرنے کے بارے میں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو عبد اللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوس نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ابو احمر محمد بن عوف سفیان طائی نے ان کو ابو المغیرہ نے عبد القدوس بن حجاج سے ان کو روزاعن سے ان کو عطاء بن ابوریح سے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ میمونہ سے نکاح کیا تو وہ محرم تھے وہ یعنی حالت احرام میں تھے۔ کہتے ہیں سعید بن مسیب نے کہا ابن عباس نے (یہی کہا ہے) اگرچہ وہ ان کی خالہ تھیں مگر حقیقت اس طرح ہے کہ نہیں تزوج اور نکاح کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ مگر بعد اس کے جب آپ احرام سے باہر آچکے تھے۔ (بخاری۔ کتاب الصید باب تزویج المحرم۔ فتح الباری ۵/۵)

(۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے ان کو عبد الرحمن بن حمدان بن مرزبان جلاب نے ہمدان میں ان کو ابو حاتم رازی نے اور ابراہیم بن نصر نے ان کو حجاج بن منہال نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو علی رودباری نے ان کو خبر دی ابو بکر بن داسہ نے ان کو ابو داؤد نے ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے ان کو حماد بن سلمہ نے حبیب بن شہید سے اس نے میمونہ بن مہران سے اس نے یزید رحم سے اس نے سیدہ میمونہ سے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا تھا (شادی کی تھی) اس وقت ہم دونوں بغیر احرام کی حالت میں تھے اور مقام سرف میں تھے۔ اور حجاج کی ایک روایت میں ہے کہ سرف میں تھے اور ہم احرام میں نہیں تھے۔ نیز اس کو ابو فزارہ نے بھی روایت کیا ہے یزید رحم سے اس نے میمونہ کو ایسی طریق سے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں۔ (مسلم۔ کتاب النکاح۔ حدیث ۴۸ ص ۱۰۳۲)

(۶) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ اصفہانی نے واہد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے ان کو سلیمان بن حزب نے ان کو حماد بن زید نے ان کو مطر الوراق نے ربیعہ بن عبد الرحمن سے اس نے سلیمان بن یسار سے اس نے ابورافع سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ میمونہ کے ساتھ بیاہ کیا تو اس وقت وہ احرام سے باہر تھے یعنی بغیر احرام کے تھے اور جب ان کے ساتھ آپ نے صحبت کی تو اس وقت بھی حالت احرام میں نہیں تھے۔ اور میں دونوں کے درمیان قاصد تھا۔ پیغام دینے والا نمائندہ تھا۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ثقہ نے سعید بن مسیب سے کہ اس نے کہا عبد اللہ بن عباس یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے میں داخل ہوئے تھے تو اس وقت حلال ہونا (یعنی احرام سے باہر ہونا) اور نکاح اکھٹے تھے چنانچہ یہ بات لوگوں میں شبہ کا باعث بن گئی۔

(نوٹ : اس باب میں مذکورہ احادیث میں جو تعارض و اختلاف نظر آ رہا ہے اس کی مکمل تشریح اور وجوہات وغیرہ اصل میں محشی کتاب ہذا ڈاکٹر عبد المعطی قلعی جس کی مفصل تحقیق کے ساتھ مذکور ہیں ہم نے اختصار کے پیش نظر اس تحقیق کو لکھنے سے گریز کیا ہے۔ اہل علم وہاں رجوع فرمائیں)۔



## (سیدہ امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا بن عبدالمطلب قرشیہ ہاشمیہ)

### کا مکہ مکرمہ سے ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابو العباس محمد بن احمد محبوبی نے مروی میں ان کو سعید بن مسعود نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے ابو اسحاق سے اس نے براء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کا ارادہ کیا تھا ذیقعدہ میں مگر اہل مکہ نے انہیں مکہ میں داخل ہونے کے لیے اجازت دینے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ یہ فیصلہ کیا کہ آپ مکہ میں تین دن قیام کریں گے جب انہوں نے تحریر لکھی تو یوں تحریر بنائی یہ وہ تحریر ہے جس پر یہ فیصلہ کیا محمد رسول اللہ ﷺ تو اہل مکہ نے کہا ہم اس کا اقرار نہیں کرتے اگر ہم یہ جانتے کہ تم اللہ کے رسول ہو تو ہم تمہیں کسی چیز سے نہ روکتے بلکہ آپ محمد بن عبد اللہ ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں محمد بن عبد اللہ بھی ہوں اے علی لفظ رسول اللہ کو ہٹا دو انہوں نے عرض کی اللہ کی قسم میں کبھی بھی اس کو نہیں مٹاؤں گا رسول اللہ ﷺ نے تحریر اپنے ہاتھ لی آپ اچھا لکھ نہیں سکتے تھے پس گو! کہ رسول اللہ ﷺ نے خود لکھا یہ وہ تحریر ہے جس کے مطابق محمد بن عبد اللہ نے باہم فیصلہ کیا ہے کہ آپ مکہ میں آئیں گے سوائے تلوار کے وہ بھی نیام میں ہوگی۔ اور اس شرط پر کہ آپ مکہ سے کسی ایک آدمی کو بھی ساتھ نہیں لے جائیں گے خواہ وہ خود ہی کیوں نہ جانا چاہیے۔ اور اپنے اصحاب میں سے کسی کو منع نہیں کریں گے اگر وہ مکہ میں اقامت کرنا چاہے۔ پھر جب حضور اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تھے۔ اور وقت پورا ہو گیا تو مکہ والے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بولے کہ آپ اپنے صاحب سے کہیں کہ وہ ہمارے ہاں سے چلے جائیں۔

تحقیق وقت پورا ہو چکا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ چلے گئے ان کے پیچھے پیچھے حضرت حمزہ کی بیٹی بھی چلی گئی تھیں وہ آواز لگا رہی تھی اے چچا جان اے چچا جان حضرت علیؑ نے اس کو اس کے سامنے پکڑ کر لے لیا اور سیدہ فاطمہ سے کہا اسے لے لیجئے سیدہ فاطمہ نے اسے اٹھا لیا۔ اس معاملے میں علی اور زید اور جعفر میں جھگڑا ہو گیا حضرت علیؑ نے کہا کہ میں نے اس کو لے لیا ہے یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اور جعفر نے کہا بلکہ یہ میرے بھی چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ اور زید نے کہا کہ یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے لہذا رسول اللہ ﷺ نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ اور اس موقع پر یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ۔ اَلْحَالَةَ بُمَنْزِلَةِ الْاُمِّ۔ خالہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے۔ اور آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم مجھ سے ہو اور میں تجھ سے ہوں۔ اور جعفر سے کہا آپ شکل و صورت میں اور عادت میں میری مشابہ ہیں اور زید سے فرمایا تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے دوست ہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۵۱۔ فتح الباری ۷/۴۹۹)

عبد اللہ بن موسیٰ سے اور اس کو روایت کیا ہے عبد اللہ نے اور دیگر نے اسرائیل سے اس نے ابو اسحاق سے اس نے ہانی بن ہانی سے اور ہبیرہ بن مریم نے علی بن ابوطالبؑ سے اس نے ذکر کیا ہے قصہ حمزہ کی بیٹی کا صرف اس کا ما قبل قضیہ ذکر نہیں کیا اور زکریا بن ابوزائدہ نے ابو اسحاق سے اس نے براء سے پورے قضیہ کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد ابو اسحاق نے کہا ہے کہ مجھے حدیث ہانی بن ہانی نے اور ہبیرہ بن مریم نے علی بن ابوطالب سے اس نے ذکر کیا ہے قصہ حمزہ کی بیٹی کا میں نے اس کی توثیق کی ہے کتاب السنن میں۔ (السنن الکبریٰ ۸/۶۰۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو خبر دی محمد بن احمد بن اسحاق نے ان کو حسن بن جہم بن مصلحہ نے ان کو حسین بن فرح ان کو واقدی نے ان کو ابن ابوجیبہ نے داؤد بن حصین سے اس نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ عمارۃ بنت حمزہ بن عبدالمطلب اور اس کی ماں سلمیٰ بن عمیس کے میں رہتی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کے میں آئے تو علی بن ابوطالب نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں بات کی اور کہا کہ ہم اپنے چچا کی یتیم بیٹی کو مشرکین کے درمیان نہیں چھوڑیں گے لہذا نبی کریم ﷺ نے اس کو لے جانے سے منع نہ کیا لہذا حضرت علی اس کو لے کر نکلے اور ادھر زید بن حارثہ نے بات کی وہ حضرت حمزہ کے وصیت کیے ہوئے تھے دراصل حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں کے درمیان مواخات اور بھائی چارہ قائم کر دیا جس وقت آپ نے مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اس نے کہا کہ میں اس بچی کو رکھنے کا زیادہ حق دار ہوں کیونکہ یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے ادھر جعفر نے جب یہ بات سنی تو اس نے کہا کہ خالہ ماں ہوتی ہے اور میں اس کو رکھنے کا زیادہ حقدار ہوں اس لیے کہ میرے گھر میں اس کی خالہ موجود ہے یعنی اسماء بنت عمیس۔

اور حضرت علی نے کہا کیا میں دیکھ نہیں رہا کہ تم لوگ جھگڑا کر رہے ہو یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میں اس کو مشرکین کے بچ سے نکال کر لایا ہوں اور تمہارا اس کے ساتھ کسی بھی طرح تعلق نہیں جڑتا وہ فقط میرا ہے۔ لہذا میں اس کے بارے میں تم سب سے زیادہ حقدار ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔ بہر حال اے زید اللہ اور رسول کا مولیٰ اور اے علی تم میرے بھائی ہو اور میرے ساتھی ہو۔ اور اے جعفر تم تو عادات میں اور صورت میں میرے ساتھ مشابہت رکھتے ہو اور تم اے جعفر زیادہ حقدار ہو اس کے لیے کیونکہ تیرے گھر میں اس کی خالہ ہے۔ کسی عورت کے ساتھ پہلے سے اس کی خالہ کے ہوتے ہوئے نکاح نہیں کیا جاسکتا نہ ہی اس کی پھوپھی کے ہوتے ہوئے۔ لہذا حضور اکرم ﷺ نے حضرت جعفر کے لیے اس کا فیصلہ دیا تھا۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۳۸)

واقدی نے کہا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے جعفر کے لیے اس کا فیصلہ فرما دیا تو جعفر اٹھے اور انہوں نے رسول اللہ کے گرد چکر لگایا ایک ٹانگ پر خوشی سے کودنے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کیا بات ہے اے جعفر؟ البتہ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ نجاشی کی عادت تھی کہ وہ جب کسی سے خوش ہوتا اٹھتا اور اس کے گرد چکر لگاتا تھا پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس سے نکاح کر لو۔ اس لئے کہ یہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے لہذا رسول اللہ ﷺ نے اس کا نکاح سلمہ بن ابوسلمہ کے ساتھ کر دیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اے سلمہ جزا اور بدلہ پالیا ہے (کیونکہ سلمہ وہ تھے جنہوں نے ام سلمہ کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دیا تھا)۔

باب ۱۳۹

## سریہ ابن ابوالعوجاء سلمیٰ بنو سلیم کی جانب

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن قطان نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن عتاب نے ان کو قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابواولیس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن قیس نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں کہ پھر جہاد کیا ابو العوجاء نے اور قطان کی ایک روایت میں ہے پھر غزوہ ہے ابن ابوالعوجاء کا سلمیٰ کا کئی لوگوں کی معیت میں حضور اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو ارض بنو سلیم کی طرف بھیجا تھا۔ چنانچہ وہ خود بھی اور اس کے ساتھی بھی شہید کر دیئے گئے تھے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو خبری دی ابو عبد اللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے ان کو محمد بن عبد اللہ بن مسلم نے زہری سے وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء سے واپس لوٹے ذوالحجہ میں واپس لوٹے تھے یہ سب ہجری تھا آپ نے ابن ابوالعوجاء سلمیٰ کو پچاس آدمیوں کے ساتھ بھیجا یہ بنو سلیم کی طرف روانہ ہوئے تھے اور بنو سلیم کا جاسوس بھی ساتھ تھا جب یہ لوگ مدینہ سے جدا ہوئے تو وہ جاسوس اپنی قوم کی طرف نکل گیا اس نے جا کر ان کو خبردار کر دیا اور ان کو ڈرایا لہذا ان لوگوں سے بڑی کثیر جماعت جمع کر لی اور جب ابن ابوالعوجاء ان کے پاس آ گیا تو وہ لوگ پہلے سے تیار تھے۔ جب ان کو اصحاب رسول نے دیکھا اور ان کو جمع ہوتے ہوئے دیکھا تو ان لوگوں نے، ان کو اسلام کی دعوت دی انہوں نے مسلمانوں کی کوئی بات نہ سنی بلکہ انہوں نے ان کو تیروں سے بھون ڈالا اور انہوں نے کہا ہمیں اس کی کوئی حاجت نہیں جس کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو۔

انہوں نے ان کو ایک ساعت تک تیر مارے اور ان کی ہر طرف سے امداد پہنچ گئی اور ہر طرف سے انہوں نے گھور کر تیز نظر سے دیکھا۔ لوگوں نے شدید قتال کیا یہاں تک کہ ان کے زیادہ تر لوگ شہید ہو گئے اور ان کا امیر بھی شہید ہو گیا ابن ابوالعوجاء زخمی ہو کر مقتولین کے ساتھ۔ پھر روانہ ہوئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ لہذا وہ مدینے میں آ گئے یکم صفر ۸ ہجری میں۔ (مغازی للواقدی ۷۴۱/۲)

باب ۱۴۰

## حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے اسلام کا ذکر

اور جو کچھ اس کے لئے نجاشی کی زبان سے ظاہر ہوا

اور دیگر آثار صدق رسول فی الرسالت

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبد الحمید بن جعفر نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص نے کہا ہے کہ میں اسلام سے کنارہ کش تھا اور اسلام سے بغض رکھتا تھا اسی لیے میں بدر میں مشرکین کے ساتھ حاضر ہوا تھا مگر میں بچ گیا تھا۔ اس کے بعد میں احد کی لڑائی میں بھی حاضر ہوا۔ اس کے بعد میں مشرکین کے ساتھ جنگ خندق میں گیا وہاں بھی میں بچ گیا۔

لہذا میں نے دل میں سوچا کہ میں کب تک دیکھتا رہوں گا کہ اللہ محمد کو قریش پر غالب کرتا رہے گا چنانچہ میں اپنے مال کے ساتھ پارٹی کے ساتھ مل گیا اور عام لوگوں سے دور ہو گیا یعنی عام لوگوں سے ملنا چھوڑ دیا جب حدیبیہ کا واقعہ ہوا اور رسول اللہ ﷺ صلح کر کے واپس مدینہ کی طرف لوٹ آئے اور قریش مکہ چلے گئے میں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگلے سال محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ میں داخل ہو جائیں گے نہ مکہ منزل ہے نہ طائف منزل ہے (ہمارے لیے) خروج سے بہتر بھی کوئی شئی نہیں ہے میں اس کے بعد اسلام سے اور دور ہو جاؤں گا میں نے یہ رائے قائم کی کہ اگر قریش سارے کے سارے مسلمان بھی ہو گئے تو میں مسلمان نہیں ہوں گا۔

چنانچہ میں مکہ گیا میں نے اپنی قوم کے بہت سارے مرد جمع کیے جو میرے والی رائے رکھتے اور میری بات مانتے تھے اور مجھے آگے کرتے تھے جس کام میں، میں ان کی ذمہ داری لگاؤں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تمہارے اندر کیسا آدمی ہوں؟ انہوں نے کہا کہ اب ہمارے اندر صاحب رائے



آدمی ہیں۔ اور سردار ہیں، صاحب شرف ہیں برکت و یمن میں برگزیدہ ہونے میں کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کسی امر کو اس سے زیادہ منکر اور برا نہیں جانتا کہ محمد کا معاملہ تمام امور سے اُنچا ہو جائے۔ لہذا ایسے حال میں ایک رائے رکھتا ہوں۔ ساتھیوں نے پوچھا کہ وہ کیا رائے ہے؟ میں نے بتایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم لوگ (مکہ چھوڑ دیں) ہم لوگ نجاشی کے پاس (حبشہ میں چلے جائیں اس کے پاس رہتے رہیں اگر محمد ﷺ غالب آ گیا تو ہمیں کیا پرواہ ہوگی ہم نجاشی کے پاس محفوظ رہیں گے) اور اس کے ہاتھ کے نیچے ہونگے۔ لہذا یہ بات ہمارے لئے زیادہ پسند ہوگی اس سے کہ ہم محمد کے ہاتھ کے نیچے رہیں۔ اور اگر قریش غالب آ گئے تو ہمیں سب ہی پہچانتے ہیں۔ ساتھیوں نے کہا کہ یہ رائے تو بہت ہی اچھی ہے۔

کہتے ہیں کہ بس پھر ہم لوگوں نے نجاشی کو دینے کے لئے ہدیے تیار کئے ہماری سرزمین سے جو چیز اس کو ہدیہ کے طور پر سب سے زیادہ محبوب تھی وہ چمڑا تھا۔ ہم نے وافر مقدار میں چمڑا جمع کیا پھر ہم لوگ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ہم نجاشی کے دربار میں پہنچ گئے۔ بس اللہ کی قسم ہم اس بات سے بہت دل گرفتہ تھے کہ جب نجاشی کے پاس حضور اکرم ﷺ کا نمائندہ عمرو بن امیہ ضمیری جا پہنچا رسول اللہ ﷺ نے اس کو بھیجا تھا اپنا خط دے کر کہ نجاشی ام حبیبہ ابوسفیان کی بیٹی کا نکاح حضور اکرم ﷺ ساتھ کر دیں وہ نجاشی کے پاس داخل ہوا پھر اس کے ہاں سے نکلا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ ہے عمرو بن امیہ ضمیری اگر میں اب کے بار نجاشی کے پاس اس کے دربار میں داخل ہوا تو میں اس سے درخواست کروں گا وہ اس کو میرے حوالے کر دے میں اس کی گردن مار دوں گا (قتل کر دوں گا) جب میں ایسا کر لوں گا تو میں ایسا کر کے قریش کو خوش کر لوں گا۔ اور میں قریش کی طرف سے ان کا کام کر دوں گا جب میں محمد کے قاصد کو قتل کر دوں گا۔

چنانچہ میں نجاشی کے دربار میں داخل ہوا اور میں نے اس کو سجدہ کیا جیسے میں کیا کرتا تھا۔ اس نے کہا خوش آمدید ہے میرے دوست کو کیا تم اپنے شہروں سے میرے لئے کوئی ہدیہ لے کر آئے ہو میں نے بتایا کہ اے بادشاہ سلامت میں نے اس کے لیے کثیر مقدار میں چمڑا ہدیہ کیا ہے اس کے بعد میں نے وہ ہدیہ اس کے قریب کیا اسے وہ خوب پسند آیا اس میں سے کچھ چیزیں اس نے اپنے وزیروں میں تقسیم کر دیں۔ اور تمام چیزوں کو اس نے سراہا، اور اس نے دوسرے مقام پر منتقل کر دیا اور حکم دیا کہ لکھ لیا جائے اس کو محفوظ کر دیا جائے۔ جب میں نے نجاشی کو خوش دیکھا تو (یہ موقع غنیمت سمجھ کر) کہا اے بادشاہ سلامت۔

میں نے کہا تحقیق میں نے ایک آدمی یہاں پر دیکھا ہے جو آپ کے ہاں سے نکلا ہے وہ ہمارے دشمن کا نمائندہ ہے۔ اس نے ہمیں تباہ کر دیا ہے اور ہمارے اشراف کو اس نے قتل کر دیا ہے اور ہمارے برگزیدہ لوگوں کو۔ آپ یہ ہمیں دے دیں میں اس کو قتل کر دوں گا چنانچہ وہ ناراض ہو گیا اس نے ہاتھ اٹھایا اور اس نے میری ناک پر کس کے مارا ایسا مارا کہ میں سمجھا کہ ناک توڑ دی ہے اس سے میرے کپڑوں پر سارا خون ہو گیا مجھے ذلت اس قدر ہوئی کہ اگر میرے لئے زمین پھٹ جاتی تو میں اس کے اندر چلا جاتا اس کے خوف سے۔

اس کے بعد میں نے منت سماجت کی اے بادشاہ سلامت اگر میں یہ گمان کر سکتا کہ آپ میری بات کا برامان جائیں گے تو میں آپ سے یہ سوال نہ کرتا۔ کہتے ہیں کہ اس نے شرم دلاتے ہوئے کہا اے عمرو تم مجھ سے یہ مطالبہ کرتے ہو کہ میں تمہیں اس شخص کا نمائندہ پکڑ کر دے دوں جس کے پاس ایسا ناموس اکبر آتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا اور جو عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا اور تم اس کو قتل کر دو؟ عمرو بن العاص کہتے ہیں (نجاشی کی اس ڈانٹ نے میرے دل کی دنیا بدل دی جس کیفیت پر میں تھا۔ اور میں نے اپنے دل میں سوچا کہ (دیکھو) عرب اور عجم نے اس حق کو پہچان لیا ہے اور تو (اے عمرو) ابھی تک اس حق کا مخالف ہے میں نے پوچھا کیا آپ اس بات کی شہادت دیتے ہیں اے بادشاہ سلامت اس نے بتایا کہ جی ہاں میں اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی شہادت دوں گا اے عمرو آپ میری بات مان کر اس (رسول) کی اتباع کر لیں۔ اللہ کی قسم وہ حق پر ہے۔ اور وہ اپنے مخالفین پر غالب ہو جائیں گے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام فرعون پر اور اس کے لشکر پر غالب آ گئے تھے۔

میں نے پوچھا کیا آپ مجھے مسلمان کریں گے اس نے بتایا کہ جی ہاں چنانچہ اس نے ہاتھ پھیلا دیا اور اس نے اسلام پر مجھے بیعت کر لیا اس کے بعد اس نے ایک تھال منگوا لیا اور میرا خون دھلایا اور مجھے دوسرے کپڑے پہنائے کیونکہ میرے وہ کپڑے خون سے لت پت ہو چکے تھے میں نے وہ پھینک دیئے۔ اس کے بعد میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا انہوں نے جب میرے جسم پر دوسرے نجاشی کے کپڑے دیکھے تو وہ خوش ہو گئے اس بات سے اور بولے کیا آپ نے بادشاہ سے اپنا مطلب حاصل کر لیا ہے جو آپ چاہتے تھے؟ میں نے (ان کو سیدھی بات نہ بتائی) بلکہ یوں کہہ دیا کہ میں نے نہ پسند کیا ہے کہ میں پہلی ملاقات میں ان سے اپنے مطلب کی بات کروں بلکہ میں نے سوچا ہے میں ان کے پاس دوبارہ اس بات کے لئے آؤں گا انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی رائے بہتر ہے۔ پس پھر ان سے علیحدہ ہو گیا (بہانہ کر کے) جیسے کہ میں قضاء حاجت کے لئے یا کسی ضرورت کے لئے جا رہا ہوں۔

چنانچہ میں کشتیوں کے مقام کی طرف پہنچ گیا میں نے ایک کشتی کو پالیا جو بھر چکی تھی اور روانہ ہو رہی تھی میں بھی ان کے ساتھ سوار ہو گیا انہوں نے اس کو چلا دیا یہاں تک کہ وہ لوگ مقام شعبیہ پر پہنچ گئے (یعنی سمندر کے کنارے یمن کے راستے پر) میں کشتی سے نکل گیا میرے پاس خرچہ تھا یعنی رقم تھی میں نے ایک اونٹ خرید لیا اور سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ میں روانہ ہو کر مقام مَرَّ الظَّهْرَانِ پر پہنچا پھر میں چلا حتیٰ کہ جب میں مقام ہداۃ پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ دو آدمی مجھ سے آگے آگے آگے ہیں۔ زیادہ دور نہیں تھے۔ مطلب یہ کہ انہوں نے پڑاؤ کیا ہوا ہے۔ ایک خیمے کے اندر ہے اور دوسرا کھڑا ہے اس نے دونوں کی سوار یوں کو روک رکھا ہے۔ میں نے دیکھا وہ خالد بن ولید تھے۔ میں نے اس سے کہا اے ابوسلیمان ہے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں؟ اس نے بتایا کہ محمد ﷺ کے پاس جانے کا۔ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے ہیں کوئی بھی باقی نہیں رہا جس کے ساتھ کوئی مزہ ہو۔

اللہ کی قسم اگر میں ٹھہرا ہوں گا تو وہ ہماری گردنوں سے پکڑ لیں گے جیسے گوہ اپنے بل میں سے گردن سے پکڑ لی جاتی ہے۔ میں نے کہا اور میں بھی اللہ کی قسم محمد ﷺ کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا ہوں میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ چنانچہ عثمان بن طلحہ نکل آئے اس نے مجھے مرحبا کہا۔ لہذا ہم سب اسی منزل پر اتر پڑے اس کے بعد ہم نے سفر میں آپس میں رفاقت کر لی یہاں تک کہ ہم مدینہ میں پہنچ گئے۔ میں ایک آدمی کی بات نہیں بھولوں گا جو ہمیں بیر ابو عبیدہ پر ملا تھا وہ چیخ رہا تھا یارب یارب یارب۔ ہم نے اس کے قول کے ساتھ فال پکڑی ہم چل پڑے اور اس نے ہماری طرف دیکھا۔ میں نے سنا وہ کہہ رہا ہے تحقیق اہل مکہ نے ان دونوں کے بعد قیادت دے دی ہے۔ میں نے گمان کیا کہ اس کی مراد میں ہوں اور خالد بن ولید ہے۔ اس کے بعد وہ پیٹھ پھیر کر واپس مسجد کی طرف چلا گیا جلدی جلدی میں نے گمان کیا اس نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر ہماری آمد کی خوشخبری سنائی۔ لہذا وہی ہوا جو کچھ میں نے گمان کیا تھا۔ ہم لوگوں نے حَرَّہ میں اونٹ بٹھائے اور ہم نے اچھے لباس پہنے اتنے میں عصر کی اذان ہو گئی۔ پس ہم چلے یہاں تک کہ ہم حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہو گئے (ہمیں دیکھ کر خوشی سے) رسول اللہ ﷺ کا چہرہ دمک اٹھا۔

مسلمان آپ کے گرد بیٹھے تھے وہ ہمارے مسلمان ہونے پر بہت خوش ہوئے۔ خالد بن ولید آگے بڑھے اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے اسلام کی بیعت کی۔ اس کے بعد عثمان بن طلحہ بڑھے انہوں نے بھی بیعت اسلام کی۔ اس کے بعد میں آگے بڑھا اللہ کی قسم آپ ﷺ سچے تھے میں آپ کے آگے تو جا کر بیٹھ گیا مگر میں حضور اکرم ﷺ سے شرم و حیا کی وجہ سے ان کے سامنے اپنی نگاہیں نہیں اٹھا سکا تھا میں نے ان سے بیعت کی۔ اس شرط کے ساتھ کہ میرے سابقہ سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور بعد میں گناہ نہیں ہو سکیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اسلام مٹا دیتا ہے ان گناہوں کو جو اس سے قبل ہوتے ہیں۔ اور ہجرت بھی سابقہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کسی کو بھی میرے اور خالد بن ولید کے برابر قرار نہیں دیا کسی بھی امر میں جس امر کے آپ کو پریشان کیا ہو۔ جب سے ہم مسلمان ہوئے البتہ تحقیق ہم لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس مقام پر تھے اور میں عمر کے نزدیک اس حال پر تھا اور عمر خالد پر مثل شریک کر کے والے تھے عبدالمجید بن جعفر۔ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ذکر کی تھی یزید بن ابوجیب سے اس نے کہا مجھے خبر دی راشد مولیٰ حبیب بن ابواویس ثقفی نے حبیب سے اس نے عمر سے اسی کی مثل۔



عبدالحمید کہتے ہیں کہ میں نے یزید سے کہا تیرے لیے وقت نہیں بیان کیا گیا کہ عمرو اور خالد کب آئے تھے۔ اس نے کہا کہ نہیں سوائے اس کے کہ اس نے کہا تھا کہ فتح مکہ سے قبل میں نے کہا کہ بیشک میرے والد نے مجھے خبر دی ہے کہ عمرو اور خالد اور عثمان بن طلحہ مدینے میں آئے تھے صفر کے چاند میں ۸۔ ہجری میں۔ (مغازی للواقدی ۷۴۱/۲، ۷۴۵، تاریخ ابن کثیر ۲۳۶/۴)

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے۔ ان دونوں نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ ان کو حدیث بیان کی یزید بن ابو حبیب نے راشد مولیٰ حبیب سے اس نے حبیب بن ابو اویس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن العاص نے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ جنگ خندق سے واپس لوٹے تھے تو میں نے قریش کے مردوں کو جمع کیا اور میں نے ان سے کہا اللہ کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ محمد کا معاملہ بڑے طریقے سے اوپر کو چڑھتا جا رہا ہے اللہ کی قسم کوئی شئی اس کے آگے قائم نہیں رہ سکے گی۔ اور میں اس بارے ایک رائے رکھتا ہوں مگر مجھے نہیں معلوم کہ تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہوگی۔

جوانوں نے پوچھا کہ ان کی کیا رائے ہے میں نے بتایا کہ ہم لوگ نجاشی کے ساتھ مل جائیں یا یہاں سے کنارہ کش ہو جائیں۔ اگر ہماری قوم کامیاب ہوگئی تو ہم لوگ معروف لوگ ہم بھی ان کے پاس واپس لوٹ آئیں گے۔ اور اگر ان پر محمد غالب آگئے تو ہم لوگ پہلے ہی نجاشی کے ہاتھ کے نیچے ہوں گے۔ ہمیں یہ بات زیادہ محبوب ہوگی اس سے کہ ہم محمد کے ماتحت ہوں۔ قریشی جوانوں نے کہا کہ صلاح تو بہت اچھی ہے میں نے کہا کہ پھر دیکھو کس بات کی ہے نجاشی کو دینے کے لئے کچھ ہدیے خرید کرو (پھر چلیں) ہماری سرزمین سے ان کے لئے چمڑے کی مصنوعات زیادہ پسند کی جاتی تھی۔ ہم نے کثیر مقدار میں وہ جمع کیا اور ہم لوگ روانہ ہو گئے ہم جب وہاں پہنچے تو ہمیں اس کے پاس عمرو بن امیہ ضمیری بھی نظر آ گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہوا تھا نجاشی کے پاس جعفر اور اس کے ساتھیوں کے معاملے میں۔ تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ شخص محمد ﷺ کا نمائندہ ہے اگر میں ہدایا نجاشی کو دے دوں تو اس کے بعد میں نے ان سے کہوں گا کہ وہ اس شخص کو میرے حوالے کر دیں میں اس کو قتل کر دوں گا۔ جب میں اس کو قتل کر دوں گا اور مکے قریش کو پتہ چلے گا تو وہ کہیں گے کہ ابن العاص نے ہمارا کام کر دیا ہے ہماری طرف سے کہ محمد کے نمائندے کو قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ جب میں نجاشی کے پاس پہنچا اس نے کہا مرحبا اہلاً و سہلاً خوش آمدید ہو میرے دوست (عمرو بن العاص) کو کیا تحفہ لائے ہو میرے لیے میں نے بتایا کہ جی ہاں لایا ہوں اور میں نے ہدیے اس کے آگے پیش کر دیے۔ جب اس کو ہدیے اچھے لگے اور وہ ان کو لے چکا تو میں نے کہا اے بادشاہ سلامت میں نے یہاں پر محمد کے نمائندے کو دیکھا ہے جو آپ کے پاس داخل ہوا ہے۔ محمد وہ شخص ہے جس نے ہم لوگوں کو ہلاک برباد کر رکھا ہے اس نے ہمارے شرفاء کو اور چوٹی کے لوگوں کو قتل کیا ہے آپ اس کا نمائندہ مجھے دے دیں میں اس کو قتل کروں گا۔ یہ سنتے ہی نجاشی شدید غضب میں آ گیا اس قدر کہ شاید اس قدر غصہ اس کو کبھی نہ آیا ہو جب سے اللہ نے اس کو پیدا کیا تھا۔ اس کے بعد اس نے ہاتھ اٹھایا اور میری (عمرو بن العاص کی) ناک پر ایک کس کے ٹکڑے رسید کیا جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ میری ناک ٹوٹ گئی ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ کاش کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس کے اندر چلا جاؤں۔

میں نے کہا بادشاہ سلامت مجھ سے غلطی ہوگئی ہے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ میری بات کا برامان جائیں گے تو میں کبھی نہ کہتا۔ اگلے لمحے نجاشی بولا تم مجھ سے یہ مانگتے ہو کہ میں اس ہستی کا قاصد قتل کرنے کے لئے تمہارے حوالے کر دوں جس کے پاس ناموس اکبر آتا ہے؟ میں نے عرض کی اے بادشاہ سلامت کیا واقعی یہ بات اسی طرح حقیقت ہے۔ اس نے بتایا اور کہا جی ہاں یہی بات ہے اے عمرو ہلاک ہو جائے میں تیرا خیر خواہ ہوں تم اس شخص کی اتباع کرو اور مسلمان ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم وہ شخص اپنے مخالفین پر ضرور غالب آ جائے گا اور اس کے ساتھی بھی جیسے موسیٰ علیہ السلام فرعون پر اور اس کے لشکروں پر غالب آ گیا تھا۔ میں نے کہا اے بادشاہ سلامت آپ مجھ سے بیعت لے لیں اس کے لیے اسلام پر۔ نجاشی نے کہا



اچھا ٹھیک ہے۔ اس نے ہاتھ لمبا کیا میں نے اس کے ہاتھ پر رسول اللہ ﷺ کے لیے اسلام پر بیعت کی اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف گیا اب میری رائے بدل چکی تھی انہوں نے پوچھا کہ پیچھے کیا کیفیت ہے میں نے بتایا کہ خیر ہے جب شام ہوئی تو میں اپنی سواری پر بیٹھ کر واپس چلا آیا ان کو وہاں چھوڑ کر۔

اللہ کی قسم بیشک میں البتہ جھک گیا جب میں خالد بن ولید سے ملا میں نے اس سے پوچھا کہاں جا رہے ہو اے ابوسلیمان؟ اس نے بتایا اللہ کی قسم میں مسلمان ہونے کے لیے جا رہا ہوں اللہ کی قسم اب معاملہ واضح ہو کر کھل کر سامنے آ گیا ہے جس میں دوبارہ شک اور التباس نہیں آئے گا۔ بیشک یہ شخص (محمد ﷺ) نبی ہے مجھے اس بارے میں اب کوئی شک نہیں ہے۔ میں نے بتایا کہ میں بھی اللہ کی قسم مسلمان ہونے کے لئے ہی آیا ہوں۔ چنانچہ ہم رسول اللہ کے پاس مدینے میں پہنچ گئے خالد بن ولید آگے بڑھے اور انہوں نے بیعت کی پھر میں آگے بڑھا میں کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کے ساتھ اس شرط پر بیعت کروں گا کہ میرے پہلے والے سارے گناہ معاف ہو جائیں اور بعد والوں کا میں نے ذکر نہیں کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عمر تم بیعت کرو، بیشک اسلام ان تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس سے پہلے ہوتے ہیں اور ہجرت مٹا دیتی ہے سابقہ گناہوں کو جو اس سے قبل ہوتے ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۳۳، ۲۳۷)

باب ۱۴۱

## حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کا تذکرہ

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو یحییٰ بن مغیرہ بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے والد سے وہ حدیث بیان کرتے تھے خالد بن ولید سے کہ وہ فرماتے تھے کہ جب اللہ نے میرے ساتھ خیر کا ارادہ کر دیا تو اس نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا (یعنی اسلام کی سمجھ اور اس کی محبت ڈال دی) اور میری ہدایت کا سامان کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ میں ان تمام مقامات پر محمد ﷺ کے خلاف حاضر ہوا تھا جس مقام پر میں گیا میں اس طرح واپس لوٹ آیا کہ میں اپنے دل میں یہ خیال کرتا تھا میں بے فائدہ یہ ساری کوشش کر رہا ہوں اور یہ محمد ﷺ عنقریب غالب آ جائیں گے۔ جب حضور اکرم ﷺ حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی مشرکین کے گھڑ سواروں کے دستے کے ساتھ روانہ ہوا۔ میں حضور اکرم ﷺ کو جاملتا اس وقت جب وہ اپنے اصحاب کے ساتھ مقام عُفان میں تھے میں ان کے سامنے بالمقابل جا کھڑا ہوا اور اس نے ان کے لیے تعرض کیا۔ انہوں نے اپنے اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھائی ہم لوگوں کے آگے اس وقت ہم لوگوں نے چاہا کہ ہم اس پر غارت ڈال دیں (اچانک حملہ کر دیں) مگر ایسا کرنے کی جرأت نہ کر سکے حالانکہ اس میں اختیار اور موقع تھا۔

مگر ہمارے دلوں میں وساوس اور خطرات واقع ہو گئے (جس کی وجہ سے ہم وہ جسارت نہ کر سکے)۔ پھر انہوں نے اپنے اصحاب کو عصر کی نماز پڑھائی اور انہوں نے صلاۃ الخوف پڑھائی اب انہوں نے اپنی حفاظت کا سامان کر لیا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ رومی محفوظ ہے۔ چنانچہ ہم لوگ منتشر ہو گئے اس طرح وہ ہمارے گھڑ سوار دستے سے بچ گئے اور میں نے دائیں جانب پکڑی پھر انہوں نے جب حدیبیہ میں قریش کے ساتھ صلح کی اور قریش نے ان کے ساتھ اگلے سال آنے کا معاہدہ کر لیا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ کونسی چیز باقی رہ گئی ہے؟ نجاشی کے ہاں جانے کا بھی کوئی راستہ نہیں رہ گیا ہے اس نے بھی محمد ﷺ کی اتباع کر لی ہے اس لئے تو محمد ﷺ کے اصحاب نجاشی کے ہاں بھی

امن کے ساتھ رہ رہے ہیں۔ میں ہر قتل روم کی طرف نکل جاؤں اور میں اپنے کوچھوڑ کر نصرانی ہو جاؤں یا یہودی ہو جاؤں اور میں عجمیوں کے ساتھ جا کر رہوں ان کے پیچھے چلوں باوجود یہ کہ یہ عجیب بات ہے۔ یا پھر اپنے گھر میں رہ جاؤں ان لوگوں کے ساتھ جو باقی رہ جائیں۔ میں اسی ادھیڑ بن میں لگا ہوا تھا کہ اچانک رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء کے لئے مکے میں داخل ہوئے میں قصد اُہاں سے غائب ہو گیا۔ اور میں نے ان کے داخلہ کا مشاہدہ نہ کیا۔ میرے بھائی تھے خالد بن ولید (وہ مسلمان ہو چکے تھے) وہ اس دن عمرۃ القضاء میں حضور اکرم کے ساتھ داخل ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے تلاش کیا مگر مجھے انہوں نے نہ پایا۔ واپس جا کر انہوں نے مجھے خط لکھا۔ اس میں لکھا ہوا تھا :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابا بعد! میں نے اس سے بڑی تعجب اور حسرت کی بات نہیں دیکھی۔ آپ کی رائے اسلام سے چلی گئی ہے (یعنی ہٹ گئی ہے) اور تمہاری عقل نے تمہیں روک رکھا ہے اور اسلام جیسی چیز سے بھی کوئی بھی جاہل رہ سکتا ہے؟ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا ہے تیرے بارے میں۔ فرمایا کہ خالد کہاں ہے میں نے ان کو بتا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو لے آئے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کے جیسا بندہ اسلام سے جاہل نہیں رہتا۔ اگر خالد نے اپنی شکست کو اور اپنے مغلوب ہونے کو اور اس کی طرف سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کو مشرکین کے خلاف (بات کو رکاوٹ سمجھا ہوا ہے تو بات البتہ تحقیق مقدم کیا ہے ہم اس کو اس کے مامور پر۔ لہذا اے بھائی جان آپ تلافی مافات کر لیں۔ آپ سے بہت اچھے اچھے مواقع ضائع ہو گئے ہیں۔

جب میرے بھائی کا یہ خط میرے پاس پہنچا تو میں روانگی کے خوشی سے تیار ہو گیا۔ اس خط نے میری اسلام میں رغبت میں اضافہ کر دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خوشی آگئی اور اطمینان آ گیا۔

نیز میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں تنگ شہروں میں ہوں جن میں قحط پڑا ہوا ہے۔ لہذا میں وہاں سے ایسے شہروں کی طرف نکل گیا ہوں جو ہرے بھرے ہیں اور کشادہ ہیں۔ میں نے سوچا کہ یہ خواب سچا ہوگا۔ جب ہم لوگ مدینے میں پہنچ گئے تو میں نے سوچا کہ میں اس کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھوں گا۔ چنانچہ میں نے ان سے یہ خواب ذکر کیا انہوں نے بتایا کہ اس سے مراد یہی تیری آمد مراد ہے جو اس نے آپ کو اسلام کی ہدایت دی ہے۔ تنگی سے مراد وہ مرض ہے جس کے اندر آپ مبتلا تھے۔ جب میں نے روانگی کا ارادہ پکا کر لیا پر رسول اللہ ﷺ کی طرف تو میں نے سوچا کہ میں کس کے ساتھ جاؤں محمد ﷺ کے پاس۔ چنانچہ میں صفوان بن رمبہ سے ملا میں نے اس سے کہا اے ابو وہب کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہم لوگ جس کیفیت سے آج کل ہم دوچار ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم داڑھوں کی مثل ہیں۔ اور تحقیق محمد ﷺ عرب اور عجم پر چھا گئے ہیں اگر ہم لوگ محمد ﷺ کے پاس چلے جائیں اور جا کر ان کی اتباع کر لیں تو (ہمارے حق میں بہتر ہوگا اس لیے کہ) محمد ﷺ کی عزت رفعت ہماری عزت اور ہماری ہی عظمت ہوتی ہے۔ مگر (بد قسمتی سے) اس نے شدید انکار کر دیا اور مجھے کہنے لگے کہ اگر میرے سوا کوئی بھی باقی نہ رہے (صرف میں ہی اکیلا رہ جاؤں) تو میں کبھی بھی ان کی اتباع نہیں کر پاؤں گا۔

لہذا وہ اور ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اور میں نے دل میں سوچا کہ یہ وہ آدمی ہے جس کا بھائی مارا گیا ہے باپ مارا گیا ہے بدر کے اندر (اس لئے یہ نہیں مان رہا)۔ لہذا میں عکرمہ بن ابو جہل سے جا کر ملا میں نے اس سے وہی بات کہی جو میں نے صفوان بن اُمیہ سے کہی تھی۔ اس نے مجھ سے اس طرح بات کی جس طرح اس نے صفوان سے کہی تھی یعنی کہ اس نے شدید انکار کیا حضور اکرم ﷺ کے پاس جانے سے۔ میں نے اس سے کہا اچھا یہ بات چھپا لو کسی سے بھی ذکر نہ کجیو میں نے جو کچھ کہا ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں کروں گا۔ لہذا میں اپنے گھر کی طرف نکل گیا میں نے گھر والوں سے کہا کہ میری سواری نکالو میں عثمان بن طلحہ سے مل کر آتا ہوں میں نے سوچا کہ وہ میرا دوست ہے اگر میں اس سے ذکر کروں جو آرزو رکھتا ہے (تو وہ تیار ہو جائیں گے)۔ اس کے بعد مجھے بات یاد آئی کہ اس کے آباؤ اجداد بھی تو قتل ہو گئے تھے۔ لہذا اس نے یہ سوچ کر پسند نہ کیا کہ میں ان سے ذکر کروں۔ پھر میں نے سوچا کہ مجھ پر کوئی (لازم تو نہیں ہے کسی کو ساتھ لینا) بس میں خود ہی ابھی اسی وقت روانہ ہو جاتا ہوں۔



پھر میں نے اس سے ذکر کر ہی دیا کہ اب مرضی ہے اس کی۔ میں نے کہا کہ ہم بمنزلہ لومڑی کے ہیں جو اپنے بل میں چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر اس کے اندر پانی کے ڈول انڈیل دے جائیں تو وہ نکل آتی ہے اور میں نے ان سے وہی کچھ کہا جو میں نے اپنے پہلے والے دوستوں سے کہا تھا۔ اس نے میری بات ماننے میں دیر نہ کی بلکہ جلدی جلدی بات مان لی۔ اور آپ نے کہا کہ میں نے آج صبح ہی یہ سوچا تھا اور میں چاہتا ہوں کہ میں کل صبح ہی چل پڑوں میری سواری وادی فحہ میں بیٹھائی ہوئی ہے۔ چنانچہ میں تیار ہو گیا اور میں اور وہ دونوں نے مقام یا حج میں جمع ہونے کا وعدہ کر لیا اگر وہ پہلے پہنچ گئے تو وہاں ٹھہر جائیں گے اور اگر میں پہلے پہنچ گیا تو میں ان کا انتظار کروں گا۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے سحر کے وقت ہونے کا انتظار کیا۔

ابھی فجر طلوع نہیں ہوئی تھی کہ ہم مقام یا حج میں ایک دوسرے سے مل گئے۔ ہم علی الصبح روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم مقام ہدا تک پہنچ گئے۔ ہم نے عمرو بن العاص کو وہاں پالیا اس نے کہا خوش آمدید ہو تم لوگوں کو ہم نے کہا تمہیں بھی ہو۔ اس نے پوچھا کہ کہاں کی تیاری ہے تمہاری؟ ہم نے کہا پہلے بتائیں آپ کہاں جا رہے ہیں۔ اس نے پوچھا نہیں تم بتاؤ تمہیں کس بات نے نکالا ہے؟ ہم نے یا کہ اسلام میں داخل ہونے کی غرض نے اور محمد ﷺ کی اتباع نے۔ اس نے بتایا کہ یہی چیز ہے جس نے مجھے بھی نکالا ہے۔ کہتے ہیں کہ پھر تو ہم سب سہمی بن گئے حتیٰ کہ ہم مدینے میں داخل ہو گئے ہم نے جرہ کے بالائی کی طرف اپنے اونٹ بٹھائے۔ اور ادھر رسول اللہ ﷺ کو ہماری آمد کی اطلاع ہو گئی حضور اکرم ﷺ اس اطلاع سے خوش ہوئے۔ چنانچہ میں نے عمدہ کپڑے پہنے اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف حاضری کا قصد کیا۔

پہلے مجھے میرا بھائی ملا۔ اس نے کہا جلدی کیجئے حضور اکرم ﷺ کو آپ کے بارے اطلاع دی گئی ہے اور آپ خوش ہوئے ہیں تیری آمد پر اور وہ تیرا انتظار کر رہے ہیں لہذا ہماری رفتار تیز ہو گئی۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ میری طرف دیکھ کر مسلسل مسکرا رہے تھے حتیٰ کہ میں آپ کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ میں نے حضور اکرم ﷺ پر سلام کیا یا نبی اللہ کیسے ہیں۔ آپ نے خوشی سے اور چمکتے چہرے کے ساتھ مجھے سلام کا جواب دیا میں نے کہا:

اَنِّي اشهد ان لا اله الا الله انك رسول الله

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الحمد لله الذي هداك - الله كما شكره جس نے آپ کو ہدایت عطا کی۔

میں آپ کو عقلمند سمجھتا تھا میں امید کرتا تھا کہ آپ کی عقل آپ کو خیر اور بھلائی تک پہنچائے گی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ تحقیق میں نے دیکھا ہے کتنے مواقع ایسے تھے جن پر میں حق کے ساتھ معاندانہ رویہ اختیار کرتا رہا آپ اللہ سے دعا کریں مجھے معاف کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اسی امید پر تو میں آیا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

اللهم اغفر لخالد بن وليد - اے اللہ خالد بن ولید کی ہر غلطی معاف کر دے۔

جہاں کہیں بھی وہ تیرے راستے کی رکاوٹ بنتا ہے۔ خالد کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ آگے بڑھے دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور ہماری یہ آمد ماہ صفر ۸ ہجری میں ہوئی۔ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں آپ نے اپنے اصحاب میں سے کسی کو بھی میرے برابر نہ ٹھہرایا جہاں کہیں آپ مشکل میں مبتلا ہوئے۔ (مغازی للواقفی ۲/۴۶۶، ۴۶۸۔ البدلیۃ والنہلیۃ ۳/۲۳۹)



## سریہ شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ واقدی کے خیال کے مطابق

ہمیں خبردی عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبردی محمد بن احمد بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو ابن سبرہ نے اسحاق بن عبداللہ بن ابوخر وہ سے اس نے عمر بن حکیم سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شجاع بن وہب کو چوبیس آدمیوں کے ساتھ قبیلہ ہوزن کی جماعت کی طرف بھیجا تھا اور ان کو ان پر غارت ڈالنے کا حکم دیا تھا یہ لوگ روانہ ہوئے رات کو سفر کرتے تھے اور دن کو چھپ جاتے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے صبح کو جا کر ان پر غارت ڈالی۔ اور آپ ﷺ نے پہلے ہی اپنے اصحاب کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ دشمن کی تلاش و تعاقب میں زیادہ امعان اور گہرائی سے کام نہ لیں۔

چنانچہ انہوں نے بہت سارے مال مویشی حاصل کئے اور بکریاں بھی چنانچہ وہ ان سب کو ہانک کر لے آئے حتیٰ کہ مدینے میں آگئے ان کو جو حصے ملے اس مال میں سے ان میں ہر آدمی کو پندرہ پندرہ اونٹ حصے میں ملے تھے اور بکریوں میں سے بیس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا تھا اس سریہ پر جانے والی جماعت پندرہ راتیں غائب رہی یعنی مصروف جہاد رہی تھی۔

ابن سبرہ نے کہا ہے کہ میں نے یہ حدیث بیان کی تھی محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو اس نے کہا کہ نہیں (راویوں نے جھوٹ بولا ہے) اس حاضری میں ان کو عورتیں بھی ہاتھ لگیں تھیں جنہیں وہ ہانک کر لے آئے تھے ان میں ایک زیادہ خوبصورت لڑکی بھی تھی جسے وہ مدینے میں لے آئے تھے۔ اس کے بعد ان لوگوں کا وفد مسلمانوں کے پاس آ رہا تھا ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے قیدیوں کے بارے میں بات کی تھی لہذا نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں شجاع سے اور اس کے ساتھیوں سے بات کی ان عورتوں کے واپس کرنے کے بارے میں انہوں نے وہ عورتیں واپس کر دیں اور رسول اللہ ﷺ نے پھر وہ اپنے اصحاب کے حوالے کر دیں۔

ابن سبرہ نے کہا ہے کہ میں نے انصار کے ایک بزرگ کو اس بارے میں خبردی پس اس نے کہا کہ بہر حال جہاں تک خوبصورت لڑکی کا تعلق ہے تو اس کو تو شجاع بن وہب نے قیمتاً اپنے لئے لے لیا تھا ان سے اور اس کو استعمال بھی کیا تھا۔ جب وفد آیا تو (حضور اکرم ﷺ نے یا شجاع نے) اس لڑکی کو اختیار دیا تھا اور اس نے شجاع بن وہب کے پاس رہنے کو پسند کیا تھا۔ اور وہ شجاع بن وہب جنگ یمامہ والے دن شہید کر دیے گئے تھے اور اس وقت وہ خاتون اس کے پاس تھی جب کہ شجاع کی اس میں سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔

(مغازی للواقدی ۲/۴۵۳-۴۵۴)

## نجد کی جانب ایک اور سریہ ان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابو زکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نے وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ابو العاس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ریح بن سلیمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے شافعی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے مالک نے نافع سے اس نے ابن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ (جہادی وفد) بھیجا ان میں حضرت عبداللہ بن عمر بھی تھے۔ نجد کی طرف گئے تھے۔ چنانچہ یہ لوگ بہت سارے اونٹ غنیمت میں لائے تھے اور اس قدر کہ ان میں سے تقسیم کے وقت ہر ایک کے حصے میں بارہ بارہ اونٹ یا گیارہ گیارہ اونٹ آئے تھے۔ اس کے بعد ایک ایک اونٹ مزید بھی انہیں دیا گیا تھا۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث مالک سے۔ (بخاری۔ کتاب فرض الخمس۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسر۔ حدیث ۳۵۔ موطا مالک۔ حدیث ۱۵ ص ۴۵۰)

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابو الولید نے ان کو موسیٰ بن سہل نے ان کو محمد بن ریح نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو الفضل بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن مسلمہ نے ان کو قتیبہ بن سعید نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ہے لیث بن سعد نے نافع سے اس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ کہ رسول اللہ نے نجد کی جانب سریہ (یعنی جہادی لشکر) بھیجا ان میں عبداللہ بن عمر بھی تھے۔ (جب وہ کامیاب آئے) تو ان کے مال غنیمت کے حصے میں بارہ بارہ اونٹ تھے۔ اس کے بعد انہیں ایک ایک اونٹ اضافی بھی دیئے گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے اسے تبدیل نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ نے اور محمد بن ریح سے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ہے ابو علی رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن درسہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو داؤد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسدد نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو یحییٰ نے عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے نافع نے عبداللہ سے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ میں بھیجا تھا ہمارے حصے میں بارہ اونٹ آئے تھے اس کے بعد ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک اونٹ اضافی بھی دیا تھا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب وغیرہ سے اس نے یحییٰ بن سعید قطان سے گویا کہ انہوں نے ارادہ کیا تھا اپنے اس قول سے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بطور نفل و اضافہ دیا تھا۔ یعنی ہمیں برقرار رکھا تھا اس پر جو کچھ ہمیں بطور نفل دیا تھا صاحب سریہ نے۔ حالانکہ یہ روایت اس روایت کے موافق ہو جائے جو جماعت روایت کرتی ہے نافع سے۔

(۴) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابو علی رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن داسہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو داؤد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہناد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدہ نے محمد بن اسحاق سے اس نے نافع سے اس نے ابن عمر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی جانب سریہ روانہ کیا تھا میں بھی اس سریے کے ساتھ گیا تھا ہم بہت سے مال مویشی لے کر آئے تھے۔ ہمارے امیر نے ہمیں ایک ایک اونٹ ہر ایک انسان کے لئے بطور نفل دیا تھا پھر ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے تو حضور اکرم ﷺ نے ہمارے درمیان ہماری غنیمتیں تقسیم کی تھیں ہم میں سے ہر آدمی نے بارہ بارہ اونٹ پائے تھے۔ خمس نکالنے کے بعد ہمارے امیر نے ہمیں جو کچھ دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اس کا کوئی حساب نہیں لیا تھا اور نہ ہی حضور اکرم ﷺ نے اس کے اس فعل پر اسے کوئی عیب لگایا چنانچہ ہم میں سے ہر آدمی کے لئے تیرہ اونٹ کا حصہ مل گیا تھا۔ فضل کے طور پر دیئے ہوئے کے ساتھ۔

(بخاری۔ کتاب فرض الخمس۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسر۔ حدیث ۳۵۔ موطا امام مالک۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۱۵ ص ۴۵۰/۲)

## سر یہ کعب بن عمیر غفاری قضاء کی طرف شام کے اطراف میں

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابو عبد اللہ بن بطلان نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو محمد بن عبد اللہ نے زہری سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کعب بن عمیر غفاری کو پندرہ آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا مقام ذات اطلاق کی طرف (ارض شام میں) وہ شام کے ملک میں وہاں جا پہنچے اور انہوں نے وہاں کے لوگوں کی جماعت میں سے ایک بڑی کثیر جماعت پائی ان لوگوں نے ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے اسلام کی دعوت قبول نہ کی۔ بلکہ انہوں نے ان پر شدید طریقے سے تیروں سے حملہ کر دیا جب اصحاب نبی نے یہ حالت دیکھی تو انہوں نے ان کے ساتھ شدید قتال اور جنگ کی حتیٰ کہ شہید ہو گئے ان میں سے صرف ایک آدمی واپس ہو سکا جو کہ مقتولین میں زخمی پڑا رہ گیا تھا۔

جب رات ہو گئی تو وہ کسی طرح بچا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا حضور اکرم ﷺ نے ان پر پھر دوبارہ مجاہدین بھیجنے کا قصد کیا مگر آپ کو اطلاع ملی کہ وہ لوگ کسی اور مقام کی طرف چلے گئے ہیں۔ لہذا آپ نے ان کو اس حال پر چھوڑ دیا۔

راوی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابن سبرہ نے حارث بن فضل سے وہ کہتے ہیں کہ کعب دن میں چھپ جاتے تھے اور رات کو سفر کرتے تھے یہاں تک کہ ان لوگوں کے قریب پہنچ گئے تھے۔ وہاں کے لوگوں کا کوئی جاسوس تھا اس نے ان کو دیکھ لیا تھا اس نے ان کو خبر دے دی تھی۔ ان کے قتل ہونے کی۔ لہذا وہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے اور ان لوگوں سے قتال کیا اور ان کو قتل کر گئے۔

(مغازی للواقدی ۷۵۲/۲-۷۵۳)

## غزوة موتہ کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے اور وہ امور جن کا ظہور ہوا نبی کریم ﷺ کے اس کے تین امیر بنانے میں پھر اس واقعہ کے بارے میں اس کی خبر آنے سے قبل حضور اکرم ﷺ کے خبر دینے میں جو آثار نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکر نے ابن اسحاق سے ان کو محمد بن جعفر بن زبیر نے عمرو بن زبیر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء سے آئے تھے مدینے میں ذوالحجہ میں آپ مدینے میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ آپ نے موتہ کی طرف صحابہ کو بھیجا تھا جماد الاول ۸ھ میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے امیر بنایا تھا لوگوں پر موتہ میں زید بن



حارثہ کو اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر زید شہید ہو جائے تو پھر جعفر امیر ہوگا اگر جعفر بھی شہید ہو جائے تو پھر عبد اللہ بن رواحہ امیر ہوگا اگر ابن رواحہ بھی شہید ہو جائے تو پھر مسلمان جس آدمی کو پسند کریں اس کو خود امیر بنالیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۲۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۳۱)

لوگوں نے سامان سفر جمع کیا اور روانگی کے لیے تیار ہو گئے تو سب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے (مقرر کردہ تینوں) امیروں کو الوداع کہا اور ان کو سلام کیا جب عبد اللہ بن رواحہ کو رخصت کیا تو وہ رونے لگے اصحاب رسول نے پوچھا کہ اے ابن رواحہ کیوں رورہے ہو انہوں نے فرمایا کہ خبردار اللہ کی قسم مجھے کوئی دنیا کی محبت نہیں نہ ہی مجھے دنیا سے کوئی عشق ہے بلکہ بات یہ ہے میں نے اللہ کا یہ فرمان سنا ہے وہ فرماتے ہیں :

وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَادٍ دُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا - (سورۃ مریم : آیت ۷۱)

تم میں سے ہر شخص کو جہنم کے اوپر آنا ہے یہ تیرے رب کی لازمی فیصلہ شدہ بات ہے۔

میں نہیں جانتا کہ میں امیر ہوتے ہوئے جہنم کے اوپر وارد ہوں؟ مسلمانوں نے رخصت کرتے ہوئے کہا اللہ تمہارے ساتھ ہو اور وہ تمہیں خیریت کے ساتھ ہمارے پاس واپس لائے اور تمہاری حفاظت فرمائے۔

چنانچہ ابن رواحہ نے اشعار کہے :

لكننى اسئال الرحمن مغفرة  
و ضربة ذات قرع تقذف الزيدا  
لو طعينه بيدى حران مجهزة  
بحربة تنفذ الاحشاء والكبد  
حتى يقولوا اذا منز علم جدثي  
ارشاد الله من غاز وقد امثال

لیکن میں رحمن سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔ اور تلوار یا نیزے کی کٹھاہ ضرب اور جھڑکا سوال کرتا ہوں ایسی ضرب اور زخم جس سے جھاگ مارتا خون پھوٹ نکلے۔ یا ایسی تلوار کی ضرب کا جو انتڑیوں اور جگر کے پار ہو جائے یہاں تک لوگ جب میری قبر سے گزریں تو یوں کہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو کامیاب کیا ہے جہاد سے یہ کامیاب ہو گیا ہے۔

پھر عبد اللہ بن رواحہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے آپ نے بھی اسے الوداع کیا۔ پھر عبد اللہ نے کہا :

وَبَيَّتَ اللَّهُ مَا آتَاهُ مِنْ حَسَنٍ  
تَبَّتْ مُوسَىٰ وَنَصْرًا كَالَّذِي نَصِيرًا  
اننى تفرست فيك الخيرنا فلة  
والله يعلم انى ثابت البصر  
انت الرسول فمن يحرم نوافله  
والوجه منه فقل ازوى به القدر

اللہ نے اس کو جو بھلائی عطا کی ہے اس پر وہ اس کو ثابت قدم رکھے جیسے اس نے موسیٰ علیہ السلام کو ثابت قدم کیا اور اس کی ایسے مدد کی جیسے اس نے اس کی مدد کی تھی بیشک میں نے آپ کے اندر (اے حبیب) اضافی خیر بھانپ لی تھی اللہ جانتا ہے کہ میری بصیرت درست ہے اور سچی ہے۔ آپ رسول برحق ہیں جو شخص اس کی خوبیوں سے محروم رہے اور اس سے منہ موڑے اس کی تقدیر کا محور ہے (یعنی اس کا مقدر خراب ہے)۔

اس کے بعد پھر وہ لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ مقام معان پر اتر گئے چنانچہ ان کو خبر ملی کہ ہرقل (روم) مقام مآرب میں اتر چکا ہے اور اس کے ساتھ ایک لاکھ آدمیوں کا لشکر جبار ہے اور ایک لاکھ عجمیوں کا۔ لہذا یہ لوگ دو دن وہاں معان میں ٹھہر گئے۔ کہنے لگے کہ ہم کسی کو بھیجتے ہیں اور

۱۔ غزوہ موتہ کی تفصیل کے لئے دیکھئے : سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۲۲۔ طبقات ابن سعد ۲/۱۲۸۔ بخاری ۵/۱۳۱۔ تاریخ طبری ۳/۲۳۔ انساب الاشراف ۱/۱۶۹۔ بن حزم ۶۱۹۔ عیون الاثر ۱/۱۹۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۳۱۔ سیرۃ شامیہ ۶/۲۲۸۔

رسول اللہ کو اطلاع کرتے ہیں کہ ہمارے دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے (اب موجودہ صورت حال میں) یا تو آپ ہماری مدد بھیجیں یا ہمیں کوئی اور حکم فرمائیں۔ مگر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے لوگوں کو شجاعت و بہادری پر ابھارا اور فرمایا کہ اے لوگو! بیشک وہ چیز جس کو تم ناپسند کر رہے ہو یہ وہی تو ہے جس کے لئے تم آئے تھے بس اسی کو طلب کرو اسی کو مطلوب و مقصود بناؤ اور وہ ہے شہادت۔ تم لوگ ان لوگوں کے ساتھ نہ تعداد کے ساتھ لڑو گے نہ ہی کثرت کے ساتھ بلکہ ہم تو دشمنوں سے اس چیز کے ساتھ لڑیں گے اللہ نے جس کے ساتھ ہمیں عزت و شرف بخشا ہے (وہ ہے ایمان) دیکھو اگر اللہ نے ہمیں ان پر غالب کر دیا تو بھی کوئی بات نہیں وہ بارہا ایسا کر چکا ہے۔ اور اگر کوئی دوسری بات ہوگئی تو بھی پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے وہی تو شہادت ہے۔ دونوں منزلیں ہمارے لئے بُری نہیں ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا اللہ کی قسم سچ کہتا ہے ابن رواحہ۔ لہذا اس کے بعد انہوں نے ہمت کا مظاہرہ کیا۔ یہ لوگ تعداد میں تین ہزار تھے حتیٰ کہ یہ لوگ بلقاء کی بستیوں میں سے ایک بستی میں سلطنتِ روحا کی فوجوں سے ٹکرا گئے مقام شراف پر اس کے بعد مسلمان مقام موتہ کی طرف لوٹ گئے یہ احساء کے بالا کی جانب ایک بستی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۲۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن حمدان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو عباس اسفاضی نے ان کو ابن کاسب نے ان کو مغیرہ بن عبدالرحمن نے عبداللہ بن سعید بن ابوند سے اس نے نافع سے اس نے ابن عمر سے کہ نبی کریم ﷺ سے غزوہ موتہ میں زید بن حارثہ کو امیر مقرر کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر زید شہید ہو جائے تو پھر جعفر امیر بن جائے۔ اور اگر جعفر بھی شہید ہو جائے تو عبداللہ بن رواحہ امیر بن جائے حضرت ابن عمر فرماتے ہیں۔ میں اس غزوہ میں ابن رواحہ کے ساتھ تھا۔ ہم نے ان کی شہادت کے بعد جب ان کے جسم کو چیک کیا تو سامنے پے تیر اور تلوار کے ستر زخم ان کو لگے ہوئے تھے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے ان کو ابو اسماعیل ترمذی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر حزامی نے ان کو مغیرہ بن عبدالرحمن نے عبداللہ بن سعید بن ابوند سے نافع سے اس نے ابن عمر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ موتہ میں زید بن حارثہ کو امیر مقرر کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر زید قتل ہو جائے تو پھر اس کے بعد جعفر امیر ہوگا اگر جعفر قتل ہو گیا تو اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ امیر ہوگا عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ تھا اس غزوہ میں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عمرو ادیب نے ان کو خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی ابیہثم دوری نے ان کو محمد بن اسماعیل بخاری نے ان کو احمد بن ابوبکر زہری نے ان کو خبر دی مغیرہ بن عبدالرحمن نے اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی سند کے ساتھ مذکور کی مثل اور اس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ پھر ہم نے جعفر کو تلاش کیا تو ہم نے اس کے جسم پر نوے سے کچھ زیادہ یا کہا تھا کہ ستر سے بھی زیادہ زخم تلوار اور تیروں کے پائے تھے۔

اس کو بخاری صحیح میں اسی طرح نقل کیا ہے اور ایک روایت میں ہے نوے سے کچھ زیادہ اور اسی طرح کیا ہے ابراہیم بن حمزہ نے مغیرہ سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۳۲۶۱۔ فتح الباری ۷/۵۱۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابو عبداللہ اصغہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ربیعہ بن عثمان نے عمر بن حکم اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ لغان میں مہص یہودی آیا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زید بن حارثہ لوگوں کے امیر ہونگے اگر وہ شہید ہو جائے تو پھر جعفر بن ابوطالب امیر ہیں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ اگر عبدالرحمن قتل ہو جائے (غالباً یہ کتابت کی غلطی ہوئی ہوگی عبداللہ بن رواحہ ہوں گے جیسے سب روایات میں ہے) تو پھر مسلمان اپنی رضا سے کسی کو بھی امیر مقرر کر لیں لہذا نعمان نے کہا اے ابوالقاسم اگر آپ نبی ہوتے تو آپ جس کا نام ذکر کرتے قلیل ہوں یا کثیر سب کے سب شہید ہو جاتے بیشک انبیاء نبی اسرائیل جس وقت کسی آدمی کو قوم پر امیر بناتے تھے تو کہتے تھے اگر وہ شہید ہو جائے تو پھر فلانہ اگر وہ ایک سو افراد کا نام لیتے تو وہ سب کے سب شہید ہو جاتے تھے اس کے بعد وہ یہودی کہنے لگا البتہ زید زیادہ پیارا ہے وہ تو محمد کے پاس لوٹ کر کبھی نہیں آئے گا اگر محمد نبی ہوئے تو زید نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ سچے نبی ہیں اور ایسے ہیں جن کی بات پوری ہوئی ہے۔ (مغازی للواقدی ۷/۷۵۶)

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ لوگ چلے گئے مسلمانوں نے ان کی حفاظت کی مسلمانوں نے میمنہ پر بنو عذرہ کے ایک آدمی کو کھڑا کیا اس کو قطبہ بن قتادہ کہتے تھے اور ان کے میسرہ پر انصاری سے ایک آدمی مقرر کیا اس کو عبایہ بن مالک کہتے تھے پس لوگ اس حال میں باہر نکلے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے ان کو خبر دی ابو عبد اللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو ربیعہ بن عثمان نے مقبری سے اس نے ابو ہریرہ سے وہ فرماتے ہیں کہ یہ جنگ مؤتہ میں شریک ہوا تھا کہ جب مشرکین نے ہمیں دیکھا ہم نے انہیں دیکھا وہ اس قدر تھے کہ نہ ان کی تعداد کا کوئی اندازہ ہو سکتا تھا نہ ہی ہتھیاروں کا نہ ہی دنیاوی ساز و سامان کا کراع اور دیباچ اور حریر پتلا موٹا ریشم میری آنکھ چمکی چنانچہ ثابت بن اقرم نے مجھ سے کہا۔ کیا ہوا آپ کو اے ابو ہریرہ گویا کہ تم بہت بڑی کثیر جماعت اور لشکروں کو دیکھ رہے ہو میں نے کہا کہ جی ہاں اس نے کہا آپ ہمارے ساتھ بدر میں موجود تھے؟ بیشک ہم لوگ وہاں پر کثرت کی وجہ سے مدد نہیں کیے گئے تھے۔ (بلکہ محض اللہ کے فضل و کرم سے اور ایمان سے مدد کئے گئے تھے)۔ (مغازی للواقدی ۷۶۰/۲)

(۸) ہمیں خبر دی ابو العباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن اسحاق نے ان کو محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ سے وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے (جنگ مؤتہ میں) شدید جنگ لڑی یہاں تک زید بن حارثہ شہید ہو گئے اس کے بعد جعفر نے جھنڈا لے لیا اس نے اس کے ساتھ قتال کیا حتیٰ کہ وہ بھی شہید ہو گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عباد نے عبد اللہ بن زبیر نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے والد نے جو کہ میرے رضاعی باپ تھے وہ نبی مرہ بن عوف میں سے تھے انہوں نے کہا تھا اللہ کی قسم گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں جعفر بن ابوطالب کی طرف جنگ مؤتہ والے دن جب وہ اپنے کالے چٹے گھوڑے سے اترے تھے اور پہلے انہوں نے اس کا پیر کاٹ ڈالے تھے اس کے بعد خود آگے بڑھے اور خوب قتال کیا حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ وہ پہلے شخص تھے اسلام میں جن کے پیر کاٹے گئے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے :

يا حذا الجنة واقتر بها طيبة باردة سراها

والروم روم قدنا عذابها على ان لاقيتها ضرابها

کتنی پیاری ہے جنت اور اس کا قریب ہونا کتنی پاکیزہ ہے اس کا مشروب کس قدر ٹھنڈا اور پاکیزہ اور ملک روم بھی روم ہے اس کا عذاب قریب ہو چکا ہے اگر میں ان سے نکل آیا تو مردانہ وار حملہ کروں گا۔

جب جعفر قتل ہو گئے تو عبد اللہ بن رواحہ نے جھنڈا اٹھالیا تھا۔ (سیرۃ ہشام ۳/۳۲۷)

(۹) ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن بکر بن حزام نے کہ عبد اللہ بن رواحہ اس وقت یہ کہا تھا :

لقسمت يا نفس لتزلنه طاعة اور لنكرهه

ان انجلب الناس وشد الرنه مالى اداك تکرهين الجنة

قد طال ماقد كنت مطمئه هل انت الانطفه فى شنه

اے نفس میں نے قسم کھائی ہے کہ یا تو تو خود بخود میری بات ماننے پر اتر آ اور نہ تجھے مجبور ہو کر مانی پڑے گی (جہاد کر کے شہادت پانے والی بات) اگر لوگ خود بخود کھینچ کھینچ کر جا رہے ہیں اور (جانے کے لیے) شدید رو رہے ہیں۔ تجھے کیا ہوا ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں تو جنت کو مجبوراً چاہ رہا ہے۔ نیز سکون و اطمینان خاصا طویل ہو چکا ہے۔ تمہاری حالت یہ ہے کہ یا تو تم محض ایک آبلہ ہو یا پرانی مشک کی طرح ہو تو جو کبھی بھی پھٹ سکتے ہیں)



اس کے بعد وہ اترے انہوں نے قتال کیا حتیٰ کہ قتل ہو گئے ابن اسحق کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا :

يَانْفَسِ الْاِتْقَلِيْ تَمُوْتِيْ      هَذَا حَمَامُ الْمَوْتِ قَدْ صَلِيَتْ

وَمَا تَعْنَتْ فَقَلِّ اعْطِيْتِيْ      اِنْ تَفْعَلِيْ فَعَلَهُمَا هُدِيْتِ

وَاِنْ تَأْخُرْتِ فَقَدْ شَقِيْتِيْ

اے میرے دل اے میری روح (میری جان) کیا تم قتال کر کے مر نہیں جاتی۔ یہ دیکھ موت والا کبوتر تیرے برابر میں ہے تم جو چاہو گی وہی تمہیں مل جائے گا۔

اگر تم ان دونوں (جعفر اور زید والا) کام کرو گی تو تمہیں ہدایت رہنمائی اور راستہ مل جائے گا اور اگر تم پیچھے ہٹو گی تو محروم ہو جاؤ گی۔

وہ اشعار میں جعفر اور زید کو مراد لے رہے تھے اس کے بعد وہ گھوڑے سے اترے جب اترے تو ان کے پاس ان کے چچا کا بیٹا آیا وہ ایک گوشت سے پر بڑی لے آیا اس نے کہا کہ اس کو اپنی کمر سے باندھ لو تمہیں آج سخت مشکل کا سامنا ہوگا (یعنی تھوڑا اٹھایا بوقت ضرورت) مگر ابن رواحہ نے اس سے وہ لے کر ایک دفعہ منہ کے ساتھ کچھ کاٹ کر کھالیا اتنے اس نے ایک کونے سے کچھ لوگوں کو کچھ بھنھنا ہٹ سنی۔ اور کہنے لگے اس کو ہڈی کو مخاطب کر کے کہ تو دنیا میں رہ (میں جا رہا ہوں) ہاتھ سے اس کو پھینک دیا اور تلوار تھام لی آگے بڑھے اور قتال کیا حتیٰ کہ قتل ہو گئے۔

ابن اسحق کہتے ہیں۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ بن زبیر سے وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جھنڈا اٹھایا ثابت بن اقرم نے بنو عجلان کے بھائی نے اور اس نے کہا اے مسلمان کی جماعت ایک آدمی پر صلح کر لو یعنی اتفاق کر لو انہوں نے کہا تم اس کے لیے مناسب ہو مگر اس نے کہا کہ نہیں بلکہ کسی اور آدمی پر اتفاق کر لو اور اس کو مقرر کر لو لوگوں نے خالد بن ولید پر اتفاق کیا (باہم صلح کی اور طے کیا) اس نے لوگوں میں جا کر ان کا جائزہ لیا۔ اور بچاؤ کیا دفاع کیا وہ ہٹ گئے اس نے اپنا کردار ادا کیا اور ان سے تعرض نہ کیا گیا۔ اس کے بعد وہ لوگوں کے ساتھ وہاں سے لوٹ آئے۔ (سیرۃ ہشام ۳/۲۲۸)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن عتاب نے ان کو قاسم جوہری نے ان کو ابن ابواولیس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف لوٹے تو وہاں پر چھ مہینے مدینے میں ٹھہرے تھے کہ اس کے بعد آپ نے مقام موتہ کی طرف لشکر بھیجا اور ان پر زید بن حارثہ کو امیر مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائے تو پھر ان کا امیر جعفر بن ابوطالب ہوگا اگر جعفر شہید ہو جائے تو پھر عبد اللہ بن رواحہ ان کا امیر ہوگا۔ وہ لوگ چلے گئے یہاں تک کہ وہ ابن ابوسبرہ غسانی کے ساتھ جا کر ملے مقام موتہ پر وہاں تو عرب عیسائیوں اور روم کے عیسائیوں کی جماعت اور لشکر جمع تھے۔ جو سواریاں بٹھارے تھے۔ اور مقام مرآء میں۔ چنانچہ ابن ابوسبرہ نے مسلمانوں کے آگے قلعہ بند کر لیا۔

تین دن تک اس کے بعد وہ نکلے اور مقام ذرع احمر پر خوب لڑے انہوں نے شدید قتال کیا جھنڈا زید بن حارثہ نے تھامے رکھا وہ شہید ہو گئے اس کے بعد جعفر بن ابوطالب نے لے لیا وہ بھی شہید ہو گئے پھر اس کو عبد اللہ رواحہ نے لے لیا وہ بھی شہید ہو گئے۔ اس کے بعد تمام مسلمانوں نے خالد بن ولید مخزومی پر اتفاق کر لیا رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ امیروں کی شہادت کے بعد۔ اب اللہ نے دشمن کو شکست فاش دی اور مسلمانوں کو غلبہ عطا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میرے سامنے جعفر بن ابوطالب گذرے فرشتوں کی جماعت میں وہ فرشتوں کے ساتھ اڑ رہے تھے (پرواز کر رہے تھے) جیسے وہ پرواز کر رہے تھے اس کو دو پر لگے ہوئے تھے (اس لئے کہ علمبرداری کے دوران ان کے دونوں ہاتھ اڑا دیئے گئے تھے) کہتے ہیں کہ (راویوں نے گمان کیا ہے کہ واللہ اعلم کہ یعلیٰ بن حذہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے وہ حضور اکرم ﷺ کو اہل موتہ کے بارے میں خبر دینا چاہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہوں تو آپ مجھے خبر دو اور چاہو تو میں آپ کو اہل موتہ کے بارے میں بتاتا ہوں۔

اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہی مجھے بتائیے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان کی پوری پوری خبر دی اور آپ کے سامنے ان کی پوری کیفیت بیان کی یعنی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ نے تو ان کی کہانی کا ایک حرف بھی نہیں چھوڑا بیشک ان کا سارا معاملہ اسی طرح ہے جیسے آپ نے ذکر کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو اٹھا کر پیش کر دیا تھا یہاں تک کہ میں نے ان کے مقام جنگ کو خود ملاحظہ کیا تھا۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو سلیمان بن حرب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو الحسن بن علی محمد بن علی مقبری اسفرائینی نے ان کو حسن بن محمد بن اثنق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو حماد بن زید نے ایوب بن حمید بن ہلال سے اس نے انس بن مالک سے کہ نبی کریم ﷺ نے موت کی خبر دے دی تھی جعفر بن ابوطالب کی اور زید بن حارثہ کی اور یہ خبر آپ نے ان کی خبر آنے سے پہلے دی تھی حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کو ان کی شہادت کی خبر دے رہے تھے اور ان کی آنکھیں برس رہی تھیں اور یعقوب کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جعفر اور زید کی موت کی خبر دی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۳۲۶۲۔ فتح الباری ۵/۵۱۲)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو عمر محمد بن عبد اللہ بسطامی نے ان کو ابو بکر اسامعی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہنجانی نے اور مجھے خبر دی ہے حسن بن سفیان نے ان کو محمد بن حسان نے ان کو حماد بن زید نے ایوب سے اس نے حمید بن ہلال سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو جعفر بن ابوطالب کو اور عبد اللہ بن رواحہ کو بھیجا تھا اور جھنڈا زید کے حوالے کیا تھا وہ سارے شہید ہو گئے تھے حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ہی ان کی موت کی خبر بتا دی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ جھنڈا پہلے زید نے لیا تھا وہ شہید ہو گیا تو جعفر نے لیا تھا وہ شہید ہو گئے عبد اللہ بن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے تو اس کے بعد جھنڈا لیا ہے اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید نے راوی کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو حدیث بتانا شروع کی تو حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔ یہ الفاظ بسطامی کی روایت کے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن واقدی سے اس نے حماد بن زید سے۔ (بخاری۔ فتح الباری ۵/۵۱۲)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو عمر وادیب نے ان کو ابو بکر اسامعی نے ان کو فسیع نے ان کو داؤد بن رشید نے ان کو قاسم یعنی ابن زکریا نے ان کو ابو ثور ابراہیم بن خالد کلبی نے اور یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسامعی بن علی نے ان کو ایوب نے حمید بن ہلال سے اس نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا خطبے میں ارشاد فرمایا کہ جھنڈا زید نے لیا ہوا تھا وہ شہید ہو گیا تو ان کے بعد اس کو جعفر نے لیا وہ بھی شہید ہو گیا تو اس کے بعد اس کو عبد اللہ بن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہو گیا ہے اس کے بعد اسے خالد بن ولید نے لیا ہے بغیر امیر بنائے جانے کے لہذا اس کے ہاتھ سے فتح ہو گئی ہے اور کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ یہ خبر بھی دے رہے تھے اور رو بھی رہے تھے آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی خوشی نہیں کہ وہ ہمارے پاس ہوتے۔ یا یوں فرمایا تھا کہ ان لوگوں کو اس بات کی خوشی نہ ہوتی کہ وہ ہمارے پاس ہوتے۔ اس میں ایوب کا شک ہے یہ روایت کے الفاظ فسیع کے ہیں اور دوسرے نے کہا ہے کہ۔ انہیں خوشی نہ ہوتی یا کہا کہ مجھے خوشی نہ ہوتی کہ وہ ہمارے پاس ہوتے یہ کہتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی آنکھیں برس رہی تھیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یعقوب بن ابراہیم دورق سے۔ (بخاری ۵/۲۹۳)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو نصر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو عمرو بن مطر نے ان کو ابو خلیفہ فضل بن حساب جچی نے ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو اسود بن شیبان نے خالد بن سمیر سے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس عبد اللہ بن رباح انصار آئے تھے اور انصاری اس کو فقیہ قرار دیتے تھے (ان کی آمد پر) لوگوں نے ان کے پاس رش لگا لیا میں بھی ان لوگوں میں تھا انہوں نے ہم لوگوں کو بتایا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے



ابوقنادہ فارس رسول نے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جیش الامراء روانہ کیا (یعنی جس لشکر کے کئی امیر آپ نے مقرر کر دیے تھے) اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ زید بن حارثہ کو لازم پکڑو یعنی امیر بنا لو۔ اگر زید شہید ہو جائے تو پھر جعفر امیر ہوگا جعفر بھی شہید ہو گیا تو پھر عبد اللہ بن رواحہ امیر ہوگا۔ جعفر اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس بات کو پسند نہیں کروں گا کہ آپ زید کو میرے اوپر امیر مقرر کریں مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ چلے جائیں کیونکہ آپ نہیں جانتے کہ ان میں سے کوئی بات زید میں بہتر ہے۔ لہذا وہ لوگ چلے گئے۔

کچھ دن ہی گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ممبر پر چڑھے اور آپ نے حکم دیا نماز کے لئے اعلان کیا گہا الصلوة جامعة۔ لہذا لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم لوگوں کو تمہارے (جہاد پر جانے والے) لشکر کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں وہ لوگ روانہ ہو گئے وہاں پہنچ کر دشمن کے ساتھ دشمن سے ٹکرائے چنانچہ زید قتل ہو کر شہید ہو گئے حضور اکرم ﷺ نے ان کے لیے استغفار کیا۔ پھر جھنڈا جعفر نے لے لیا وہ کفار کے خلاف خوب لڑا حتیٰ کہ وہ بھی قتل ہو کر شہید ہو گیا حضور اکرم ﷺ نے اس کے شہید ہونے کی شہادت دی اور ان کے بھی استغفار کیا اس کے بعد عبد اللہ بن رواحہ نے جھنڈا لے لیا اس نے بھی اپنے قدم جمائے رکھے حتیٰ کہ وہ بھی قتل ہو کر شہید ہو گیا حضور اکرم ﷺ نے اس کے لیے بھی استغفار کیا۔ اس کے بعد جھنڈا خالد بن ولید نے لے لیا۔ حالانکہ وہ مقرر کردہ امیروں میں سے نہیں تھے۔ اس نے خود ہی امارت و قیادت سنبھال لی تھی (مسلمانوں کے مشکل وقت میں عین میدان جنگ میں)۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اللّٰهُمَّ اِنَّهُ سَيْفٌ مِنْ سَيُوفِكَ فَانْتَ تَنْصُرُهُ

اے اللہ خالد تلوار ہے تیری تلواروں میں سے تو ہی اس کی نصرت فرما۔

اس دن سے خالد کا نام سیف اللہ رکھ دیا گیا تھا۔ (المستدرک للحاکم عن ابی ہریرہ و ابی سعید)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحاق نے وہ کہتے ہیں کہ جب (جنگ موتہ میں) بہت سارے لوگ شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ زید بن حارثہ نے جھنڈا اٹھایا اس کے ساتھ وہ لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا اس کے بعد اسے جعفر نے لے لیا اس نے اس کے ساتھ قتال کیا وہ بھی شہید ہو گیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان کا چہرہ بدل گیا انہوں نے سمجھ لیا کہ حضور اکرم ﷺ اب عبد اللہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر دیں گے۔ اتنے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

اس کے بعد اسے عبد اللہ بن رواحہ نے بلند کیا اس نے شدید قتال کیا مگر وہ بھی شہید ہو گئے ہیں۔ پھر فرمایا کہ وہ میری طرف اٹھائے گئے ہیں جنت میں (یعنی ان کا منظر میرے سامنے پیش کیا ہے) اس خواب کے اندر کہ وہ سونے کی چار پائیوں اور تختوں پر میں نے عبد اللہ بن رواحہ کی چار پائی یا تخت میں نے محسوس کیا کہ وہ ان کے دونوں ساتھیوں کے تختوں سے ہٹی ہوئی ہے اس میں میلانی میں نے پوچھا ہے کہ یہ کیوں ہے مجھے بتایا گیا کہ وہ اس لئے دونوں فوری چلے گئے تھے اور عبد اللہ نے تردّد کیا تھا پھر چلا گیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۲۸)

(۱۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن بطلہ نے ان کو حسن بن جہم ان کو حسین بن فرج ان کو واقدی نے ان کو بکیر بن مسمار نے اور ابن ابوسبرہ نے عمار بن غزیہ سے دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی کی روایت پر اضافہ کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب (جنگ موتہ میں) مسلمان اور مشرکین باہم ٹکرائے۔ (تو اس دن کی خاص بات یہ تھی کہ) جو امیر تھے لشکر کے وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قتال کر رہے تھے (یعنی سواری پر نہیں تھے) پہلے زید بن حارثہ نے جھنڈا اٹھایا تھا۔ اس نے خود بھی قتال کیا اور مسلمانوں نے بھی اس کے ساتھ مل کر قتال کیا اور مسلمان اپنی اپنی صفوں پر تھے۔ چنانچہ زید بن حارثہ شہید ہو گئے واقدی کہتے ہیں کہ محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے اس شخص نے جو اس دن (جنگ میں) خود موجود تھا۔ اس نے کہا کہ زید شہید نہیں ہوئے تھے مگر نیزوں کے زخموں سے۔



واقدی نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن صالح التمار نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد الجبار بن عمارہ بن غزیہ نے عبد اللہ بن ابوبکر بن حزم نے دونوں میں سے ایک نے حدیث میں اپنے ساتھی کے مقابلے میں اضافہ کیا ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ جب جنگ موتہ میں لوگوں کا باہم مقابلہ ہوا۔ (تو ذینے میں) رسول اللہ ممبر پر بیٹھے تو اس وقت حضور کے درمیان اور ملک شام کے درمیان جو حجاب تھے وہ کھول دیے گئے لہذا حضور اکرم ﷺ وہاں کی جنگ کے مناظر کو دیکھ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (وہ منظر دیکھ کر بتایا) کہ زید بن حارثہ نے جھنڈا اٹھایا ہے اور اس کے پاس شیطان آیا ہے اس نے ان کی طرف دنیا کی محبت اور زندہ رہنے کی محبت اور مرنے کی کراہت و نفرت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے (مگر زید نے) کہا ہے کہ اب جب کہ ایمان مسلمانوں کے دل میں مستحکم ہو چکا ہے وہ (شیطان) میرے دل میں دنیا کی محبت ڈالتا ہے۔ لہذا وہ آگے بڑھے اور وہ شہید ہو گئے ہیں لہذا رسول اللہ نے ان پر نماز (جنازہ) پڑھائی اور فرمایا کہ اس کے لیے استغفار کرو اور فرمایا کہ وہ دوڑتا ہوا جنت میں چلا گیا ہے۔ (مغازی للواقدی ۷۱۱/۲)

(۱۷) واقدی نے کہا ہے مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن صالح نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب زید قتل کر دیے گئے تو جھنڈا جعفر بن ابوطالب نے سنبھالا شیطان اس کے پاس آیا اس نے حیات یعنی زندگی کو ان کی طرف محبوب بنا دیا۔ اور موت کو مکروہ اور ناپسندیدہ کر دیا۔ اور اس کو دنیا کی آرزو دلائی انہوں نے کہا کہ (اس وقت یہ کہتے ہو؟) جب کہ مؤمنوں کے دل میں ایمان مستحکم ہو چکا ہے تم مجھے دنیا کی تمنا دلاتے ہو؟ وہ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے لیے دعا فرمائی اور فرمایا کہ تم لوگ بھی اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو بیشک وہ شہید ہے جنت میں داخل ہو چکا ہے۔ وہ جنت میں پرواز کر رہا ہے دو پروں کے ساتھ جو یا قوت سے بنے ہوئے ہیں جنت میں جہاں چاہے (پرواز کرے) فرمایا کہ اس کے بعد عبد اللہ بن رواحہ نے جھنڈا تھام لیا وہ بھی شہید کر دیے گئے۔ پھر وہ بھی جنت میں داخل ہو گئے ہیں اعتراض کرتے ہوئے یہ بات انصار پر شاق گذری اور کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس کا کیا اعتراض تھا انہوں نے کہا کہ جب ان کو زخم لگا تو انہوں نے اپنے نفس کو غتاب کیا پھر خوب شجاعت و بہادری کی لہذا شہید کر دیے گئے پھر جنت میں داخل ہو گئے لہذا ان کی قوم (یہ سن کر) خوش ہو گئی۔ (مغازی للواقدی ۷۱۲/۲)

(۱۸) راوی نے اپنی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن حارث بن فضل نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ جب خالد بن ولید نے جھنڈا لے لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب گرم ہوئی ہے جنگ (واقدی) کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عطف بن خالد نے وہ کہتے ہیں کہ جب ابن رواحہ قتل کر دیے گئے شام کے وقت تو خالد بن ولید نے رات تو گذار لی جب صبح ہوئی تو انہوں نے (مسلمانوں کی صف بندی کی ترتیب بدل دی) انہوں نے فوج کے مقدمہ کو ساقہ بنایا اور ساقہ کو مقدمہ۔

میمنہ کو میسرہ اور میسرہ کو میمنہ بنایا۔ (آگے والوں کو پیچھے کیا اور پیچھے والوں کو آگے) دائیں طرف والوں کو بائیں طرف اور بائیں طرف والوں کو دائیں طرف کیا۔ (خالد بن ولید کی اس جنگی حکمت عملی کہ یہ نتیجہ نکلا کہ) جو کفار و مشرکین کا لشکر ان کے علمبرداروں کو اور لشکر کی ترتیب کو جان پہچان چکے تھے انہوں نے (یہ اچانک تبدیلی دیکھی) یہ سمجھا کہ مسلمانوں کے پیچھے کوئی بڑی کمک پہنچ گئی ہے۔ لہذا وہ مارے خوف کے شکست خوردہ ہو کر بھاگے لہذا وہ اس طرح قتل ہوتے چلے گئے جس طرح کہ ان کو بہت بڑا لشکر بھی شاید نہ مار سکتا۔ (مغازی للواقدی ۷۱۳/۲)

(۱۹) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے ان کو حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن ابوبکر بن حزم نے ام عیسیٰ جرار سے اس نے ام جعفر سے اس نے اپنی دادی اسماء بنت عمیس سے وہ کہتی ہیں کہ جب جعفر بن ابوطالب شہید کر دیے گئے اور اس کے ساتھی بھی۔ تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے میں اپنا آٹا گوند رہی تھی اور میں نے اپنے بیٹوں کو نہلایا اور ان کو تیل لگایا انہیں صاف ستھرا کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس لے آئیے جعفر کے بیٹوں کو میں ان کو حضور اکرم ﷺ کے پاس لے آئی حضور اکرم ﷺ نے ان کو چوما اور حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو آگئے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان۔ آپ کو کس چیز نے رُلا یا ہے کیا آپ کو جعفر کی اور اس کے ساتھیوں کی کوئی خبر پہنچ گئی ہے؟ آپ نے فرمایا جی ہاں وہ آج ہی شہید کر دیے گئے ہیں میں چیخ مار کر کھڑی ہو گئی اور عورتیں جمع ہو گئیں پس رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ گئے اور ان کو جا کر فرمایا کہ تم جعفر کے بچوں کے بارے میں غافل نہ رہو جا کر ان کے لیے کھانا تیار کرو کیونکہ اس کے گھر والے اسی کے صدمے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۲۹)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا عبد اللہ بن ابوبکر سے وہ کہتے ہیں تحقیق میں نے لوگوں کو پالیا تھا مدینے میں جب ان کے ہاں کوئی مرنے والا مر جاتا تو اس دن ان کے پڑوسی ان کے گھر آنے کے لیے کھانے کی ضرورت پوری کرتے اور اس کا تکلف کرتے تھے۔ مجھے وہ منظر یاد ہے کہ وہ لوگ چھوٹی چھوٹی روٹیاں تیار کرتے اور گوشت پکواتے اسے ایک تھال میں ڈالا جاتا تھا اس کے بعد اسے اٹھا کر میت والوں کے گھر کے افراد کے پاس لے آتے تھے وہ تو اپنے مرنے والے کو رو رہے ہوتے تھے انہیں تو اسی رونے دھونے سے فرصت ہی نہ ہوتی تھی لہذا یہ لوگ (پڑوسی) ان کو کھلاتے تھے بوجہ اس فرمان رسول اللہ کے جو آپ نے اپنے گھر والوں سے فرمایا تھا جس وقت جعفر شہید ہوئے تھے کہ تم لوگ جعفر کے گھر والوں سے غافل نہ ہو ان کے لیے آج کے دن کا کھانا تم تیار کرو۔ اس کے بعد لوگوں نے یہ معمول ترک کر دیا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابو عبد اللہ کے اور قاضی نے حکایت ذکر نہیں کی عبد اللہ بن ابوبکر کی اس خبر کے بعد۔

(۲۰) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے ان کو محمد بن مسلم نے یحییٰ بن ابو یعلیٰ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبد اللہ بن جعفر سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد ہے جب رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے تھے میری امی کے پاس اور اسے میرے ابا کی موت کی خبر دی تھی میں ان کی طرف دیکھ رہا تھا وہ میرے سر پر اور میرے بھائی کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ اور حضور اکرم ﷺ کی آنکھیں مبارک آنسو بہا رہی تھیں (اسقدر آنسو بہہ رہے تھے) کہ آپ کی داڑھی مبارک سے قطرے گر رہے تھے۔

پھر فرمایا تھا: کہ

اللهم ان جعفرًا قد قدم اليك الى احسن الثواب فاخلفه في ذريته باحسن ما حلفت احدًا من عبادك في ذريته  
اے اللہ بیشک جعفر تیری بارگاہ میں پہنچ گیا ہے بہترین ثواب کی طرف اللہ تو ہی اس کی ذریت و اولاد میں اس کی طرف سے نائب بن جائیسے کہ اپنے بندوں میں سے کسی کی اولاد میں احسن طریقے پر نائب و خلیفہ بن جاتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا۔ اے اسماء کیا میں تمہیں بشارت نہ دے دوں؟ اس نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ بیشک اللہ نے جعفر کو دو پر عطا کر دیئے ہیں۔ جن کے ساتھ وہ جنت میں پرواز کر رہا ہے۔ اسماء نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ یہ بات لوگوں کو بھی بتا دیجئے۔ لہذا رسول اللہ ﷺ اٹھے اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیرتے رہے پھر آپ ممبر پر چڑھے اور مجھے اپنے آگے نچلے درجہ پر بیٹھا دیا اور غم آپ کے چہرے پر محسوس کیا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے کلام کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ بیشک مرد بہت سارے ہوتے ہیں بھائی ہوتے ہیں اور چچا زاد بھی مگر جعفر تحقیق شہید کر دیا گیا ہے اور اس کے دو پر بنا دیئے گئے ہیں جن کے ساتھ وہ جنت میں پرواز کر رہے ہیں۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ میرے پاس نیچے اتر آئے۔ اور اپنے گھر میں چلے گئے اور مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے آپ نے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا میرے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کیا گیا اور آپ نے میرے بھائی کی طرف پیغام بھیج کر اس کو بلایا لہذا ہم نے حضور اکرم ﷺ کے ہاں صبح کا مبارک اور پاکیزہ کھانا کھایا۔ آپ کی خادمہ سلمیٰ نے جو پیس لیے اس کے بعد اس کی بھوسی اڑادی پھر اس کو پکایا اور اس کو گھی کے ساتھ تر کیا اور اس پر کالی مرچ ڈالی میں نے اور میرے بھائی نے صبح کا کھانا کھایا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ہم تین دن حضور کے گھر میں رہے ہم حضور کے ساتھ ساتھ



پھرتے رہے جب جب آپ کی بیوی کے گھر میں جاتے اس کے بعد ہم اپنے گھر لوٹ آئے پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے میں اپنے بھائی کی بکریوں کو نشانات لگا رہا تھا۔ آپ نے دعا کرائی اے اللہ اس کے لئے اس کی تجارت میں برکت عطا فرما عبد اللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے جو بھی چیز بیچی یا خریدی اس میں برکت ڈال دی گئی۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۶۶-۷۶۷)

(۲۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابو سعید احمد بن یعقوب ثقفی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے ان کو محمد بن ابوبکر نے ان کو عمرو بن علی نے اسماعیل بن ابو خالد سے اس نے عامر سے وہ کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حضرت جعفر کے بیٹے کو سلام کرتے تھے تو وہ یوں کہتے تھے السلام علیک یا ابن ذالجناحین۔ تم پر سلامتی ہو اے دو پروالے کے بیٹے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن ابوبکر سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب ۵/۹۰-۹۱)

یہ صحیح ترین روایت ہے ان روایات میں سے جن کو ہم نے اہل معازی سے روایت کیا ہے جننا حین کے یعنی دو پرووں کے بارے میں۔ اور آئندہ روایت اس کی تائید کرتی ہے۔

(۲۲) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد بن علی مرقی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے آپ کو یوسف بن یعقوب نے ان کو محمد بن ابوبکر نے ان کو عبد الوہاب ثقفی نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا یحییٰ بن سعید سے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی عمرہ نے وہ کہتی ہیں کہ میں نے سنا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ کہتی ہیں کہ جب حضرت جعفر اور ابن حارثہ اور عبد اللہ بن رواحہ کے قتل کی خبر آئی رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے غم مخزن آپ کے چہرے سے نمایاں تھا سیدہ عائشہ فرماتی ہیں۔ میں دروازے کے شکاف سے دیکھ رہی تھی حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کی یا رسول اللہ بیشک جعفر کے گھر کی عورتیں۔ (یعنی اس کا جزع فزع کرنا) اور ان کا رونا ذکر کیا حضور اکرم ﷺ نے اس بندے سے کہا کہ وہ آپ کو منع کرے وہ آدمی منع کرنے کے لئے گیا پھر واپس لوٹ آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ۔

اللہ کی قسم میں نے ان کو منع کیا ہے مگر وہ میری بات نہیں مان رہیں۔ دوبارہ آپ نے اُسے فرمایا کہ وہ ان کو جا کر منع کرے وہ دوبارہ گیا پھر واپس آ کر بتایا کہ اس نے بتایا اللہ کی قسم وہ نہیں رکتیں بلکہ وہ ہم پر بھی غالب آگئی ہیں میرا گمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ان کے منہ میں مٹی پھینکتا ہوں۔ سیدہ عائشہ کہتی ہیں۔ اللہ تیری ناک خاک آلود کرے تم اس آدمی کا ارادہ کر رہی ہو اس چیز کے بارے میں جو تم خود کرتی ہے اور آپ نے رسول اللہ کو بھی نہیں چھوڑا تکلیف پہنچائی۔

(۲۳) ہمیں خبر دی ہے ابو عمرو ادیب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے حسن بن سفیان نے ان کو محمد بن ثنی نے ان کو عبد الوہاب ثقفی نے اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکورہ روایت کی مثل مگر مسجد کا ذکر نہیں کیا۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں محمد بن ثنی سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۲۹)

(۲۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العاص محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے اسماعیل بن ابو خالد نے قیس بن ابو حازم سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا خالد بن ولید سے وہ کہتے ہیں کہ جنگ موتہ والے دن میرے ہاتھ سے نوٹلواریں ٹوٹی تھیں بس باقی نہیں رہی تھی میرے ہاتھ میں مگر صحیفہ یمانہ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں دو طریقوں سے اسماعیل سے۔ (فتح الباری ۷/۵۱۵)

(۲۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے ان کو سفیان بن بلال نے ان کو عبد اللہ بن محمد بن عقیل نے جابر بن عبد اللہ سے وہ کہتے ہیں وہاں پر (جنگ موتہ میں) مسلمانوں میں سے کچھ لوگ شہید کر دیے گئے تھے۔ مگر مسلمانوں نے بعض مشرکین کے سامان بھی غنیمت بنا لئے تھے۔



ان غنیمت میں لائے ہوئے سامانوں میں سے ایک انگوٹھی تھی جس کو ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اس کے مالک کو اس دن قتل کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر وہ اُسے بطور نفل (اضافی چیز) دے دی تھی۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۶۸)

حضرت عوف بن مالک اشجعی نے کہا ہم لوگ ان (مشرکین سے) ٹکرائے تھے قضاء وغیرہ عرب عیسائیوں کے ساتھ۔ ان لوگوں نے صف بندی کی چنانچہ اہل روم میں سے ایک آدمی نے فوراً مسلمانوں پر حملہ کر دیا وہ چتکبرے گھوڑے پر سوار تھا اس شخص پر سونا لگی ہوئی تلوار تھی نیز گھوڑے کی زین بھی سونے کی تھی۔

میں نے دل ہی دل میں کہا اس کو کون مارے گا (یا اس کو غنیمت میں کوئی لے جائے گا) اتفاق سے ایک آدمی ملا مجھے حمیر کے اور معلونین میں سے جو اس سفر میں ہمارے ساتھ تھا اس کے پاس میں صرف ایک تلوار تھی (اور کچھ نہیں تھا) اچانک آدمی نے لشکر میں سے اونٹ ذبح کیا تو اس مدری مجاہد نے اس سے اونٹ کے چمڑے کا ایک ٹکڑا مانگ لیا اس نے اس کو ہبہ کر دیا۔ اس غریب مجاہد نے اُسے دھوپ میں سکھایا اور اس کے کناروں پر کیل لگا دے جب سوکھ گیا اس نے اس کا دستہ بنا کر اسی چمڑے کو بطور ڈھال کرنا شروع کیا۔ جب اس قدر غریب مجاہد نے اس امیر مشرک کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں پر اتنے ظلم کر رہا ہے تو یہ چھپ کر چٹان کی اوٹ میں بیٹھ گیا جب وہ اس کے قریب سے گزرا تو اس نے حملہ کر کے اس کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دی اس کی وجہ سے گھوڑا اپنی دو ٹانگوں پر بیٹھ گیا۔ اور مشرک اس کے اوپر سے گر پڑا فوراً اس مجاہد نے تلوار کے ساتھ اس پر حملہ کر کے اس کے اوپر چڑھ گیا اور اس کو قتل کر دیا۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۶۸)

(راوی) کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے بکیر نے مسمار نے عمار بن خزیم بن ثابت نے اور اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ میں جنگ موتہ میں موجود تھا ایک آدمی نے ان میں سے مجھے مقابلے کے لیے للکارا میں نے اسے قتل کر دیا اس کے سر پر خول تھا اس میں یا قوت جڑا ہوا تھا میری نیت اس کے یا قوت پر لگی ہوئی تھی میں نے اس کو لے لیا جب ہم وہاں سے شکست کھا کر لوٹے میں مدینے میں آیا تو میں نے اسے رسول اللہ کی خدمت میں لے آیا حضور اکرم ﷺ نے وہ مجھے دے دیا۔ میں نے اسے حضرت عثمان کے عہد حکومت میں سودینار کے بدلے میں فروخت کیا اور اس رقم کے ساتھ میں نے کھجوروں کا ایک باغ خرید لیا تھا۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۶۹)۔

(۲۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العاس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۳۰-۳۳۱)

وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے عروہ سے وہ کہتے ہیں کہ جب موتہ کی جنگ میں لڑنے والے اصحاب آگئے تو رسول اللہ ان سے ملنے لگئے مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے مسلمان ان پر مٹی اچھالنے لگے اور یہ کہنا شروع کیا اے بھگوڑو تم لوگوں نے اللہ کی راہ میں فرار کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ۔ هُمْ لِيُوْبَا الْفُرَارِ وَالْكِنْتَهُمُ الْكُرَارُ انشاء اللہ۔ نہیں نہیں یہ لوگ بھگوڑے نہیں ہیں بلکہ وہ پلٹ کر دوبارہ حملہ کرنے والے ہیں انشاء اللہ (یعنی فرار نہیں بلکہ کراز ہیں) ان کی اسناد کے ساتھ ہی ابن اسحاق سے مروی ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۳۱)

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن ابو بکر بن خرم نے عامر بن عامر بن عبد اللہ بن زبیر سے یہ کہ ام سلمہ زوجہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت سے (سلمہ بن ہشام بن مفید کی بیوی سے) کہا یہ کیا بات ہے میں دیکھتی ہوں کہ سلمہ نماز کے لئے جاتے ہیں تو یا تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جاتے ہیں یا کچھ دیگر مسلمانوں کے ساتھ جاتے ہیں۔ اس نے بتایا کہ اللہ کی قسم وہ باہر آزادانہ نہیں نکل سکتے جب کبھی نکلتے ہیں تو لوگ ان پر چیختے ہیں اے بھگوڑے تم لوگوں نے فی سبیل اللہ فرار کیا ہے جس کی وجہ سے یہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے ہیں باہر نہیں نکلتے۔ کیونکہ وہ غزوہ موتہ میں تھے۔

## امام بیہقی کی تحقیق کہ اصحاب موتہ نے جنگ میں فتح حاصل کی تھی

میں کہتا ہوں کہ تحقیق اہل معازی نے اصحاب موتہ کے فرار کے بارے میں اور ان کی مشرکین سے شکست خوردگی کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض اہل معازی اس رائے کی طرف گئے ہیں کہ شکست ہوئی تھی اور بعض دیگر اہل معازی وہ ہیں جن کا خیال ہے کہ مسلمان مشرکین پر غالب آگئے تھے اور مشرکین ہی سے شکست کھا گئے تھے۔

## غزوة موتہ میں مسلمانوں کی فتح کی دلیل

اور انس بن مالک کی حدیث نبی کریم ﷺ سے اس طرح ہے کہ (مذکور تین امراء لشکر کی شہادت کے بعد) خالد بن ولید نے جھنڈا اٹھایا تھا اور اسی کے ہاتھ پر فتح ہوئی (یعنی جنگ جیتی گئی تھی)۔ یہ حدیث حضرت خالد بن ولید کے مشرکین پر غالب اور فتح یاب ہونے کی دلیل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

باب ۱۳۶

## نبی کریم ﷺ کا خط جباروں اور سرکشوں کی طرف جنہیں آپ نے اسلام کی اور اللہ کی طرف آنے کی دعوت دی

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو یوسف بن حمار المنعی نے ان کو عبد الاعلیٰ بن عبد الاعلیٰ نے ان کو سعید نے قتادہ سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوة موتہ سے پہلے قیصر روم کی طرف کسریٰ اور فارس کی طرف، نجاشی حبشہ کی طرف نیز ہر جبار و سرکش کی طرف آپ نے خطوط لکھے تھے ان خطوط میں آپ نے ان لوگوں کو اللہ کی اطاعت کی طرف بلایا تھا اور دعوت دی تھی اور وہ نجاشی جس کی آپ نے نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یوسف بن حماد سے۔ واللہ اعلم (۳۲- کتاب الجہاد- ۲۷- کتب النبی الی ملوک الکفار- حدیث ۷۵ ص ۱۳۹۷)

رسول اللہ ﷺ کا حضرت وحیہ بن خلیفہ کلبیؓ کو قیصر کی طرف بھیجنا  
(قیصر) ہرقل شاہ روم تھے ہرقل کا ابوسفیان بن حرب سے نبی کریم ﷺ کے حالات دریافت کرنا  
اور اس بارے میں دلائل نبوت کا ظہور نیز ہمارے پیارے رسول محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی  
سچائی کے دلائل اور آثار نبوت کا ظہور اس خواب کے اندر جو ہرقل روم نے دیکھا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد بن محمد بن علی رودباری نے ان کو خبر دی ابو عبد اللہ حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے ان کو ابو یحییٰ بن ابوسرہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن محمد بن عیسیٰ زہری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حمزہ نے ان کو ابراہیم بن سعد نے اس کو صالح بن کیسان نے اس کو بن شہاب نے اس کو عبد اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ نے اس کو عبد اللہ بن عباس نے کہ انہوں نے اس کو خبر دی یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے خط لکھا قیصر روم کی طرف آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی تھی یہ خط آپ نے حضرت وحیہ کلبی کے ہاتھ بھیجا تھا اور آپ نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ اس خط کو عظیم بصری کے یعنی بصر کے گورنر کے پاس پہنچائے تاکہ وہ ان کو قیصر تک پہنچائے پھر ایسے ہی ہو بصری کے گورنر نے وہ خط قیصر کے پاس پہنچایا۔

قیصر روم کی خاص بات یہ تھی کہ جب اس کے ہاں سے فارس کے لشکر واپس ہٹ گئے تھے (اور اہل فارس سے اس کا خطرہ ٹل گیا تھا تو) اس نے (اپنے دار الحکومت) حمص سے اہلیاء (یعنی بیت المقدس تک) پیدل سفر کیا تھا اللہ نے اس کو جس مشکل میں مبتلا کرنے کے بعد نجات دی تھی اسی کا شکر ادا کرنے کے لئے۔

چنانچہ جب قیصر کے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط آیا۔ اور اس نے جب اس کو پڑھ لیا تو کہنے لگا یہاں پر اگر محمد ﷺ کی قوم کا کوئی شخص ہو تو اس کو تلاش کر کے میرے پاس لے آؤ تاکہ میں اس سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں معلومات کروں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ مجھے ابوسفیان نے خبر دی تھی کہ وہ ان دنوں شام میں تھے قریش کے کچھ دیگر جوانوں کے ساتھ جو شام میں تجارت کی غرض سے گئے ہوئے تھے۔ اس مدت کے دوران جب رسول اللہ ﷺ کے اور کفار قریش کے مابین مصالحت ہو چکی تھی۔ ابوسفیان نے بتایا کہ قیصر روم کا نمائندہ ہمیں تلاش کرتا ہوا ملک شام کے بعض علاقے میں آیا وہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو لے گیا (اس وقت چونکہ قیصر ایلیا یعنی بیت المقدس پہنچا ہوا تھا) لہذا وہ ہمیں بھی وہیں لے گیا ہم اس کے پاس حاضر ہوئے وہ اپنی مملکت کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اس کے ارد گرد روم کے وزراء اور گورنر بیٹھے ہوئے تھے قیصر نے سر پر تاج پہنا ہوا تھا۔ اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے پوچھو کہ تم میں کونسا آدمی نسب کے اعتبار سے اس شخص کے زیادہ قریب ہے جو یہ دعویٰ کرتا کہ وہ نبی ہے؟ ابوسفیان نے بتایا کہ میں نسب کے اعتبار سے ان کے زیادہ قریب ہوں۔

قیصر نے پوچھا تیرے اور اس کے درمیان کونسی قرابت اور رشتہ ہے؟ میں نے بتایا کہ وہ میرے چچا کے بیٹے ہیں۔ (ابوسفیان نے بتایا کہ) ان دونوں قافلوں میں بنو عبد صاف میں سے میرے سوا کوئی دوسرا آدمی نہیں تھا۔ قیصر نے کہا کہ اس کو میرے قریب کرو۔ اس کے بعد کہا کہ اس کے جو لوگ ہیں ان کو اس کے پیچھے اس کے کندھے کے برابر بیٹھاؤ۔ اس کے بعد اس نے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہو کہ میں اس سے اس شخص کے بارے میں سوال کروں گا جو یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ وہ نبی ہے اگر یہ جھوٹ بولے تو تم لوگ اس کا جھوٹ بتا دینا۔



ابوسفیان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم اگر اس دن مجھے حیا مانع نہ ہوتی اس بات سے کہ میرے ساتھی میرے بارے میں (میری قوم میں) میرا جھوٹ (واپس آکر) نقل کریں گے (اور مجھے جھوٹا کہیں گے) تو میں قیصر روم کے سامنے حضور اکرم ﷺ کے بارے میں دروغ گوئی کرتا اور جھوٹ سے کام لیتا۔ جب اس نے مجھے ان کے بارے میں پوچھا تھا۔ بلکہ میں نے شرم کی کہ یہ لوگ میرا جھوٹ نقل کیا کریں گے لہذا میں نے قیصر کو حضور کے بارے میں سچ سچ بتا دیا۔ (قیصر روم اور ابوسفیان کے مابین حضور اکرم ﷺ کے بارے میں سوال و جواب شروع ہوئے) قیصر نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے کہو کہ اس شخص کا تمہارے اندر حسب نسب کیسا ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں میں نے بتایا کہ وہ ہمارے اندر صاحب حسب و نسب ہے۔ قیصر نے پوچھا کہ کیا اس سے پہلے (خاندان میں) کسی نے یہ بات کہی ہے جو وہ کہتا ہے؟ ابوسفیان نے بتایا کہ نہیں کسی نے یہ بات نہیں کہی۔ قیصر نے پوچھا کہ جب سے اس نے اپنے آپ کو نبی کہنا شروع کیا ہے اس سے قبل تم لوگ اس کا کوئی جھوٹ جانتے تھے اور اس کو جھوٹا ہونے کی تہمت لگاتے تھے؟ ابوسفیان نے بتایا کہ نہ انہوں نے پہلے جھوٹ بولا نہ ہی ہم لوگوں نے ان کو جھوٹ کی تہمت لگائی۔

قیصر نے پوچھا کہ کیا اس کے باپ دادا میں سے کوئی مالک اور بادشاہ تھا؟ ابوسفیان نے بتایا کہ نہیں کوئی بادشاہ نہیں تھا۔ قیصر نے پوچھا کہ کیا اشراف اور بڑے بڑے لوگ اس کی اتباع کر رہے ہیں یا کمزور اور ضعیف لوگ؟ ابوسفیان نے بتایا کہ صرف کمزور لوگ اس کی اتباع کر رہے ہیں۔ قیصر نے پوچھا کہ کیا اس کی اتباع کرنے والے زیادہ ہوتے جا رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ ابوسفیان نے بتایا بلکہ زیادہ ہو رہے ہیں۔ قیصر نے پوچھا کہ کیا کسی نے اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد اسے ناپسند کرتے ہوئے اس کے دین کو چھوڑا اور پھیرا ہے ابوسفیان نے بتایا کہ کسی نے نہیں چھوڑا ہے۔ قیصر نے پوچھا کیا وہ شخص غدر اور دھوکہ بھی کبھی کرتا ہے؟ ابوسفیان نے بتایا کہ نہیں دھوکہ (اب تک تو نہیں کیا) مگر آج کل ہم اس سے ایک معاہدہ کئے ہوئے ہیں جس کی مدت گذر رہی ہے ہمیں اس سے اندیشہ ہے کہ وہ دھوکہ کرے۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس پوری وضاحت میں مجھے کہیں بھی موقع نہیں تھا کہ میں کوئی ایسا کلمہ داخل کروں جس کے ساتھ محمد ﷺ کی تنقیص و توہین بھی کر لوں اور مجھے یہ خوف بھی نہ رہے کہ میرے ساتھی میرا جھوٹ پکڑ کر نقل کیا کریں گے سوائے اس مذکورہ جواب کے پھر قیصر نے پوچھا کہ کیا تم لوگوں نے کبھی اس سے یا اس نے تم سے جنگ بھی لڑی ہے؟ ابوسفیان نے بتایا کہ جی ہاں لڑی ہے قیصر نے پوچھا کہ تمہارے اور اس کے مابین جنگ کیسے ہوتی ہے (یعنی تمہیں فتح ہوتی ہے یا اس کو ہوتی ہے؟) ابوسفیان کہتے ہیں میں نے بتایا کہ جنگ تو کنویں لٹکانے والے ڈول کی طرح ہوتی ہے کبھی وہ ہم پر غالب تو کبھی ہم اس پر غالب۔

قیصر نے پوچھا کہ وہ شخص تم لوگوں کو کس بات کا حکم دیتا ہے کیا یہ کہتا ہے کہ تم کیا کرو؟ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے بتایا کہ وہ ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم عبادت صرف اللہ وحدہ لا شریک کی کریں ہم اس کے ساتھ کسی شی کو شریک نہ ٹھہرائیں وہ ہمیں اس طور طریقے سے منع کرتا ہے جو کچھ ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں۔ وہ ہمیں نماز پڑھنے کا حکم دیتا ہے۔ سچ بولنے کا پاکدامنی اختیار کرنے۔ ایفاء عہد کرنے۔ اداء امانت کا حکم دیتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے ترجمان سے کہا (جب میں یہ سب کچھ اس کو بتا چکا تو)۔ اس سے کہو میں نے آپ سے تمہارے اس کے نسب کے بارے میں پوچھا آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ تمہارے اندر صاحب حسب و نسب ہے۔ اور ایسی ہی ہوا کرتے ہیں رسول وہ اپنے قوم میں اچھے نسب میں بھیجے جاتے ہیں نیز میں نے آپ سے پوچھا کہ کیا اس سے پہلے بھی تمہارے اندر کسی نے یہ دعویٰ کیا تھا؟ آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ نہیں۔ میں نے سوچا تھا کہ اگر اس سے قبل کسی نے یہ بات کہی تھی تو پھر یہ اسی کی اقتدا کر رہے ہیں جو بات ان سے قبل کہی گئی تھی۔

پھر میں نے آپ سے پوچھا ہے کہ تم اس سے کسی جھوٹ کی نسبت کرتے ہو جو کچھ انہوں نے بھی کہا ہے اس قبل آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے نہیں تو میں نے سمجھ لیا ہے جو بندوں پر جھوٹ نہیں بولتا وہ اللہ پر کیوں کر جھوٹ بولے گا۔ پھر میں نے پوچھا ہے کہ اس کے خاندان میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تم نے دعویٰ کیا کہ نہیں کوئی نہیں گزرا۔ میں نے سوچا تھا کہ اگر اس کے باپ داداؤں میں سے کوئی بادشاہ ہوتا تو میں سوچتا کہ یہ اپنے باپ دادا کا ملک اور حکومت لینا چاہتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ مالدار لوگوں نے اس کی اتباع کی ہے یا کمزور لوگوں نے کی ہے تم نے بتایا کہ ضعیف اور کمزور لوگوں نے غریبوں نے اس کی اتباع کی ہے بات یہ ہے کہ رسولوں پر اتباع غریب لوگ ہی کیا کرتے تھے۔

میں نے پوچھا کہ اس کے ماننے والے کم ہو رہے ہیں یا زیادہ آپ نے بتایا کہ یہ بڑھ رہے ہیں تو سنو ایمان اسی طرح ہوتا ہے حتیٰ کہ مکمل ہو جاتا ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا ہے کیا کسی نے دین میں داخل ہونے کے بعد اس کا دین چھوڑا بھی ہے۔ اس کے دین سے ناراض ہو کر کسی نے دعویٰ کیا ہے یا نہیں کسی نے نہیں چھوڑا تو یہی بات ہے ایمان اسی طرح ہی ہوتا ہے جب اس کی تازگی دلوں تک پہنچ جاتی ہے اس کو کوئی بُرا نہیں لگتا۔ میں نے پوچھا ہے کہ تم سے کیا وہ عذر اور دھوکہ بھی کرتا ہے تم نے بتایا کہ نہیں تو رسول ایسے ہی ہوتے ہیں وہ عذر اور دھوکہ نہیں کرتے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ تم نے اس کے ساتھ قتال کیا اس نے تم لوگوں کے ساتھ قتال کیا ہے تم نے بتایا ہے کہ ہاں اور تمہاری اور اس کی جنگ ڈول کی مانند ہے کبھی تمہارے ہاتھ میں اور کبھی اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے (یعنی کبھی تمہاری فتح کبھی اس کی فتح) رسول اسی طرح ہوتے ہیں آزمائے جاتے ہیں۔ اور انجام کار اسی کے لئے ہوتا ہے۔

میں نے تم سے پوچھا کہ وہ کیا حکم دیتا ہے؟ تمہیں کبھی کسی خبر کا حکم دیتا ہے تم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کرو اور تمہیں اس سے منع کرتا ہے جو کچھ تمہارے باپ دادا عبادت کرتے تھے اور تمہیں حکم کرتا ہے نماز پڑھنے، بیچ بولنے پاکدامن رہنے ایفاء عہد کرنے کا اور اداء امانت کا یہ صفت نبی کی ہی ہوتی ہے میں جانتا تھا کہ وہ آنے والا ہے مگر مجھے یہ یقین نہیں تھا کہ وہ تمہارے اندر ہوگا۔ اگر یہ بیچ ہے جو کچھ تم نے بتایا ہے تو قریب ہے کہ وہ بہت جلد ہی اس جگہ کا مالک ہوگا جہاں پر میرے قدم ہیں اگر میں امید کروں کہ میں اس کے پاس پہنچ جاؤں تو میں سخت مصیبت میں مبتلا ہو جاؤں گا اس کی ملاقات سے اور اگر میں اس کے پاس ہوتا تو میں اس کے پیر دھو دھو کر پیتا۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک منگوایا اور اس نے حکم دیا کہ وہ مجھے پڑھ کر سنایا جائے چنانچہ اسے پڑھا گیا اس میں لکھا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محمد عبد اللہ و رسول ہیں۔

الی ہر قل عظیم الروم سلام علی من اتبع الهدیٰ اما بعد۔ انی ادعوك بد عایة الاسلام اَسْلِمَ تَسْلَمَ یا اهل الكتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون الله فان تو لوافقولوا الشهدوا بان مسلمون

اللہ کے نام سے لکھ رہا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا یہ تحریر ہے اور پیغام سے محمد بن عبد اللہ رسول کی طرف سے ہر قل شاہ روم کی طرف۔ سلامتی ہے اس پر جو روایت کا پیر و ہوا اما بعد میں آپ کو دعوت دیتا ہوں اسلام کی دعوت کے ساتھ آپ مسلمان ہو جاؤ بیچ جاؤ گے۔ اور مسلمان ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں دہرا اجر دیں گے۔ اور اگر آپ پھر گئے تو تمام انکار کرنے والے عیسائیوں کا گناہ آپ کے سر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اے اہل کتاب تم آ جاؤ اس کلمے پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور ہم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور ہم میں سے کوئی بعض کو اپنا رب نہ بنائے اللہ کے سوا اور اگر وہ پھر جائیں تو تم کہو کہ ہم تو فرما رہے ہیں

ابوسفیان کہتے ہیں کہ جب اس نے قیصر نے اپنی بات پوری کی تو اس کے گرد بیٹھے ہوئے وزراء روم کی آوازیں بلند ہو گئی اور ان کا شور بہت زیادہ ہو گیا میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں نے کیا کہا ہر قل نے ہمارے بارے میں کیا حکم دیا، ہمیں وہاں سے نکالا گیا میں جب وہاں سے نکلا اپنے ساتھیوں کے ساتھ اور ان کے ساتھ علیحدہ ہوا تو میں نے کہا ان سے کہ اللہ تحقیق ابن ابی کثیر (محمد ﷺ) کا معاملہ کامیاب ہے یہ بنو صفر گوروں کا بادشاہ ہے جو کہ (محمد ﷺ) سے خوف زدہ ہو رہا ہے ابوسفیان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں ہمیشہ اندر سے کمزور رہا اور یقین کرتا رہا کہ محمد کا معاملہ عنقریب غالب ہو کر رہے گا یہاں تک کہ اللہ نے میرے دل میں اسلام داخل کر دیا حالانکہ میں تو اسے ناپسند کرتا تھا۔



یہ الفاظ ہیں حدیث ابراہیم بن حمزہ کے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح ہے بن ابراہیم بن حمزہ سے۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۹۴۱۔ فتح الباری ۶/۱۰۹-۱۱۰۔)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے اس نے اپنے والد سے۔

(مسلم۔ کتاب الجہاد والسير۔ حدیث ۷۴ ص ۱۳۹۳-۱۳۹۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سلمہ نے ان کو محمد بن روفع نے ان کو عبد الرزاق نے ان کو خبر دی معمر نے زہری سے اس نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ ابو سفیان نے ان کو خبر دی تھی منہ درمنہ انہوں نے کہا کہ میں چلا گیا تھا اس مدت کے درمیان جو ہمارے اور رسول اللہ کے درمیان طے ہوئی تھی اس نے کہا کہ میں شام کے ملک میں تھا۔

اچانک ایک خط لایا گیا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہرقل (شاہ روم) کی طرف اس خط کو لانے والے حضرت دحیہ کلبی تھے۔ انہوں نے وہ لا کر بصری کے گورنر کو دیا (حسب ہدایت ہرقل شاہ روم کو دینے کے لئے) اس کے پاس جب خط پہنچا تو اس نے پوچھا کہ کیا یہاں پر اس شخص کی قوم میں سے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ یہاں پر کوئی ہے۔ لوگوں نے اس کو بتایا ہے کہ چنانچہ مجھے بلایا گیا قریش کی ایک جماعت کے ساتھ۔ ہم لوگ ہرقل کے پاس پہنچے اس نے ہمیں اپنے سامنے بیٹھایا پھر پوچھا کہ تم میں سے کون نسب کے اعتبار سے اس شخص کا قریبی رشتے دار ہو جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔

ابو سفیان نے کہا میں نے بتایا کہ میں ہوں انہوں نے مجھے اس کے سامنے بیٹھایا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بیٹھایا اور ترجمان کو بلایا اس کے بعد راوی نے حدیث بیان کی روایت صالح کے مفہوم کے مطابق۔ اور اس نے اس اثناء میں کہ وہ نبی تمہیں کس چیز کا حکم دیتا ہے۔ (ابو سفیان کہتے ہیں کہ) میں نے بتایا کہ وہ شخص ہمیں نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے۔ صلہ رحمی کرنے پاکدامن رہنے کا حکم دیتا ہے۔ ہرقل (یہ سن کر) کہا کہ اگر یہ سچ ہے جو کچھ تم کہہ رہے ہو تو بلاشبہ وہ نبی ہے۔ میں پہلے ہی جانتا تھا کہ ظاہر ہونے والا ہے مگر میں یہ گمان نہیں کرتا تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اور اگر میں جانتا کہ میں اس کی طرف پہنچ سکوں گا تو میں اس کی ملاقات کرنے کو پسند کرتا اور میں اس کے پاس ہوتا تو میں اس کے قدم دھو کر پیتا البتہ ضرور بالضرور اس کی حکومت و ملک اس سرزمین تک پہنچ جائے گا جو آج میرے قدموں کے نیچے ہے اس کے بعد راوی سے مذکورہ خط کا ذکر کیا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبد اللہ بن محمد سے اس نے عبد الرزاق سے۔

(بخاری۔ کتاب التفسیر سورة آل عمران۔ باب قل یا اهل الكتاب تعالوا الی کلمۃ)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع وغیرہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسير ص ۱۳۹۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے کہا وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبد الجبار نے ان کو حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہری نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ بن مسعود سے اس نے عبد اللہ بن عباس سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے ابو سفیان بن حرب نے اپنے منہ سے انہوں نے کہا ہم لوگ تاجر لوگ تھے ہمیں جنگ درپیش آگئی تھی اس نے ہمیں کمزور کر دیا ہمارے مال برباد ہو گئے۔ جب صلح ہوئی صلح حدیبیہ ہمارے اور رسول اللہ کے درمیان ہم لوگ یقین نہیں کر رہے تھے کہ ہم نے امن پالیا ہے۔ میں نے تجارت کی غرض سے ملک شام گیا قریش کی ایک جماعت کے ساتھ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کسی مرد کو یا عورت کو مگر سب نے مجھے کچھ نہ کچھ اپنی پونجی پکڑ وادی کہہ (ہمارا سامان بھی لے آنا) ہماری تجارت کا رخ ملک شام سے ارض فلسطین تک تھا، ہم روانہ ہو کر وہاں پہنچے۔



یہ اس وقت کی بات ہے جب قیصر روم ان لوگوں پر غالب آچکے تھے ان لوگوں پر جو ان کے ملک میں قابض تھے اہل فارس میں سے ہے اس نے ان کو وہاں سے نکال سکے گا اور اس کی صلیب اعظم واپس ہوگئی جس کو انہوں نے چھینا تھا جب اس کو خبر پہنچی تو اس کا اپنا گھر حمص میں تھا اس میں سے ان کو نکال پھینکا تھا ارض شام میں وہ اس سرزمین سے پیدل پہنچا شکرانہ ادا کرنے کے لئے بیت المقدس میں تاکہ وہ اس میں نماز پڑھ سکے۔ اس کے لئے قالین بچھائی گئی اور خوشبوئیں چھڑگی گئی حتیٰ کہ قیصر ایلیا (بیت المقدس) میں پہنچا اس نے وہاں نماز پڑھی۔

ایک دن اس نے صبح کی تو وہ انتہائی پریشان اور مغموم تھا وہ بار بار اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتا تھا اس کے وزیروں مشیروں نے اس سے کہا اے بادشاہ سلامت آج آپ صبح پریشان ہیں میں نے اس کو بتایا کہ جی ہاں میں پریشان ہوں۔ انہوں نے پریشانی کی وجہ نہ دریافت کی اور کہا کہ کیا پریشانی ہے۔

اس نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ختنہ شدہ بادشاہ غالب ہو گیا ہے۔ مشیروں نے کہا اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کسی اُمت کو اُمتوں میں سے کہ وہ ختنہ کراتے ہوں سوائے یہود کے مگر وہ تو آپ کے ہاتھ کے نیچے ہیں آپ کی بادشاہی میں ہیں۔ اگر آپ کے دل میں یہ خدشہ واقع ہو ہی گیا ہے۔ آپ اپنی پوری مملکت میں بندے بھیج کر سب کو جمع کر لیں پھر سب کو تہ تیغ کر ڈالیں آپ اس فکر و غم سے استراحت پالیں گے۔ وہ لوگ اس بارے میں اپنی اسی تدبیر پر غور کر رہی رہے تھے کہ اچانک ان کے پاس نمائندہ پہنچ گیا بصری کے گورنر کا عرب کے ایک آدمی کو ساتھ لے کر (یعنی دحبہ کلبی کو جو ان کے پاس عرب سے پہنچا تھا۔ اس نمائندے نے کہا اے بادشاہ سلامت یہ ایک آدمی ہے عرب سے جو بکریوں اور اونٹوں والے لوگ ہیں۔ یہ آدمی آپ سے بات کرنا چاہتا ہے اور آپ کو اس نئے حادثہ کے بارے میں بتانا چاہتا ہے جو اس کے شہروں میں پیدا ہو چکا ہے آپ اس سے پوچھئے اس کے بارے میں۔ وہ عرب آدمی جب اس کے پاس پہنچا تو۔

اس نے اپنے ترجمان سے کہا اس شخص سے پوچھیں وہ کونسی خبر ہے جو اس کے شہروں میں پیدا ہوئی؟ ترجمان نے اس سے پوچھا۔ اس نے بتایا کہ ایک آدمی ہے عربوں میں سے ہے قریش میں سے ہے وہ یہی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ اور بہت سارے لوگوں نے اس کی اتباع کر لی ہے۔ اور کئی دیگر لوگوں نے اس کی مخالفت بھی کی ہے۔ اور ان کے اور ان کے درمیان کئی جنگیں بھی ہو گئی ہیں کئی ایک مقامات پر۔ میں جب اپنے شہروں سے روانہ ہوا تو یہی کیفیت تھی۔ اس عرب نو جوان نے جب قیصر کو یہ خبر دی تو۔ اس نے کہا کہ اس کے کپڑے اتار کر دیکھو۔ دیکھا تو وہ جوان ختنہ شدہ تھا۔

قیصر نے کہا اللہ کی قسم یہ تو وہی میرا خواب ہے۔ جو مجھے دکھایا گیا ہے۔ وہ نہیں جو تم کہتے ہو۔ دے دو اس کو کپڑے اس کے۔ آپ چلے جائیں اپنے کام سے۔ اس کے بعد اس نے اپنی پولیس کے سربراہ کو بلایا اور کہنے لگا کہ تم پورے ملک شام کا سروے کرو چھان مارو اور اس (داعی نبوت شخص) کی قوم کا کوئی آدمی تلاش کر کے میرے سامنے پیش کرو تا کہ میں اس سے اس (داعی نبوت) کے بارے میں تفصیلی حالات دریافت کروں۔

اللہ کی قسم میں اور میرے ساتھی تو غافل اور بالکل بے خبر ہیں اچانک وہ ہمارے اوپر چڑھ دوڑے گا پھر ہم ان سے پوچھیں گے کہ تم لوگ کون ہو۔ اور ہم اس کو بتائیں گے مگر چنانچہ وہ بولنے والے ہم سب کو ہانک کر ان کے پاس گئے جب قیصر کے پاس پہنچے۔ ابوسفیان نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے ہرگز ایسا آدمی نہیں دیکھا تھا وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ بہت زیادہ خوف ناک تھا بے ختنہ لوگوں (یعنی غیر مسلموں میں) سے یعنی ہرقل (قیصر روم) چنانچہ ہم جب اس کے پاس پہنچے تو اس نے پوچھا کہ کون ہے تم میں سے جو زیادہ قریب ہو رشتے کے اعتبار سے (رسول اللہ ﷺ سے) میں نے کہا کہ میں ہوں۔ قیصر نے کہا کہ اس کو میرے قریب لاؤ مجھے اس نے بیٹھایا اپنے سامنے اس کے بعد حکم دیا میرے ساتھیوں کے بارے میں ان کو اس نے میرے پیچھے بیٹھایا۔ اور کہا کہ اگر شخص جھوٹ بولے تو اس کی بات کو رد کر دیا ابوسفیان کہتے ہیں کہ۔

ابوسفیان نے کہا کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اگر میں جھوٹ بھی بولتا تو میرے ساتھی میرے خلاف بات کو رد نہ کرتے مگر میں ایک سردار آدمی ہوں محترم ہوں میں نے جھوٹ بولنے سے حیا کی میں جانتا تھا کہ اس سے فرمانے والا کچھ نہیں ہے کہ وہ میرے ساتھی کہ یہ لوگ اس بات کو میری طرف سے روایت کریں گے پھر مکے میں جا کر اس کو دین کی طرف سے نسبت کر کے مکے میں بیان کریں لہذا میں نے جھوٹ نہیں بولا قیصر نے پوچھا کہ مجھے اس شخص کے بارے میں بتا دو جو تم لوگوں کے اندر سے اٹھا ہے۔

چنانچہ میں نے حضور اکرم کی شان میں تحقیر کی اور ان کے معاملے کو جھوٹا اور کمزور دکھانے کی کوشش کی۔ تو اللہ کی قسم قیصر روم نے میری اس بات کی طرف توجہ نہ کی اور کہنے لگا مجھے صرف اسی بات کا جواب دیں جو میں آپ سے پوچھوں لہذا میں نے کہا ٹھیک ہے آپ جو چاہیں ضرور مجھ سے پوچھیں۔ (اب اس نے پوچھنا شروع کیا) اس شخص کا نسب کیسا ہے تم لوگوں میں؟ میں نے بتایا کہ ان کا نسب خالص ہے اور ہم لوگوں میں بہترین نسب والے ہیں۔

ہرقل (قیصر نے) پوچھا مجھے یہ بتائیے کہ اس کے گھرانے یا خاندان میں سے کسی نے پہلے ایسی بات کہی ہے وہ جس کے ساتھ مشابہت اختیار کر رہے ہوں؟ یا اس کی نقل کر رہے ہوں؟ میں نے بتایا کہ نہیں کسی نے ایسا دعویٰ نہیں کیا ہرقل نے پوچھا کہ کیا اس کی کوئی حکومت تھی یا اقتدار تھا جیسے تم لوگوں نے سلب کر لیا ہے اور چھین لیا ہوا ہے۔

اس لئے وہ اس طرح کی بات کر رہے ہوں تاکہ تم اس کو اس کی حکومت و اقتدار واپس دے دو؟ میں نے بتایا کہ نہیں ہرقل نے پوچھا اچھا آپ مجھے ان کے اتباع کے اور تابعداری کرنے والوں کے بارے میں بتائیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ میں نے بتایا کہ وہ نوعمر نوجوان ہیں اور مالی اعتبار سے کمزور اور مسکین لوگ ہیں۔ باقی رہے اس کی قوم کے اشراف اور مالدار لوگ اور ان میں سے بڑی عمر کے لوگ وہ نہیں ہیں اس کے اتباع کرنے والوں میں سے ہیں ہرقل نے پوچھا مجھے یہ بتائیے کہ جو لوگ اس کے ساتھی بننے مصاحب بننے ہیں کیا وہ اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں یا اس سے ناراض ہو کر دل میں کینہ رکھ کر اسے چھوڑ جاتے ہیں؟

میں نے بتایا کہ ایسا بہت ہی قلیل ہوگا کہ کوئی آدمی اس کی صحبت اختیار کر کے پھر اسی سے الگ ہو گیا ہو ہرقل نے پوچھا کہ مجھے جنگ کے بارے میں بتائیے تمہارے اور اس کے درمیان؟ میں نے بتایا کہ وہ کنوئیں کے ڈول کی مثل ہے کبھی اس کے ہاتھ میں کبھی ہمارے ہاتھ میں ہرقل نے پوچھا کیا وہ عذار اور دھوکہ بھی کرتا ہے (ابوسفیان کہتے ہیں کہ) میں نے ایسی کوئی چیز نہ پائی جس کے جواب میں چشم پوشی سے کام لوں مگر یہی موقع تھا میں نے بتایا کہ اب تک تو اس نے کوئی دھوکہ نہیں کیا تھا آج کل ہمارے اور اس کے درمیان ایک معاہدے کی حدت جاری ہے جس کے اندر اس کے غرور دھوکہ اندیشہ رکھتے ہیں۔

اللہ کی قسم اس نے میری یہ بات سن کر اس کی طرف کو توجہ نہ دی۔ اس کے بعد اس نے میری اپنی ساری گفتگو دہرائی اور کہنے لگا۔ تم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ نسب کے اعتبار سے خالص ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو نبوت کے لیتے ہیں۔ جب اسے لیتے ہیں تو اسے اس کی قوم کے بہترین لوگوں میں سے چنتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کیا اس کا کوئی اقتدار تھا جیسے تم لوگوں نے چھین لیا ہے؟ اس لئے وہ یہ دعویٰ کرتا ہے تاکہ تم پر اس کا وہ منصب اس کو واپس لوٹا دو اور اس کا اقتدار اس کو واپس کر دو تم نے بتایا کہ نہیں۔

میں نے تم سے ان کے اتباع کے بارے میں پوچھا تم نے بتایا کہ وہ نوعمر لوگ اور مساکین اور ضعفاء ہیں ایسے ایسے لوگ ہی انبیاء کے اتباع ہوتے ہیں ہر زمانے میں۔ میں نے تم سے پوچھا کہ جو اس کی اتباع کرتے ہیں کیا اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ چسپے رہتے ہیں یا اسے چھوڑ جاتے اور اس سے ناراضگی کر لیتے ہیں تم نے بتایا کہ بہت کم ایسا ہے کہ اس سے کوئی صحبت اختیار کرے پھر اس سے ناراض ہو کر اس کو چھوڑ دے اسی طرح ہی ہوتا ہے کہ جب ایمان کی حلاوت جب کسی دل میں داخل ہو جاتی ہے تو وہ اس سے نکلتی نہیں ہے۔



نیز میں نے تم سے پوچھا کہ تمہارے اور اس کے مابین جنگ کی کیا کیفیت رہتی ہے تم نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ ڈول کی مثل ہے کبھی تمہیں کامیابی ہوتی ہے کبھی اس کو۔ انبیاء کرام کی جنگیں ایسی ہی ہوا کرتی تھیں۔ اور بالآخر انجام انہی کے حق میں اچھا ہوتا ہے میں نے پوچھا کیا وہ غداری اور دھوکہ کرتا تم نے بتایا کہ وہ دھوکہ نہیں کرتا۔

اگر یہ سچ ہے جو کچھ تم نے بتایا ہے تو سن لیجئے وہ ضرور ضرور اس جگہ پر غلبہ پائے گا جو میرے ان قدموں کے نیچے ہے اور ابتداء میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے قدم یعنی پیر دھوتا۔ ٹھیک ہے اب تم جا سکتے ہو میں اٹھا اور میں اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مار رہا تھا میں نے کہا اے اللہ کے بندو کامیاب ہو گیا ابن ابوبشر کا معاملہ (یعنی حضور اکرم ﷺ کا) کیا دیکھتے نہیں ہو کہ بنو اسفر کے بادشاہ اپنی سلطنت میں اپنی حکومت میں بیٹھے ہوئے بھی اس سے خوف زدہ ہیں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲/۲۶۲)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحاق نے ان کو زہری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نصاریٰ کے بڑے پادری نے جس نے وہ زمانہ پایا تھا اس نے کہا کہ جب دجیہ کلبی بن خلیفہ ہرقل کے پاس آیا تھا ہرقل عظیم روم کی طرف اس میں لکھا تھا :

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ خط ہے محمد رسول اللہ کی طرف سے ہرقل عظیم روم کی طرف سے سلامتی ہو اس سے جو جس نے روایت کی پیروی کی۔  
اما بعد آپ مسلمان ہو جائیے آپ سچ جائیں گے۔ آپ مسلمان ہو جائیں اللہ آپ کو دہرا اجر عطا کریں گے۔ اگر آپ نے انکار کر دیا تو ان کی قوم کا گناہ بھی آپ کے سر ہوگا۔

یہ خط اس کے پاس پہنچا اس نے ایسے لیا اور پڑھا اور اپنی گود میں رکھ لیا پھر اس نے اہل روم میں سے ایک آدمی کی طرف لکھا وہ عبرانی میں پڑھتا تھا اس کو وہ خبر دینے لگا اس کی جو کچھ اس کے پاس رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پیغام آیا تھا۔ ہرقل نے اس کو دیکھا کہ بلاشبہ یہ وہی نبی ہے جس کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

لہذا اس کی اتباع کر لیجئے اور انہوں نے روم کے دیگر وزراء سے کہا ان کو اس نے اپنی مملکت کے ایک معتبر میں جمع کئے گئے اور اس کے دروازے ان پر بند کر دیے گئے ہرقل بالا خانہ سے اٹھ کر ڈرتے ہوئے ان کے سامنے آیا اور کہنے لگا۔

اے روم کے لوگوں کی جماعتوں میرے پاس احمد (محمد ﷺ) کا خط آیا ہے بیشک اللہ کی قسم نبی ہے ہم جس کا انتظار کر رہے تھے اور جس کو ہم اپنی کتاب میں پاتے تھے اور آپ کو اس کی علامت سے پہچانتے تھے اور اس کے زمانے سے تم لوگ مسلمان ہو جاؤ تمہاری دنیا اور آخرت محفوظ ہو جائے گی چنانچہ یہ سنتے ہی وہ سارے کے سارے ایک ہی آدمی کی طرف اٹھ کر بھاگ گئے آگے دروازے بند تھے قیصر نے دوبارہ ان کو بلا کر کہا اے روم کی جماعتوں میں نے یہ بات تمہیں اس لیے کہی تھی کہ میں تمہیں آزمانہ چاہتا تھا کہ تم اپنے دین پر کتنے سچے ہو میں نے تمہارے اندر جو کیفیت دیکھی ہے اس سے مجھے خوش کر دیا ہے چنانچہ وہ سارے لوگ اس کے آگے سجدے میں گر گئے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو جعفر محمد بن محمد بن عبد اللہ بغدادی نے ان کو ابو عیسیٰ بن محمد بن عمرو بن خالد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب ملک شام کی طرف تجارت کی غرض سے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ ادھر ہرقل کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر پہنچی اس نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں مزید آگاہی حاصل کرے چنانچہ اس نے صاماعہ کی طرف نمائندہ بھیجا جو اس کو کسی ایسے عرب سے ملو جو شام میں اس کے ملک میں موجود ہوں وہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کر کے چنانچہ اس نے چالیس آدمی ان میں سے بھیجے ان میں ابوسفیان بھی تھے یہ لوگ ہرقل کے پاس پہنچے ایلیا کے ایک قصبہ کے اندر جو کہ اس کے وسط میں تھا۔



ہرقل نے کہا کہ میں نے تمہاری طرف نمائندہ بھیجا تا کہ تم مجھے اس شخص کے بارے میں خبر دو جو مکے میں ہے کہ اس کا کیا معاملہ ہے۔ ان عربوں نے کہا کہ وہ ساحر ہے۔ کذاب ہے۔ اور وہ نبی نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ تم لوگ مجھے اس کے بارے میں بتاؤ جو تم سے اس کے بارے میں زیادہ جانتا ہے اور جو تم میں سے اس کا سب سے قریبی رشتہ دار ہے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا وہ یہ ہے ابوسفیان یہ اس کا چچا زاد ہے اور یہ اس سے جنگ بھی کر چکا ہے جب ان لوگوں نے اس کو یہ بات بتائی تو اس نے کہا کہ ان سب کو باہر نکال دو اس کے بعد اس نے ابوسفیان کو بٹھالیا اور اس سے خبر پوچھی۔ پھر اس نے پوچھا کہ ابوسفیان آپ بتاؤ تم اس کے بارے میں ابوسفیان نے پھر کہا کہ وہ ساحر ہے۔ ہرقل نے کہا کہ میں اس کے بارے میں گالیاں نہیں پوچھ رہا ہوں بلکہ میں تمہارے اندر اس کا نسب پوچھتا ہوں ابوسفیان نے بتایا کہ وہ اللہ کی قسم قریش کے گھرانے ہی میں سے ہے ہرقل نے پوچھا کہ اس کی عقل اور رائے کیسی ہے؟ اس نے بتایا کہ ہم نے کبھی اس کی عقل کے بارے میں عیب نہیں لگایا نہ ہی اس کی رائے کے بارے میں کبھی۔

ہرقل نے کہا کیا وہ جھوٹی قسمیں کھانے والا اپنے معاملے میں دھوکہ دینے والا ہے؟ اس نے بتایا کہ نہیں اللہ کی قسم ہے وہ اس طرح بھی نہیں ہے اس نے پوچھا شاید وہ اقتدار چاہتا ہو عزت و شرف چاہتا ہو جو کسی اس کے گھرانے کے کسی مرد کے پاس ہو پہلے سے۔ اس نے بتایا کہ نہیں ہرقل نے پوچھا تم میں سے کسی نے اس کی اتباع کی ہے کیا ان میں سے کوئی واپس تمہاری طرف لوٹ آیا ہے؟ (یعنی دوبارہ مشرک ہو گیا ہے) ابوسفیان نے جواب دیا کہ نہیں یہ بات بھی نہیں ہے۔ ہرقل نے کہا کیا وہ دھوکہ کرتا ہے جب معاہدے کرتا ہے؟ اس نے بتایا کہ نہیں ہاں مگر بہت کہ شاید ابھی وہ غدر کرے اس بارے میں ہرقل نے کہا اس بارے میں دھوکے کا کیا خوف ہے؟ اس نے کہا بیشک میری قوم نے ان کے حلیفوں کے خلاف اپنے حلیفوں کی مدد کی ہے جب وہ مدینے میں تھے۔

ہرقل نے کہا کہ اگر تم لوگوں نے ابتداء کی ہے تو تم سب سے بڑے غدار اور دھوکہ کرنے والے ہو۔ ابوسفیان اس بات پر ناراض ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ وہ ہم سے صرف ایک مرتبہ غالب ہوا ہے وہ بھی اس لئے کہ میں اس دن موجود نہیں تھا۔ وہ یوم بدر تھا اس کے بعد میں نے دو مرتبہ اس سے جنگ کی ہے وہ بھی ان لوگوں کے گھروں میں جا کر ہم لوگوں نے ان کے جا کر پیٹ پھاڑے ان کے ناک کان کاٹنے ان کی شرم گاہیں کاٹ ڈالیں۔

ہرقل یہ سن کر کہنے لگا تم اس کو سچا کہتے ہو یا جھوٹا؟ ابوسفیان نے کہا بلکہ وہ کاذب ہے اس نے کہا کہ اگر وہ نبی ہے تمہارے اندر تو تم اس کو قتل نہیں کرو گے اس کام کے لیے یہود زیادہ فعال ہیں اس کے بعد ابوسفیان واپس لوٹ گئے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالمحسین بن فضل قطان نے اور بغداد میں وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو بکر بن عتاب نے ان کو قاسم جو ہری نے ان کو ابن ابوالیس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان شام کی طرف تجارت کی غرض سے نکلے تھے لہذا وہاں قیصر روم کے پاس پہنچے قیصر نے اس کی طرف نمائندہ بھیجا وہ اس سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا جب ابوسفیان ہرقل کے پاس داخل ہوا تو اس نے کہا مجھے تم اس آدمی کے بارے میں بتاؤ جو تمہارے اندر نکلا کیا وہ ہر بار تمہارے اوپر غالب ہوتا ہے ابوسفیان نے بتایا کہ وہ کبھی ہم لوگوں پر غالب نہیں آیا مگر صرف اس وقت جب میں موجود نہیں تھا۔

اس کے بعد میں نے دوبارہ ان سے جنگ کی ہے لہذا ہم نے ان کے پیٹ پھاڑ ڈالے ان کے ناک کاٹ ڈالے ہم نے ان کی شرم گاہیں کاٹ ڈالیں قیصر روم نے کہا تم اس کو جھوٹا سمجھتے ہو یا سچا؟ ابوسفیان نے کہا بلکہ وہ جھوٹا ہے قیصر نے کہا تم یہ بات نہ کہو بیشک جھوٹ کے ساتھ کوئی بھی غالب نہیں آتا اگر وہ تمہارے اندر نبی ہے تو تم اس کو قتل نہیں کر سکو گے۔ کیونکہ یہ کام نبیوں کا نہیں یہودیوں کا کام ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا کسریٰ بن ہرْمز (شاہ فارس) کے پاس  
نمائندہ بھیج کر خط پہنچا کر اسلام کی دعوت دینا، کسریٰ کا نامہ مبارک کو چاک کر دینا  
حضور اکرم ﷺ کا اس کو بددعا دینا، اللہ تعالیٰ کا دعا قبول کرنا۔ کسریٰ کی ہلاکت  
اور اس کے لشکروں کی ہلاکت اور اس کے خزانوں کے فتح ہونے کی بابت

رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئی کی تصدیق

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے صفار سے ان کو عبید بن شریک نے ان کو  
یجیٰ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن اسحاق فقیہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم بن  
ملحان نے ان کو یجیٰ بن بکیر نے ان کو لیث نے یونس سے اس نے ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ نے  
یہ کہ عبد اللہ بن عباس نے ان کو خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا خط بھیجا تھا کسریٰ کی طرف اور اس کو حکم دیا تھا کہ وہ اس کو بحرین کے گورنر کے  
حوالے کر دے وہ اس کو کسریٰ کے حوالے کر دے۔ (خط اسی راستے پہنچ گیا) کسریٰ نے اس کو پڑھا اور پڑھ کر پھاڑ دیا۔ میرا گمان ہے کہ ابن  
سیتب نے کہا کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر بددعا فرمائی تھی کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یجیٰ بن بکیر سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ فتح الباری ۱۰۸/۶)

(۲) اور میری کتاب میں ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اس میں جو میں اپنے سماع والے نسخے میں پاتا ہوں کہ تحقیق ہمیں خبر دی ہے اس کے  
ساتھ بطور اجازت کے یہ کہ ابو جعفر محمد بن صالح بن ہانی نے ان کو خبر دی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر محمد بن نصر جارودی نے  
وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن صالح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث  
بیان کی ہے ابن مہب نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے یونس نے ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الرحمن بن  
عبد القادری نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن کھڑے ہوئے ممبر پر خطبہ دینے کے لئے انہوں نے اللہ کی حمد و ثناء کی اور اس کی واحدانیت کی شہادت دی  
اس کے بعد فرمایا کہ انا بعد بیشک میں یہ ارادہ کر رہا ہوں کہ میں تم میں سے بعض کو عجمیوں کے بادشاہوں کے پاس بھیجوں آپ لوگ میرے  
سامنے اختلاف نہ کرنا جیسے نبی اسرائیل نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے سامنے اختلاف کیا تھا۔

چنانچہ مہاجرین نے کہا یا رسول اللہ، اللہ کی قسم ہم آپ کے سامنے کبھی بھی اختلاف نہیں کریں گے کسی بھی خبر کا۔ آپ ہمیں حکم کیجئے۔ (جو آپ حکم  
کریں) اور ہمیں بھیجے (جہاں آپ بھیجیں) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے شجاع بن مہب کو کسریٰ کے پاس بھیجا وہ روانہ ہوا اور کسریٰ کے پاس پہنچ گیا  
کسریٰ اس وقت مدائن میں تھا شجاع نے ملنے کی اجازت طلب کی۔ کسریٰ نے پہلے اس کے لیے دربار کو آراستہ کروایا اس کے بعد فارس کے وزراء کو  
اجازت دی اس کے بعد شجاع کو اجازت دی وہ جب اس پر داخل ہوا تو کسریٰ نے حکم دیا کہ اس سے خط لے لیا جائے شجاع نے کسی اور کے ہاتھ میں  
دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں ویسے کروں گا جیسے مجھے رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے میں خود اپنے ہاتھ سے دوں گا۔

کسری نے کہا اس کو اجازت دے دو چنانچہ اس نے قریب ہو کر خود اپنے ہاتھ سے اس کو خط دیا۔ اس نے پھر اپنے کاتب کو بلایا جو کہ اہل حیرہ میں سے تھا اس نے اُسے پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا۔ من محمد عبد اللہ و رسولہ الی کسری عظیم فارس۔ یہ محمد بن عبد اللہ، اللہ کے رسول کا خط ہے کسری کی طرف جو (شاہ) فارس ہے۔ یہ سنتے ہی اس کو غضب طاری ہو گیا کہ محمد ﷺ نے اپنے نام کو پہلے لکھا ہے اور اس کے نام کی بعد میں۔ وہ چیخا اور غصہ سے آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے خط کو لے کر پھاڑ دیا۔ یہ جاننے سے پہلے کہ اس میں پیغام کیا ہے۔ اور اس نے حکم دیا کہ اس کی سلطنت سے نسرہ شجاع بن وہب کو نکال دیا جائے۔ لہذا انہیں نکال دیا گیا۔

شجاع نے جب یہ حالت دیکھی تو وہ سواری پر بیٹھ کر واپس چلے آئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم اب مجھے پرواہ نہیں ہے کہ میں دو راستوں میں سے کون سے پر ہوں جب میں نے رسول اللہ کا خط پہنچا دیا ہے۔ ادھر جب کسری کے اوپر سے غصہ کا جوش ختم ہوا تو اس نے دوبارہ شجاع کو طلب کیا کہ وہ آئے اور کچھ التماس کرے مگر وہ بل نہ سکے انہیں مقام حیرہ تک تلاش کیا گیا مگر وہ اس سے آگے گزر گئے تھے شجاع جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور حضور کو خبر دی کسری کے معاملے کی اور خط پھاڑنے کی رسول اللہ کی خط۔

تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا :

مَزَقْ كِسْرَى مُلْكَةً

کسری اپنے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) یہ مرسل روایت ہے اور اس سے قبل موصول روایت کسری کے رسول اللہ کے نام مبارک کو چاک کرنے کے بارے میں قنقن میں اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے اس کے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی خبر دی تھی۔ پہلی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے خلاف بدو کا فرمانی تھی۔ اور دونوں روایتیں اس شخص کے بارے میں مختلف ہیں جو حضور کا خط کسری کے حوالے کرے گا اور روایت اولیٰ موصول ہے اور وہی اولیٰ ہے اور بہتر ہے۔ واللہ اعلم

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو عباس بن فضل نے اسفاطی نے ان کو ابو الولید نے ان کو ابو عوانہ نے سماک بن حرب سے اس نے جابر بن سمرہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ضرور ضرور فتح دے گا ایک جماعت کو مسلمانوں میں سے یا کہا تھا مؤمنوں میں سے کسری کے خزانے وہ جو قصر ابیض (وائٹ ہاؤس) میں ہیں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں تہیہ وغیرہ سے اس نے ابو عوانہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۷۸ ص ۲۲۷)

(۴) اور ہمیں خبر دی ابو منصور ظفری محمد بن احمد بن زیاد علوی نے ان کو خبر دی ابو جعفر محمد بن علی دُجیم شیبانی نے کوفے میں وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن جازم نے بن ابو غزہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن حماد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسباط نے سماک سے اس نے جابر بن سمرہ سے اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا میری امت کی جماعت ضرور فتح کرے گی آل کسری کے خزانے کو جو سفید محل کے اندر ہے (وائٹ ہاؤس) چنانچہ میں اور میرے والدان ہی میں تھے۔ ہمیں ہزار درہم ملے تھے۔



## کسری کی موت واقع ہونا اور نبی کریم ﷺ کا اس کی خبر دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو احمد بن ولید فہام نے ان کو ساذان اسود بن عامر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حماد بن سلمہ نے حمید سے اس نے حسن سے اس نے ابو بکرہ سے یہ کہ ایک آدمی اہل فارس سے نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ۔ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ قَتَلَ رَبَّنَا۔ بیشک میرے رب نے تیرے رب کو مار دیا ہے یعنی کسری کو۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو کہا گیا بیشک کسری کی بیٹی اس کے قائم مقام بن گئی ہے (اس کی نائب بنا دی گئی ہے) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

لَا يُفْلِحُ قَوْمٌ تَمَلَّكُهُمْ امْرَأَةٌ

وہ قوم فلاح اور کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوگی جن کی مالک کوئی عورت بن جائے (یعنی جن کی حکمران عورت بن جائے)۔

(۲) اور حدیث دجیہ کلبی میں روایت کیا گیا ہے کہ وہ جب نبی کریم ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے تھے قیصر روم کی طرف سے تو انہوں نے آپ کے پاس پیغام لانے والے پائے صنعا عم شہر پر کسری کے گورنر کے ہاں (کسری نے) اُسے دھمکایا تھا (ان کے ذریعے اور یہ پیغام دیا تھا کہ) کیا تم میرے لیے کفایت نہیں کر سکتے اسی آدمی سے جو تیری سرزمین پر نکلا ہے (یعنی یہ کہہ رہا تھا کہ تم محمد کو ختم نہیں کر سکتے) جو تجھے اپنے دین کی طرف بلاتا ہے؟ تم میری طرف سے اس کا کام تمام کر دو ورنہ میں تمہارے ساتھ ایسے ایسے کروں گا۔ والی صنعا نے نبی کریم ﷺ کے پاس خط پیغام بھیجا۔ جب نبی کریم ﷺ نے اس کا خط پڑھا تو آپ نے ان کو صرف پندرہ دن مہلت دی چھوڑنے کو اس کے بعد ان لوگوں سے کہا کہ تم واپس جاؤ اپنے صاحب کی طرف اور اس کو جا کر کہو کہ بیشک میرے رب نے تحقیق نقل کر دیا ہے تیرے رب (بادشاہ) کو آج رات۔ چنانچہ وہ لوگ گئے انہوں نے جا کر صاحب صنعا کو خبر دی۔ دجیہ کلبی فرماتے ہیں اس کے بعد خبر آئی کہ کسری اسی رات میں قتل ہو گیا تھا۔

(۳) اور اس واقعہ کو داؤد بن ابوہند نے بھی ذکر کیا ہے عامر شععی سے اس مفہوم کے ساتھ اور اس عامل کا نام جس کی طرف کسری نے لکھا تھا۔ اس راوی نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ پس کہا باذان صاحب یمن نے۔ جب باذان کے پاس خط پہنچا تو اس نے اہل فارس کے دو آدمی منتخب کئے اور اس نے نبی کریم ﷺ کی طرف لکھا۔ جو کچھ کسری نے لکھا تھا۔ کہ (محمد ﷺ) اپنی قوم کے دین کی طرف رجوع کر لے یا پھر مقابلے کے لئے تیار ہو جائے۔

اس کے بعد راوی نے مذکورہ روایت کی مفہوم ذکر کیا ہے نبی کریم ﷺ کے قول کے بارے میں کہ وہ (نمائندہ) صنعا والی کو پیغام پہنچادیں کہ میرے رب نے تمہارے رب (بادشاہ) کو قتل کر دیا ہے چنانچہ فی الواقع ایسے ہی ہو چکا تھا جیسے آپ نے خبر دی تھی۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو سعید بن ابو عمرو نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن یونس نے ان کو ابو بکر بن عیاش نے داؤد سے اس نے اپنے والد سے اس نے ابو ہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ سعد نبی کریم ﷺ کے پاس آتے دیکھائی دیے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بیشک سعد کا چہرہ خیر ہے (یا سعد کا سامنے آنا خیر کا سبب ہے) یا الخیر و فرمایا۔ کہتے ہیں کہ سعد نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کسری ہلاک ہو گیا ہے یا کہا تھا کہ کسری قتل ہو گیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

لعن اللہ کسری اول الناس هلاکاً فارس ثم العرب  
اللہ لعنت کرے کسری کو لوگوں میں سے پہلے اہل فارس ہلاک ہوں گے پھر عرب ہوں گے۔

احتمال ہے کہ نبی کریم ﷺ کا کسری کی ہلاکت کی خبر دینا اس وقت ہو جب کسری قتل کیا گیا تھا۔ اس کے بعد یہ خبر سعد کو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کہیں سے ملی ہو لہذا وہ نبی کریم ﷺ کو بتانے آیا ہو اللہ اور اس کے رسول کے قول کی تصدیق کے لئے۔

(۵) اس میں ہے جو مجھے خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے بطور اجازت کے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو عمر و محمد بن محمد بن احمد قاضی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم نے بن سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے اس نے صالح سے وہ کہتے ہیں کہ ابن شہاب نے کہا مجھے خبر دی ابن شہاب نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابو سلمہ نے ان کو خبر پہنچی ہے کہ اپنے ملک کے ایک کنیسہ میں موجود تھا اس کی طرف بھیجا گیا تھا یا اس پر مسلط کیا گیا تھا ایک سامنے آنے والا چنانچہ اس میں سے ان کے سامنے حق پیش کیا تھا کسری نے بس یہی دیکھا کہ ایک آدمی پیدل سامنے چلا آ رہا ہے اور اس کے ہاتھ میں عصا تھا اس نے کہا ہے اے کسری کیا تجھے اسلام لانے میں دلچسپی ہے اس سے قبل کہ میں اس عصا کو توڑ دوں۔ کسری نے کہا جی ہاں (میں اسلام لاتا ہوں) آپ عصا کو نہ توڑیں۔ چنانچہ وہ آدمی واپس مڑ گیا جب وہ چلا گیا تو کسری نے دربانوں کو بلا کر پوچھا کہ اس شخص کو میرے پاس آنے کے لیے کس نے اجازت دی تھی۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے پاس تو کوئی بھی داخل نہیں ہوا کسری نے کہا تم لوگ جھوٹ بولتے ہو کہتے ہیں کسری ان پر غضبناک ہوا۔ اور ان کو برا بھلا کہہ کر چھوڑ دیا۔

اس بات کو سال گذر گیا سال گذرنے پر وہی مذکورہ شخص پھر کسری کے پاس آیا اس کے پاس وہی عصا تھا اس نے کہا اے کسری یا تم اسلام لاتے ہو اس سے قبل کہ میں اس عصا کو توڑ دوں کسری نے کہا جی ہاں میں اسلام لاتا ہوں آپ اس کو نہ توڑیں نہ توڑیں۔ جب وہ شخص واپس لوٹ گیا تو پھر اس نے دربانوں کو بلا کر پوچھا کہ اس شخص کو کس نے میرے پاس آنے کی اجازت ہے۔ انہوں نے انکار کیا کہ کوئی بھی تو آپ کے پاس داخل نہیں ہوا چنانچہ ان کو اس کے غضب اور ڈانٹ کا سامنا کرنا پڑا جیسے پہلی بار ہوا تھا پھر جب اگلا سال آیا۔ پھر وہی شخص حسب سابق آیا اس کے پاس عصا تھا پھر اس نے کہا کیا تم اے کسری اسلام لاتے ہو اس سے قبل کہ میں اس لٹھی کو توڑ دوں کسری نے کہا اس کو نہ توڑیے مگر اس دفعہ اس نے کسری کے منع کرنے کے باوجود اس عصا کو توڑ دیا۔ پس اللہ نے اسی وقت کسری کو ہلاک کر دیا۔

(۶) کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم حدیث بیان کئے گئے ہیں میرے بھتیجے ابن شہاب سے اس نے اپنے چچا سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے اس نے حدیث چلائی ہے حدیث صالح کی مثل کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو صالح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو صالح نے ان کو لیث نے ان کو عقیل نے ابن شہاب سے اس نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف سے یہ کہ ان کو خبر پہنچی ہے کہ یکا یک کسری اپنے ملک کے ایک گرجے میں بیٹھا تھا اس کی طرف بھیجا گیا اور اس کے مسلط کیا گیا ایک اچانک سامنے آنے والا جس نے اس پر حق پیش کیا تھا۔ مذکورہ حدیث کی مثل۔

(۷) اور ہمیں خبر دی شیخ ابو محمد حسن بن ابو عبد اللہ فارسی نے بایں صورت کہ اس نے خود قرأت کی تھی اور کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو سعید محمد بن عبد اللہ بن حمدون وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو حامد بن الشرفی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ ذہلی نے اس نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے پہلی دو اسنادوں کے ساتھ سوائے روایت ابو صالح کے۔

## نبی کریم ﷺ کے دو فرمانوں میں تطبیق

- (۱) جس وقت قیصر روم ہلاک ہو گیا اس کے بعد پھر قیصر نہیں ہوگا۔
  - (۲) نیز حضور اکرم ﷺ یسروی فرمان قیصر کے بارے میں جب اس نے رسول اللہ ﷺ کے خط کا اکرام کیا تھا۔ اس کا ملک قائم رہا یا یہ کہ اس نے اپنے ملک کو محفوظ کر لیا۔ نیز دونوں فرمانوں میں آپ کا صدق نیز آپ ﷺ کی طرف سے کسری کی ہلاکت جو خبر بیان ہوئی۔
- اور نبی کریم ﷺ صادق تھے اور مصدوق تھے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو سعید بن ابوعمر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شافعی نے ان کو ابن ابوعیینہ نے زہری سے اس نے سعید بن مسیب سے اس نے ابو ہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسری ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد پھر دوبارہ کوئی کسری نہیں ہوگا اور جس وقت قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ ضرورت تم لوگ ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔ (مسلم۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۷۷ ص ۲۲۷/۳)

## شافعی رحمۃ اللہ کا قول

شافعی نے فرمایا کہ جب کسری کے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط لایا گیا تو اس نے اس کو پھاڑ دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے (بدو عادی تھی) اور فرمایا تھا اس نے اپنے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ اور ہم محفوظ ہو گئے ہیں۔ بیشک قیصر نے رسول اللہ ﷺ کے خط کا اکرام کیا تھا اور اس کو اس نے کستوری میں رکھا تھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس نے اپنے ملک کو بچا لیا ہے اور محفوظ کر لیا ہے۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن عیینہ سے

اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے زہری سے۔

بہر حال وہ خبر جو شافعی نے نقل کی ہے کسری کا نامہ رسول کو چاک کرنا۔ اور جو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا اس بارے میں تحقیق اس کی اسناد اس سابقہ باب میں گذر چکی ہے اور بہر حال جو کچھ آپ نے فرمایا تھا قیصر کے بارے میں وہ اس روایت میں جس کی خبر دی ہے ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن بکیر نے اس نے ابن عون سے اس نے عمیر بن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسری اور قیصر کی طرف خط لکھا تھا۔ بہر حال قیصر نے تو اس کو



لکھ دیا تھا (یعنی اس کی عزت کی تھی) اور کسری نے اس کو پھاڑ دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ بہر حال یہ لوگ (کسری والے) ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے۔ اور یہ دوسرے (قیصر والے) عنقریب ان کے لیے کچھ بقیہ ہوں گے۔

## حضور اکرم ﷺ کی عظیم پیش گوئی اپنے پس منظر سے حقیقت کا روپ دھارنے تک

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابو سعید بن ابوعمر نے ان کو ابوالعباس رحم نے ان کو ربیع بن سلیمان نے وہ کہتے ہیں کہ شامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قریش کا کثرت کے ساتھ ملک شام آنا جانا رہتا تھا۔ ان کی زیادہ تر معاش ملک شام سے ہی وابستہ تھی اور عراق میں بھی جاتے تھے۔ جب قریش اسلام میں بھی داخل ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ سے مستقبل معاشی انقطاع اور تعطل کا اندیشہ ذکر کیا گیا کیونکہ شام اور عراق سے مسلمانوں کی تجارت منقطع ہو جائے گی اس لئے کہ وہ کفر کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور اس کے برعکس وہاں شام کا بادشاہ ہو یا عراق کا وہ اہل اسلام کے مخالف ہیں۔ (وہ آزادانہ تجارت کی راہ میں حائل ہوں گے اور منع بھی کر سکتے ہیں) تو رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر اپنا یہ تاریخی ارشاد فرمایا تھا۔

اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده

جس وقت یہ کسری ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد کوئی کسری نہیں ہوگا۔

مطلب یہ تھا کہ اس کے بعد پھر ارض عراق پر کوئی دوسرا کسری نہیں ہوگا اس کے بعد جس کی حکومت مستحکم ہو سکے۔  
نیز اسی طرح فرمایا کہ۔

اذا هلك قيصر فلا قيصر بعده

یعنی جس وقت یہ قیصر ہلاک ہو گیا تھا تو اس کے بعد اور کوئی قیصر نہیں ہوگا۔

مطلب ہے کہ ارض شام میں اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔ دراصل یہ حضور اکرم ﷺ جو اب دے رہے ہیں ان کی اس بات کا (جو ان لوگوں نے مستقبل معاشی خطرے پیش نظر کھی تھی) حضور اکرم ﷺ کے یہ دو جملے دنیا کی اس وقت سپر طاقتوں کے مٹ جانے اور شکست کھا جانے کی اسلام کے معاملے میں یہ پیش گوئی تھی پوری ہوئی (جا روی ترجم) چنانچہ فی الواقع ایسے ہی ہوا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ نے ہمیشہ کے لئے ارض عراق سے کسراؤں کی جڑ کاٹ دی اور فارس سے اور اسی طرح قیصر کی بھی اور ان کی بھی جو قیصر کے بعد شام میں کھڑے ہوئے۔

نیز نبی کریم ﷺ نے کسری کے بارے میں فرمایا تھا کہ اس کا ملک ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا ہے اب کسراؤں کے لیے کوئی ملک و اقتدار باقی نہیں رہے گا۔ اور قیصر کے بارے میں فرمایا تھا اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو ثابت رکھے۔ چنانچہ اس کا اقتدار بلاد روم میں آج تک باقی ہے ہاں البتہ اس کا اقتدار شام سے ہٹ گیا ہے یہ سب کچھ مربوط ہے آپ کے صدق کے ساتھ جس کی ہر گھڑی دوسری تصدیق کرتی ہے۔

## نبی کریم ﷺ کا خط (شاہ اسکندریہ) مقوقس کی طرف

(۱) ابو عبد اللہ حافظ نے کہا اس روایت کے بارے میں جو میں نے اپنے سماع میں نہیں پائی۔ اور تحقیق (انہوں نے) اس کے بارے میں مجھے خبر دی ہے بطور اجازت کے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہری نے عبد الرحمن بن عبد القادی سے یہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خط کے ساتھ مقوقس کے پاس پہنچا۔ اس نے خط کو بوسہ دیا اور حاطب کا اکرام کیا۔ اور احسن طریقے پر ان کی مہمان نوازی کی۔ اور اسے نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچایا اور حاطب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے لیے ہدیہ کے طور پر پیش قیمت پوشاک اور منخ کے سمیت ایک سواری کا نچر اور دو خادمہ روانہ کیں۔ ان دونوں میں سے ایک (حضور اکرم ﷺ کے صاحبزادے) ابراہیم کی ماں بنیں تھیں (نام ماریہ قبطیہ تھا) اور دونوں میں دوسری کو آپ ﷺ نے جہر میں قیس عبدی کے لئے ہبہ کر دیا تھا وہ زکریا بن جہم کی ماں بنی تھیں جو مصر میں حضرت عمرو بن العاص کے خلیفہ اور نائب بنے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۱۶- تاریخ ابن کثیر ۴/۲۷۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عمر بن حمادی مرقی نے بغداد میں وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو مروان عبد الممالک بن محمد بن عبد العزیز مروانی نے قاضی مدینہ دار الرسول نے مدینے میں ان کو ابو بشر محمد بن احمد دولاہی نے ان کو ابو الجارث احمد بن سعید فہیری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہارون بن یحییٰ حاطبی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے اس نے اپنے والد سے ان کو یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب نے اپنے والد سے اس نے ان کے دادا سے حاطب بن بلغہ سے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا مقوقس شاہ اسکندریہ کے پاس۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جا کر اس کو سلام کیا اور رسول اللہ ﷺ کا خط پیش کیا اس نے مجھے اپنے گھر میں رکھا اور میں اس کے پاس ٹھہرا اس کے بعد اس نے مجھے بلایا اور اپنے وزیروں مشیروں کو بلایا۔ اور کہنے لگا کہ میں ابھی تیرے ساتھ بات چیت کرنے لگا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کو مجھ سے سمجھ لیں۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے کہئے اس نے پوچھا کہ آپ مجھے اپنے اس ساتھی (محمد رسول اللہ ﷺ) کے بارے میں بتائیے کیا وہ نبی نہیں ہے؟ میں نے بتایا کہ وہ نبی ہیں۔ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ مقوقس نے پوچھا کہ کیا بات ہے جب وہ ایسے ہیں تو انہوں نے اپنی قوم کے خلاف بددعا کیوں نہیں کی جب کہ انہوں نے ان کو ان کے گھر سے ان کے شہر سے نکالا تھا۔

حاطب کہتے ہیں کہ میں نے (اسے الزامی جواب دیتے ہوئے) کہا آپ کا کیا خیال ہے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا آپ شہادت نہیں دیتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول تھے کیا خیال ہے آپ کا جب ان کو ان کی قوم نے پکڑ لیا تھا اور ان کو پھانسی دینے کا ارادہ کر لیا تھا وہ بھی دعا کرتے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کو ہلاک کر دینا تھا (جب کہ انہوں نے ایسے نہ کیا) بلکہ اللہ نے ان کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔ یہ سن کر مقوقس نے کہا تم حکیم ہو حکیم کی طرف سے آئے ہو یعنی دانا ہو وہ دانا کی طرف سے آئے ہو۔ یہ لیجئے یہ تحائف ہیں میں ان کو آپ کے ساتھ بھیج رہا ہوں محمد ﷺ کی طرف۔ اور آپ کے ساتھ میں محافظ بھیج رہا ہوں جو تجھے محفوظ مقام تک پہنچائیں گے۔ کہتے ہیں کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی طرف تین خادماں بھیجی تھیں ان میں سے ایک ام ابراہیم بن رسول اللہ تھی اور دوسری کو رسول اللہ نے ہبہ اور عطیہ کر دیا تھا ابو جہم بن حذیفہ عدوی کے لیے اور تیسری کو ہبہ کیا تھا حسان بن ثابت انصاری کے لیے اور ان کی طرف اصیل گھوڑے بھیجے تھے۔ ہارون نے کہا حاطب بن بلغہ حضرت علی کی خلافت میں وفات پا گئے تھے۔

## غزوة ذات السلاسل ۱

جمادی الثانیہ ۷ یا ۸ ہجری

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابو جعفر بغدادی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو علاشہ محمد بن عمرو بن خالد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الاسود نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن عتاب عدوی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابو اویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے ان دونوں نے کہا کہ غزوة عمرو بن العاص ذات السلاسل ہے۔

شام بالائی نواحی علاقوں میں مقام بلی۔ سعد اللہ اور ان کے متصل قضاہ میں ہوا تھا۔ اور عروہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو مقام بلی میں بھیجا تھا وہ لوگ ماموں ہوتے تھے عاص بن وائل کے اور اس کو بھیجا تھا ان لوگوں میں جوان کے متصل تھے قضاہ سے اور ان پر امیر مقرر کیا تھا۔ موسیٰ نے کہا ہے۔ کہ عمرو بن العاص نے خوف اور ڈر محسوس کیا تھا اپنی اس جانب سے وہ جس طرف تھے چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں پیغام بھیج کر آپ سے مدد چاہی تھی لہذا رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اولین کو بلایا ان میں ابو بکر بن خطاب میں بلائے گئے تھے۔ سراً مہاجرین میں سے حضور اکرم ﷺ نے ان پر ابو عبیدہ بن جراح کو امیر مقرر کیا تھا اور انہی کے ذریعہ عمرو بن العاص کو امداد بھیجی تھی۔

عروہ کہتے ہیں کہ۔ عمرو بن العاص ان دنوں مقام سعد اللہ میں تھے اور یہ بنو قضاہ کی ایک جانب اور طرف ہے موسیٰ کہتے ہیں کہ۔ جب یہ لوگ عمرو بن العاص کے پاس پہنچے اس نے کہا کہ میں تمہارے اوپر بھی امیر ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا تھا اور میں نے ان سے تمہارے ذریعہ سے مدد مانگی تھی۔ مگر مہاجرین نے کہا نہیں بلکہ آپ اپنے (پرانے) ساتھیوں کے امیر ہیں اور ابو عبیدہ مہاجرین کے امیر ہیں۔ عمرو بن العاص نے کہا یہ حقیقت ہے کہ تم وہ ہو جن کے ساتھ مجھے مدد دی گئی ہے۔ ابو عبیدہ نے جب کیفیت دیکھی تو وہ حسن خلق کے مالک اور نرم خو تھے انہوں نے رسول اللہ کے حکم کے لیے سعی کی اور ان کے عہد کے لیے اور کہا کہ کیا آپ جانتے ہو اے عمرو کہ وہ بات جس کا میرے ساتھ آخر میں رسول اللہ ﷺ نے عہد کیا تھا وہ یہ تھا کہ جب تو پہنچ جائے اپنے صاحب اور دوست کے پاس تو تم دنوں ایک دوسرے کی بات ماننا۔ اور بیشک آپ اگر میری مخالفت کریں گے اور میری بات نہیں مانیں گے اے عمرو۔ تو میں تمہاری بات ضرور مانوں گا (یہ کہ کر) ابو عبیدہ نے امارۃ عمرو بن العاص کے سپرد کر دی۔ یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے جب کہ حدیث عروہ کے اسی مفہوم میں ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے اس نے محمد بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن حصّٰہ تمیمی نے غزوة ذات السلاسل کے بارے میں سرزمین بلی میں سے اس سرزمین عدرہ میں سے تمیمی کہتے ہیں کہ جو اس سے بہتر ہوتا ہے اس لیے کہ وہ بیدار نگاہ ہوتا ہے

۱۔ تفصیل کے لئے دیکھئے : طبقات ابن سعد ۱۳۱/۲۔ سیرۃ ابن ہشام ۲۳۲/۴۔ مغازی للواقدی ۷۶۹/۲۔ تاریخ طبری ۳۲/۳۔ عیون الاثر ۲۰۴/۲۔ البدایہ والنہایہ ۲۴۳/۴۔ الروض الانف ۳۵۹/۲۔ سیرۃ حلبیہ ۱۹۰/۳۔ سیرۃ شامیہ ۲۶۲/۶۔ شرح المواہب ۲۷۸/۳



امور جنگ کو زیادہ بہتر سمجھتا ہوتا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو اس لئے بھیجا تھا کہ وہ عربوں کو اسلام کی طرف نکالے یہ بات اس لئے ہوئی کہ عاص بن وائل کی ماں جو عورت تھی وہ مقام بلئی سے تھی حضور اکرم ﷺ نے اس کو اس لیے بھیجا تھا کہ وہ ان لوگوں سے مانوس رہ کر کام کر سکے اس حوالے سے۔

یہاں تک کہ وہ جب ارض جزام کے ایک پانی کے مقام پر پہنچا اس مقام کو سلاسل کہا جاتا تھا تو اسی نسبت سے یہ غزوة ذاة السلاسل کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔ جب وہ اس مقام پر پہنچے تو انہوں نے خطرہ محسوس کیا تو اس نے رسول اللہ کے پاس آدمی بھیج کر آپ سے مدد طلب کی لہذا رسول اللہ ﷺ نے ان کی مدد کے طور پر ابن عبیدہ بن جراح کو مہاجرین اولین میں بھیجا ان میں حضرت ابو بکر اور عمر بھی تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے عبیدہ سے کہا تھا جب اسے روانہ کرنے لگے تھے کہ تم دونوں باہم اختلاف نہ کرنا۔ اور عبیدہ روانہ ہو کر وہاں پہنچے تو عمرو نے ان سے کہا ابو عبیدہ تم مدد کے طور پر آئے ہو میرے پاس۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ نہیں بلکہ میں جن پر مقرر ہوں ان پر رہوں گا اور تم جن پر مقرر ہوئے تم ان پر رہو گے ابو عبیدہ نرم مزاج نرم خصلت آدمی تھے ان پر دنیا کا ہر معاملہ آسان ہوتا تھا۔ عمرو نے ان سے کہا نہیں بلکہ آپ میری مدد کو آئے ہو۔ ابو عبیدہ نے کہا اے عمرو بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم دونوں میں باہم اختلاف نہیں کرنا لہذا اے عمرو اگر آپ میری بات نہیں مانو گے تو کوئی بات نہیں میں آپ کی بات ضرور مانوں گا۔ عمرو نے ان سے کہا کہ بس میں تمہارے اوپر امیر ہوں اور تم میری مدد کرنے کے لئے آئے ہو انہوں نے کہا کہ آپ پیچھے ہو جاؤ لہذا عمرو بن العاص نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (سیرة ابن ہشام ۳/۲۳۲)

(۳) کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے منذر بن ثعلبہ سے اس نے عبد اللہ بن بریدہ سے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو ایک سریہ میں بھیجا تھا اس میں ابو بکر اور عمر بھی تھے۔ جب وہ لوگ مقام جنگ پر پہنچے تو عمرو بن العاص نے ان سے کہا کہ تم لوگ آگ نہ جلاؤ مگر حضرت عمر ناراض ہو گئے انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ جا کر ان کے پاس بات کریں مگر حضرت ابو بکر صدیق نے منع کیا ان کو۔ اور ان کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو تیرے اوپر امیر ایسے نہیں مقرر کر دیا تھا بلکہ اس لیے کہ ان کو جنگ کے بارے میں علم ہے لہذا حضرت عمر اس ارادے سے باز آ گئے تھے۔

(۴) کہتے ہیں کہ اور ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے ابو معشر سے انہوں نے اپنے مشائخ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا بیشک میں البتہ کسی آدمی کو امیر مقرر کرتا ہوں کسی قوم پر حالانکہ ان میں سے ایسا شخص موجود ہوتا ہے جو اس سے بہتر ہوتا ہے اس لیے کہ وہ بیدار نگاہ ہوتا ہے امور جنگ کو زیادہ بہتر سمجھتا ہوتا ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو سعیدہ بن ابو عمرو نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس محمد بن یعقوب نے ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے علی بن عاصم نے یہ کہ خالد حذاء نے روایت کی ہے ابو عثمان نہدی سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا عمرو بن العاص سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا حبشہ ذی سلاسل میں حالانکہ لوگوں میں ابو بکر اور عمر بھی تھے میں نے دل میں سوچا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر اور عمر پر امیر بنا کر نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ حضور اکرم ﷺ کے نزدیک میرا بھی ایک مقام ہے۔ میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آ کر آپ کے آگے بیٹھ گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے نزدیک سب لوگوں میں سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب کون ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ۔ عائشہ سب سے زیادہ محبوب ہے میں نے عرض کی کہ میں آپ سے آپ کے گھر والوں کے بارے میں نہیں پوچھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر عائشہ کا ابا محبوب ہے میں نے کہا کہ اس کے بعد پھر کون محبوب ہے؟ فرمایا کہ پھر عمر میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کون ہے؟ یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک گروہ کا نام لیا کہتے ہیں میں نے دل میں سوچا کہ اب میں اس بارے میں سوال نہیں کروں گا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابو عبد اللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو حدیث بیان کی واقدی نے ان کو ربیعہ بن عثمان نے یزید بن رومان سے یہ کہ جب ابو عبیدہ عمرو بن العاص کے پاس آئے چنانچہ وہ لوگ پانچ سو کی تعداد میں ہو گئے تھے ایک رات اور ایک دن سفر کرتے رہے یہاں تک کہ بلاد بلخی میں جا پہنچے اور مقام دوحہ میں جب بھی کسی خاص مقام تک پہنچتے ابو عبیدہ کو یہ خبر ملتی کہ اسی مقام میں لشکر تھا انہوں نے جب آپ کے بارے میں آمد کا سنا تو بھاگ گئے یہاں تک کہ وہ بلاد بلقیں عذرہ اور بلخ کے آخر تک پہنچ گئے ان کے آخر میں جا کر ایک جماعت کو جا کر ملے جو کہ بڑی جماعت نہ تھی ان کے ساتھ گھنٹے بھرتے لڑتے رہے دونوں جانب سے تیر بازی کا مقابلہ ہوا۔ اسی دن عامر بن ربیعہ کو تیر لگے جس کے نتیجے میں ان کا بازو ضائع ہو گیا مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں وہ بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے ان کو ان کے اپنے شہروں میں فرار پر مجبور کر دیا۔ اور وہ تتر بتر ہو گئے۔

عمرو بن العاص نے وہ سب کچھ مال و متاع اپنے قبضے میں لیا جو کچھ وہاں موجود تھا۔ کئی دن وہاں مقیم رہے۔ نہ کہیں سے ان کے اکٹھے ہونے کی خبر سنی اور نہ ہی کسی مقام کے بارے میں سنا کہ فلاں جگہ پر ہیں۔ بلکہ وہ ہر طرف گھڑ سواروں کو بھیجتے تھے وہ بکریاں اور مویشی ہانک کر لے آتے تھے۔ جنہیں یہ لوگ ذبح کرتے تھے اس معرکہ میں اس سے زیادہ کوئی مال بھی انہیں ہاتھ نہیں لگا تھا جس کی غنیمتیں تقسیم کی جاتیں مگر صرف وہی جس کا ذکر ہوا ہے۔ (مغازی للواقدی ۷۷/۲)

(۷) اسی اسناد کے ساتھ راوی کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اہل بن سعید نے سعید بن عبد الرحمن بن کر قیش سے اس نے ان کو بکر بن حزم سے وہ کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص جب مجاہدین کے ساتھ واپس لوٹے تھے تو وہ راستے میں انتہائی شدید سردی والی رات میں احتلام والے ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے احباب سے کہا کہ تم لوگ کیا رائے دیتے ہو اس بارے میں۔ مجھے احتلام ہو گیا ہے اگر میں غسل کرتا ہوں تو مرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے پانی منگوایا جس سے استنجا کیا اور وضو کیا۔ پھر تیمم کر لیا اس کے بعد کھڑے ہوئے اور ان لوگوں کو نماز پڑھا دی۔ بس پہلا شخص بطور ڈاک لے جانے والا بھیجا وہ عوف بن مالک تھا۔

عوف کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا سحر کے وقت اس وقت حضور اکرم ﷺ اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں حضور اکرم ﷺ پر سلام کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ عوف بن مالک ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں عوف بن مالک یا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ صاحب الجزور؟ (اُونٹوں والا) میں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ اس کے بعد انہوں نے کچھ نہ کہا اس سے زیادہ۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے خبر دیجئے میں نے حضور اکرم ﷺ کو خبر دی ہم لوگ کے سفر کے بارے میں۔ ابو عبیدہ بن جراح کے مابین جو کچھ پیش آیا تھا اور عمرو بن العاص کے اور پھر ابو عبیدہ کے باہم بات چیت مان لینے کی بات رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ رحم فرمائے عبیدہ بن جراح پر۔

اس کے بعد میں نے حضور اکرم ﷺ کو خبر دی کہ عمرو بن العاص کو احتلام ہو گیا تھا شدید سردی میں وہ حالت جب میں تھے ان کے پاس پانی تو تھا مگر جان کا خوف تھا انہوں نے استنجا کی اور تیمم کر لیا رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ جب عمرو بن العاص رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو حضور اکرم ﷺ نے ان سے ان کی نماز کے بارے میں پوچھا اس نے حضور اکرم ﷺ کو بتایا عمرو بن العاص نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر میں غسل کرتا تو مرتا میں نے ایسی ٹھنڈ کبھی نہیں دیکھی۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اپنے آپ کو قتل نہ کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ مہربان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے (عمرو بن العاص کا قرآن سے استدلال سن کر انکار نہیں فرمایا بلکہ) ہنس پڑے اور ہمیں یہ خبر نہیں پہنچی کہ آپ نے کچھ بھی نہیں کہا ہو۔ (مغازی للواقدی ۷۷/۲-۷۷/۳)

(۸) ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد رودباری نے ان کو خبر دی ابو بکر بن درسہ نے ان کو حدیث بیان کی ابو داؤد نے ان کو ابن شنی نے ان کو حدیث بیان کی وہب بن جریر نے ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا یحییٰ بن ایوب سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں یزید بن ابو حبیب سے



اس نے عمر بن ابوالانس سے اس نے عبدالرحمن بن جبیر سے اس نے عمرو بن العاص سے وہ کہتے ہیں کہ میں سخت سردی والی رات میں احتلام کی وجہ سے جنبی ہو گیا غزوة ذات السلاسل میں میں نے خطرہ محسوس کیا کہ اگر میں نے غسل کیا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا لہذا میں نے تیمم کیا پھر میں نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھادی صبح کی نماز انہوں نے (واپس آکر) یہ بات حضور اکرم ﷺ سے ذکر کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عمرو تم نے اپنی ساتھیوں کو نماز پڑھادی حالانکہ آپ جب والے تھے چنانچہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو اس مانع کی خبر دی جس نے مجھے غسل سے منع کیا تھا اور میں نے کہا میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ سے وہ فرماتا ہے :

لا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیمًا

اپنے نفس کو قتل کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ مہربان ہے۔

نبی کریم ﷺ بس پڑے اور کچھ بھی نہ کہا۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے ان کو خبر دی ابو بکر بن درسہ نے ان کو ابو داؤد نے ان کو محمد بن سلمہ نے ان کو ابن مصعب نے ابن لہیعہ سے اور عمرو بن حارث نے یزید بن ابوجیب سے اس نے عمران بن ابوالانس سے اس نے عبدالرحمن بن جبیر سے اس نے ابو قیس مولیٰ عمرو بن العاص سے یہ کہ عمرو بن العاص ایک سریہ پر مقرر تھے۔ پھر اس نے بھی حدیث ذکر کی ہے اس کی مثل کہا ہے کہ پس انہوں نے اپنی شرم گاہ کو دھویا (یعنی استنجا کیا) اور وضو کیا تھا جیسے کہ وہ نماز کے لیے وضو کرتے تھے پھر ان کو انہوں نے نماز پڑھادی۔

بس راوی نے ذکر کی ہے حدیث مذکور کی مثل مگر اس نے تیمم کا ذکر نہیں کیا ابو داؤد نے کہا کہ یہ قصہ اوزاعی سے بھی مروی ہے اس نے حسان بن عطیہ سے انہوں نے کہا ہے اس میں کہ انہوں نے تیمم کیا تھا۔

باب ۱۵۳

## غزوة ذات السلاسل میں جو اونٹ نحر کئے گئے

عوف بن مالک اشجعی کو اس میں جو کچھ پیش آیا نبی کریم ﷺ کا عوف کو خبر دینا

اس کے علم کے باوجود حالانکہ عوف نے ابھی ان کو خبر نہیں دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے ان کو ابن ابوجیب نے ان کو عوف بن مالک اشجعی نے وہ کہتے ہیں کہ میں اس غزوة میں موجود تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو بھیجا تھا۔ مقام ذات السلاسل کی طرف میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کا ساتھی بنا رہا تھا۔ میرا کچھ لوگوں پر گذر ہوا وہ کئی اونٹ ذبح کر کے بیٹھے ہوئے تھے مگر وہ ان کے عضو لگ اور ٹکڑے بنانے سے تھک گئے تھے میں مشہور تھا اونٹ کا گوشت بنانے میں۔

میں نے ان سے کہا اس میں دسواں حصہ یادس مجھے دے دو تا کہ میں وہ تیار کر کے آپ لوگوں میں تقسیم کر دوں؟ انہوں نے کہا ٹھیک ہے میں نے دو چھریاں لیں اور اسی اپنے مقام میں ٹکڑے کئے اور اس میں سے میں نے ایک حصہ لیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیا ہم نے خود کھایا اور



دوسروں کو بھی کھلایا۔ ابو بکر اور عمر نے کہا تم یہ گوشت کہاں سے لائے ہو اے عوف میں نے ان دونوں کو بتایا انہوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم تم نے اچھا نہیں کیا ہمیں یہ کھلا کر کے اس کے بعد وہ دونوں اٹھے اور قے کرنے لگے اس میں سے جو کچھ ان کے پسلیوں میں تھا۔

لوگ (مجاہدین) جب اس سفر سے واپس لوٹے تو میں پہلا شخص تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے والا میں ان کے پاس پہنچا تو وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ (میں نے زور سے کہا) اسلام علیکم یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انہوں نے پوچھا کہ عوف بن مالک ہو؟ میں نے بتایا جی ہاں عوف ہوں میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان۔ حضور اکرم ﷺ نے وہیں سے فرمایا کہ صاحب الجزور (اونٹوں) والے؟ اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۳۳/۳ - تاریخ ابن کثیر ۲۷۵/۳)

اس کی اسناد میں کمی کی ہے محمد بن اسحاق نے۔

(۲) اور اس کو روایت کیا ہے سعید بن ابویوب نے اور ابن لہیعہ نے یزید بن ابوصیب سے اس نے ربیعہ بن یعقوب سے ان کو خبر دی ہے مالک بن ہدم نے میرا خیال ہے کہ عوف بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے غزوہ بکینا اور ہمارے اوپر عمرو بن العاص امیر تھے ہم لوگوں میں عمر بن خطاب اور ابو عبیدہ بن جراح بھی تھے ہم لوگوں کو شدید بھوک لگی میں چلا گیا میں نے جا کر زندہ رہنے کے لیے کوئی رزق تلاش کیا میں نے کچھ لوگوں کو پالیا جو اونٹ ذبح کرنے کا ارادہ کر رہے تھے میں نے کہا۔

اگر تم لوگ چاہو تو میں یہ کام کر دوں ان کے کرنے کا اور گوشت بنانے کا بھی۔ آپ لوگ مجھے اس میں جس قدر چاہو گوشت دے دینا۔ میں نے کام کیا انہوں نے مجھے اس میں سے کچھ دے دیا میں نے اس کو پکایا پھر میں عمر بن خطاب کے پاس گیا انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ گوشت کہاں سے آیا میں نے ان کو حقیقت بتادی انہوں نے کہا کہ پیچھے سنو اتا ہوں کہ تحقیق تم نے عجلت کی ہے اپنی اجرت اور معاوضہ لینے میں انہوں نے اس کو کھانے سے انکار کر دیا میں نے ان کو جب دیکھا تو میں نے بھی اس کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد میں ابو عبیدہ کے پاس آیا یعنی ابن الحراح کے پاس میں نے اس کو یہ خبر دی اس نے بھی مجھے انہیں کے مثل بات کہی انہوں نے بھی اس کو کھانے سے انکار کر دیا میں نے جب ان کو دیکھا تو میں نے اس کو ترک کر دیا۔ کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے مجھے ٹھنڈا کیا ہماری فتح میں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جب آیا تو آپ نے فرمایا کہ صاحب الجزور ہو اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہا اور حدیث سعید میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے اس سے زیادہ کوئی بات نہ کہی۔

(۳) یہاں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ بن جعفر نے ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے ان کو ابن عثمان نے ان کو عبد اللہ بن مبارک نے ان کو سعید بن ابویوب نے کہا یعقوب نے اور ہمیں حدیث بیان کی عمر بن ربیع نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے یزید بن ابوصیب سے اس نے اسے ذکر کیا ہے مذکورہ روایت کو۔

باب ۱۵۴

## سریہ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

سیف البحر کی جانب اور اس سریہ میں جو مسلمان مجاہدین کو شدید بھوک لگی تو

اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سریہ میں سمندر میں سے رزق دیا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن شیبان رملی نے ان کو سفیان بن عیینہ نے عمرو نے سنا جابر بن عبد اللہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ ادیب نے ان کو خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی ابن ناجیہ نے ان کو محمد بن

صبح جرجرائی نے ان کو سفیان نے عمر سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں ہم لوگوں کو نبی کریم ﷺ نے بھیجا تھا تین سو سواروں کے ساتھ ہمارے امیر ابو عبیدہ بن جراح تھے ہم نے قریش کے قافلے کے لئے کھانا لگایا ہم لوگوں کو شدید بھوک لگی حتیٰ کہ ہم لوگوں نے خبط کھایا یعنی درختوں کے سوکھے پتے کھائے اسی وجہ سے اس کا نام جیش الخبط پڑ گیا تھا۔

کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے تین اونٹ ذبح کئے۔ اس کے بعد پھر تین اونٹ ذبح کئے۔ پھر تین اونٹ ذبح کئے۔ اس کے بعد ابو عبیدہ نے اس کو منع کر دیا کہتے ہیں اس کے بعد سمندر نے ہماری طرف ایک جانور کو پھینک دیا۔ اس کو عنبر کہا جاتا تھا۔ ہم نے اس میں سے نصف مہینے تک کھایا اور اس کی چربی کا تیل حاصل کیا یہاں تک کہ ہمارے جسم اور مضبوط ہو گئے۔

حضرت ابو عبیدہ نے اس کی ایک پسلی اٹھائی پسلیوں میں سے اس کو کھڑا کیا اور ایک سب سے لمبا آدمی لشکر میں سے تلاش کیا ایک سب سے اونچا اونٹ منگوا یا اس آدمی کو اونٹ پر سوار کیا اور اس کو اس پسلی کے نیچے سے گزارا تو وہ گذر گیا۔ یہ الفاظ حدیث جرجرائی کے ہیں۔ رملی نے کہا ہے کہ اس کی روایت میں اونٹوں کو ذبح کرنے کے بارے میں ہے کہ وہ ذبح کرنے والا شخص قیس بن سعد تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن مدینی سے اور مسلم نے روایت کیا ہے عبد الجبار بن علان سے ان دونوں نے روایت کی سفیان سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۳۳۶۱۔ فتح الباری ۸/۷۷۔ مسلم۔ حدیث ۱۸ ص ۱۵۳۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابو احمد عبد اللہ بن محمد بن حسن مہر حانی نے ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن جعفر ضرکی نے ان کو خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم نے ان کو ابن بکیر نے ان کو مالک نے (ح)۔ ان کو خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو عباسی بن فضل نے ان کو اسماعیل بن ابوالیس نے ان کو حدیث بیان کی مالک نے ان کو وہب بن کیسان نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ساحل سمندر کی طرف ایک لشکر بھیجا تھا۔ اور ان کا حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو امیر بنا دیا لوگ تین سو کی تعداد میں تھے حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں بھی ان میں تھا۔ ہم لوگ روانہ ہوئے جب ہم کچھ سفر کر چکے تو ہمارا سامان سفر ختم ہو گیا تھا۔

ابو عبیدہ نے کہا جو امیر تھے لشکر کے کہ سارے لوگ اپنے اپنے زاد سفر لے کر آؤ جو بقیہ ہے چنانچہ وہ سارا جمع کیا گیا تو وہ دو تھیلے بنے کہتے ہیں کہ پھر وہ ہمیں ان میں سے صرف تھوڑا تھوڑا کھجور دیتے تھے روزانہ حتیٰ کہ وہ بھی ختم ہو گئے پھر ہمیں صرف ایک ایک دانہ ملتا تھا راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ ایک دانہ تو کوئی فائدہ نہیں دیتا ہوگا انہوں نے بتایا کہ جب وہ بھی ختم ہو گئی تو ہم نے ایسا وقت بھی دیکھا جب کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر ہم سمندر پر جا پہنچے ہم نے دیکھا ایک مچھلی پڑی ہوئی ہے ایک پہاڑی کی مثل چنانچہ اس لشکر نے پورے اٹھارہ دن تک اس مچھلی میں سے کھایا پھر ابو عبیدہ کے کہنے پر اس کی دو پسلیاں اٹھا کر کھڑی کی گئیں اس کے بعد ایک سواری کے اوپر پالان رکھا گیا اور اس کو پسلیوں کے نیچے سے گزار کر دیکھا تو سوار آرام سے اس کے نیچے سے گذر گیا اور پسلی سے نہیں ٹکرایا۔ (گویا کہ بہت بڑے حجم کی مچھلی تھی) یہ الفاظ ہیں حدیث ابن کثیر کے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن ابی اسیر سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے مالک سے۔

(بخاری۔ کتاب الذبائح۔ مسلم۔ کتاب الصيد والذبائح۔ حدیث ۱۲ ص ۱۵۳۷)

(۳) ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عدان نے ان کو خبر دی ہے احمد بن عبید نے ان کو اسماعیل قاضی نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو محمد بن صالح نے بن ہانی نے ان کو محمد بن عمرو حشری نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یونس نے ان کو حدیث بیان کی زہیر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ نے ان کو خبر دی ہے ابو بکر بن اسحاق نے ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے ان کو خبر دی ابو خیثمہ نے وہ زہیر بن معاویہ ہیں ابو بکر سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا اور ہمارے اوپر ابو عبیدہ بن جراح کو امیر مقرر کر دیا تھا۔ ہم لوگ قریش کے ایک قافلے کو ٹکرا نا چاہتے تھے۔ اور ہمیں سامان کے طور پر ایک تھیلہ کھجور کا دیا تھا۔ اس کے علاوہ حضور کو اور میسر نہیں تھا اس کے سوا۔ چنانچہ حضرت ابو عبیدہ ہم لوگوں کو ایک دانہ کھجور دیتے تھے۔



راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تم لوگ ایک دانے کا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ چھوٹے بچے کی طرح ہم اس کو چوستے تھے۔ اس کے بعد اس کے اوپر پانی پی لیتے تھے بس پھر وہ ہمیں دن بھر کافی رہتا تھا شام تک۔ اور کچھ لوگ درختوں کے سوکے پتے جھاڑتے تھے ان کو ہم لوگ پانی میں تر کر کے کھا لیتے تھے۔ ہم لوگ ساحل سمندر کی طرف پلٹے تو ہمارے لیے ساحل پر ایک چیز رکھ دی گئی ایک بڑے ٹیلے کی مثل ہم اس کے پاس آئے تو وہ ایک جانور تھا جس کو عنبر کہا جاتا تھا ابو عبیدہ نے مینۃ کے الفاظ بھی اضافہ کئے ہیں کہ (مری ہوئی تھی) پھر کہا کہ نہیں بلکہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے نمائندے ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں ہیں۔

اور تحقیق تم لوگ مجبور ہو چکے ہو (اضطراری) کی حالت میں ہو کہ کھانے کے لئے کچھ بھی تو نہیں ہے) کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس پر پورا مہینہ بھر رہے اور ہم لوگ تین سو کی تعداد میں تھے حتیٰ کہ ہم لوگ خوب موٹے ہو گئے تھے۔ ہم لوگ اس کی آنکھ کے خول سے چلو بھر بھر کر تیل اور چربی نکال لیتے تھے۔ اور ہم اس کا گوشت اس طرح کاٹتے تھے جیسے تیل کا گوشت کاٹتے ہیں البتہ تحقیق ابو عبیدہ نے ہم لوگوں میں سے تیرہ آدمی لئے اور ان کو اس کی آنکھ میں بیٹھا دیا تھا۔ اور اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لی اور اسے کھڑا کیا پھر ان میں سے ایک بڑا اونٹ پلان رکھ کر گزارا تو وہ اس پسلی کے نیچے سے گذر گیا ہم لوگوں نے اس کے گوشت میں سے سفر کے لیے گوشت ساتھ لیا ابالا ہوا گوشت۔ ہم جب مدینے میں آئے تو ہم فوراً رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے ہم نے یہ بات حضور اکرم ﷺ سے ذکر کی آپ نے فرمایا کہ یہ رزق تھا اللہ نے تم لوگوں کے لئے نکالا تھا کیا اب تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کوئی شئی ہے ہمیں کھلانے کے لئے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس میں سے رسول اللہ ﷺ کے بھیجا تھا اور آپ نے کھایا تھا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابن عبدان کے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے اور احمد بن یونس سے۔

(حاشیہ) : اہل مغازی کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ سر یہ ابو عبیدہ بن جراح <sup>۸</sup> ہجری میں ہوا تھا۔ جب کہ زاد العاد والے امام ابن قہم نے کیا ہے یہ درست نہیں ہے کیونکہ بخاری مسلم میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کو قریش کے ایک قافلے کی گھات لگانے کے لئے بھیجا تھا۔ اس حدیث کا ظاہر بتاتا ہے کہ یہ واقعہ حدیبیہ کی صلح سے قبل تھا۔ کیونکہ جب سے حضور اکرم ﷺ نے قریش سے صلح کی تھی آپ اس کے بعد سے ان کی گھات میں نہیں بھیج سکتے تھے۔ کیونکہ یہ معاہدے کی خلاف ورزی ہوتی اس لئے کہ یہ امن اور صلح کا زمانہ صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تھا۔

باب ۱۵۵

## رسول اللہ ﷺ کا نجاشی کی موت کی خبر دینا

اسی دن جس دن وہ انتقال کر گئے تھے ارض حبشہ میں یہ واقعہ فتح مکہ سے قبل ہوا تھا  
حضور اکرم ﷺ کا نجاشی شاہ حبشہ کا جنازہ پڑھانا جنازے کی چار تکبیرات کا سنت ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر بن حسن قاضی نے اور ابو سعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو خبر دی ربیع بن سلیمان نے ان کو خبر دی شافعی نے ان کو خبر دی مالک نے اور ان کو خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے ان کو خبر دی عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ رازی نے ان کو موسیٰ بن اعمین نے ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مالک کے سامنے قرأت کیا



اس روایت کی۔ انہوں نے ابن شہاب سے اس نے سعید بن مسیب سے اس نے ابو ہریرہ سے روایت کی یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نجاشی کی موت کی خبر دی تھی اسی دن جس دن وہ فوت ہو گئے تھے اور حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کے ساتھ عید گاہ کی طرف نکلے تھے اور ان کی صفیں بنوائی تھیں اور انھیں چار تکبیر نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح حدیث مالک سے۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز۔ مسلم کتاب الجنائز۔ حدیث ۶۲۔ مؤطا امام مالک۔ کتاب الجنائز ۱۳ ص ۲۲۶-۲۲۷)

### حضور اکرم کا نجاشی کو مسلمانوں کا بھائی قرار دینا

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو خبر دی عبید بن شریک نے ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو لیث نے عقیل سے اس نے ابن شہاب سے اس نے سعید سے اور ابو سلمہ سے اس نے ابو ہریرہ سے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو نجاشی صاحب جیشہ کی موت کی خبر دی تھی اس دن جس دن ان کا انتقال ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو۔ (استغفرو الا حیکم)

### نجاشی نیک صالح انسان تھے

(۳) ابن شہاب کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن مسیب نے یہ کہ ابو ہریرہ نے ان کو حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی (صحابہ) کی صف بندھوائی تھی عید گاہ میں اور چار تکبیریں کہی تھیں

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے لیث سے۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز۔ مسلم۔ کتاب الجنائز)

(۴) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقہ نے ان کو ابو حامد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ نے ان کو سفیان نے ابن جریج سے اس نے عطا سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ آج ایک نیک صالح آدمی فوت ہو گیا ہے لہذا اصحہ (شاہ جیشہ) پر نماز جنازہ پڑھ لو۔

حدیث جابر کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو جریج سے اس نے سفیان سے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے دوسرے طریق سے ابو جریج سے۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز۔ مسلم۔ الجنائز۔ باب التکبیر علی الجنائز)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر قاضی نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے ان کو یزید بن زمان نے عروہ سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ سے وہ فرماتی ہیں کہ نجاشی کی قبر پر ہمیشہ نور (روشنی) دیکھی جاتی تھی۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمی نے اور ابو منصور قاضی نے ان کو محمد بن ابراہیم بونجی نے ان کو مسدد نے ان کو مسلم بن خالد زنجی (زنگی) نے وہ مسلم بن خالد بن سعید بن قرفہ ہیں زنگی نام ان کے سرخ رنگ کی وجہ سے ہے یہ وہی ہستی تھے جو مکہ میں مفتی کے فرائض انجام دیا کرتے تھے ابن جریج کے بعد۔ ابن جریج سے وہ موسیٰ بن عقبہ سے وہ اپنی ماں سے وہ ام کلثوم سے کہ جب نبی کریم ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو فرمایا تھا کہ میں نے نجاشی کے پاس ہدیہ بھیجا تھا کئی اوقیہ کستوری اور پوشاک میں دیکھتا ہوں کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں وہ ہدیہ عنقریب مجھے واپس لوٹا دیا جائے گا اگر وہ مجھ پر لوٹا دیا گیا تو میں اس کو تم لوگوں (ازواج مطہرات میں) تقسیم کر دوں گا ماہوں کہا تھا کہ وہ تم لوگوں کے لئے ہوگا۔

کہتے ہیں کہ معاملہ ویسا ہی ہوا تھا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا واقعی نجاشی مرچکا تھا۔ اور وہ ہدیہ بھی حضور اکرم ﷺ کے پاس واپس بھیج دیا گیا تھا۔ ہدیہ جب واپس آ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام عورتوں کو اس میں سے ایک ایک اوقیہ کستوری دے دی تھی اس میں سے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پوشاک دی تھی اور بقیہ کستوری دی۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ قول کہ ابتدا میں دیکھتا ہوں کہ نجاشی کا انتقال ہو گیا ہے آپ یہ مراد لے رہے تھے واللہ اعلم کہ ان کے پاس ہدایت پہنچنے سے قبل۔

یہ قول نبی کریم ﷺ سے (غالباً) صادر ہوا تھا نجاشی کی موت سے قبل۔ پھر جب وہ واقعتاً وفات پا گئے تو حضور اکرم ﷺ نے اس کی موت کی خبر اسی دن دی تھی جس دن وہ فوت ہوئے تھے اور آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

کتاب مستیطاب دلائل النبوة و معرفت احوال صاحب الشریعہ جلد پہارم کا ترجمہ اختتام پذیر ہوتا ہے۔ (و معرفت احوال الشریعہ) محض اللہ کے فضل و کرم و محض اس کی عنایت کے ساتھ۔ اس کے بعد پانچویں جلد کا ترجمہ شروع ہوتا ہے۔ جس کا آغاز فتح مکہ سے شروع ہوگا اللہ تعالیٰ اس بلد کی حفاظت فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

بروز ہفتہ ۴ / جماد الاول ۱۴۲۹ھ بمطابق ۱۰ / مئی ۲۰۰۸ء

بوقت بارہ بجکر تیس منٹ

جاروی بندہ عاجز محمد اسماعیل

(بدست دعا ہے کہ اے میرے مہربان رب! میری اس کاوش کو میری نجات آخرت کا ذریعہ بنا اور تمام مسلمانان عالم کی ہدایت کا ذریعہ بنا)

تمت

## دلائل النبوة - جلد پنجم

ابواب فتح مکہ - اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے

باب ۱۵۶

بسم الله الرحمن الرحيم

### قریش کا عہد شکنی کرنا

اس معاہدے کی جس کا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں معاہدہ کیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن حربی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے ابن اسحاق سے، ان کو حدیث بیان کی زہری نے عروہ بن زبیر سے، اس نے مروان بن حکم سے اور مسور بن مخرمہ سے، ان دونوں نے اکٹھے ان کو بیان کیا ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ یوم حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے اور قریش کے مابین جو صلح ہوئی تھی اس میں یہ بات طے ہوئی تھی کہ جو شخص چاہے وہ محمد ﷺ کے عقد و عہد میں داخل ہوگا اور جو شخص چاہے وہ قریش کے عقد و عہد میں داخل ہو جائے۔ لہذا بنو خزاعہ کو دکر کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم لوگ محمد ﷺ کے عقد و عہد میں داخل ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف بنو بکر کو دکر کہنے لگے کہ ہم قریش کے عقد و عہد میں داخل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی صلح پر وہ لوگ سترہ اٹھارہ مہینے قائم رہے۔ اس کے بعد بنو بکر جو قریش کے عقد و عہد میں داخل ہوئے تھے وہ بنو خزاعہ والوں کے خلاف کود پڑے (یعنی ان پر حملہ کر دیا)۔ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے عقد میں داخل ہوئے تھے رات کے وقت ان کے پانی گھاٹ پر جس کو تیر کہا جاتا تھا یہ مکے کے قریب تھا، قریش کہنے لگے کہ ہماری اس کارروائی کو محمد ﷺ بھی نہیں جانیں گے (کیونکہ وہ تو مدینے میں بیٹھے ہیں) نیز یہ رات کا وقت ہے ہمیں کوئی بھی نہیں دیکھے گا۔ چنانچہ اس کارروائی میں انہوں نے ان کے خلاف ہتھیار اور دیگر اشیاء کے ذریعہ بنو بکر کی مدد کی۔ انہوں نے ان سے قتال کیا اور رسول اللہ ﷺ پر طعن کیا۔ اس دوران عمرو بن سالم سواری پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے جس وقت بنو خزاعہ اور بنو بکر میں مقام و تیر پر معاملہ خراب ہوا تھا۔ اس نے مدینے پہنچ کر حضور ﷺ کو اس بات کی اطلاع دی اور یہ اشعار بھی کہے یعنی حضور ﷺ کو اس نے یہ شعر سنائے۔

اللهم انى ناشد محمداً	حلف ابينا وأبيہ الاتلدا
كنا والدا و كنت ولدا	ثم اسلمنا ولم ننزع يدا
فانصر رسول الله نصرًا أعندا	وادع عباد الله ياتوا مددا
فيهم رسول الله قد تجردا	ان سيم خسفا وجهه تربدا

۱۔ دیکھئے : طبقات ابن سعد ۲/۱۳۳۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۔ مغازی للواقدی ۲/۸۰۔ انساب الاشراف ۱/۱۷۰۔ شرح نووی ۱۲/۱۲۶۔ تاریخ طبری ۳/۳۲۔ ابن حزم ۲۲۳۔ عیون الاثر ۲/۲۱۲۔ البدایہ والنہایہ ۳/۲۷۸۔ نہایۃ الادب ۱/۲۸۷۔ شرح المواہب ۲/۲۸۸۔ سیرۃ حلبیہ ۳/۸۱۔ سیرۃ الشامیہ ۵/۳۰۴۔



فی فیلق کالبحر یجرى مزبدا  
ان قریشا اخلفوک الموعدا  
ونقضوا میثاقک المؤکدا  
وزعموا ان لست ارجو احدا  
فہم اذل و اقل عددا  
قد جعلوا لی بکداء مرصدا  
ہم بیتونا بالوتیر ہجدا  
فقتلوننا رکعا و سجدا

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۳)

اے اللہ! گواہ رہنا بے شک میں محمد ﷺ سے اپنے باپ دادا کے قدیم عہد و پیمان کو پورا کرنے کا مطالبہ اور درخواست کرتا ہوں کہ ہم لوگ باپ کی جگہ تھے اور آپ اولاد کی جگہ تھے، پھر بھی ہم نے آپ کی بات مان لی اور مسلمان ہو گئے۔ ہم نے اسلام سے اور آپ کی اطاعت سے ہاتھ نہیں کھینچا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی نصرت کروں گا ہر وقت اور اللہ کے بندوں کو پکاروں گا کہ وہ مدد کے لئے آجائیں ان میں اللہ کا رسول موجود ہے جو تم کو انبیاء سے باہر کئے ہوئے جہاد کے لئے تیار کھڑا ہے۔ ان کو کمزور دکھا کر سکون مانگا جائے تو غصے سے ان کا چہرہ بدل جاتا ہے۔ اے اللہ کے رسول آپ لشکر کثیر جو سمندر کی مثل رواں دواں ہوتا ہے میں سربراہ اور نمایاں نظر آتے ہیں۔ بے شک قریش نے آپ کے ساتھ عہد شکنی اور وعدہ خلافی کی ہے اور آپ کے ساتھ کئے ہوئے معاہدے کو انہوں نے توڑ دیا ہے انہوں نے یہ گمان کیا ہے کہ مجھے کسی ایک کے مدد کو آنے کی توقع نہیں ہے، حالانکہ وہ سب سے زیادہ ذلیل و کمزور ہیں اور تعداد کے اعتبار سے سب سے کم ہیں۔ انہوں نے مجھے مقام کداء پر مقابلہ کے لئے انتظار کرنے کا وعدہ دیا ہے، انہوں نے مقام پر بیٹھ کر نیم خواب و نیم بے ہوشی کی حالت میں شب خون مارا ہے اور انہوں نے ہمیں اس وقت قتل کیا ہے جس وقت ہم حالت رکوع میں اور حالت سجدے میں تھے۔

## عمر و بن سالم کو رسول اللہ ﷺ کا جواب

رسول اللہ ﷺ نے اس کے اشعار سن کر فرمایا :

نُصِرْتُ يَا عَمْرُو بْنَ سَالِمٍ

تو مدد کیا گیا ہے اے عمرو بن سالم (یعنی تیری مدد بھیجنے کے لئے تیار ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ بھی جگہ سے ہٹے نہیں تھے کہ آسمان پر ایک بادل گزرا، اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک یہ بادل زور زور سے آواز لگا رہا ہے بنو کعب کی مدد و نصرت کے لئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو جہاد کی تیاری کا حکم دیا، مگر آپ نے روانگی کا وقت ان سے چھپائے رکھا اور اللہ سے دعا کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ قریش کو بھی اس بات کی خبر نہ ہونے دے، یہاں تک کہ ان کو ان کے شہروں میں اچانک جا پکڑیں۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۸-۹)

ابو عبد اللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ابن اسحاق سے حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن ابوسلمہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گویا کہ تم ابوسفیان سے ملاقات کر رہے ہو کہ وہ تمہارے پاس آیا ہے اور وہ عقد و عہد کو پکا کر رہا ہے اور معاہدے کی مدت میں توسیع کروا رہا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس کے بعد بدیل بن ورقاء، بنو خزاعہ کے ایک گروہ میں روانہ ہوئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو ان لوگوں کی خبر دی جو ان میں سے مارے گئے تھے اور یہ بھی خبر دی کہ بنو کعب نے ان کے خلاف معاونت کی ہے۔ اس کے بعد یہ لوگ واپس لوٹ آئے، حتیٰ کہ ابوسفیان سے آکر عسفان میں ان کی ملاقات ہوئی۔ ابوسفیان کو قریش نے حضور ﷺ کے پاس بھیجا تھا کہ معاہدہ دوبارہ پکا کروائے حضور ﷺ سے اور وہ معاہدے کی مدت بھی بڑھا دیں اس لئے کہ وہ لوگ ڈر رہے تھے اپنی حرکت پر جو انہوں نے کی تھی (یعنی جو انہوں نے عہد شکنی کی تھی)۔ ابوسفیان بدیل سے ملا تو اس نے پوچھا کہ بدیل تم کہاں سے آرہے ہو؟ اس کو

شک ہو گیا کہ شاید رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آرہا ہے۔ مگر بدیل نے صحیح بات نہ بتائی بلکہ کہا کہ میں یہیں بنو خزاعہ میں گیا تھا اسی ساحلی پٹی پر اسی وادی کے پیٹ میں تھا۔ چنانچہ ابوسفیان نے بدیل کے اونٹ و سواری کے بیٹھنے کی جگہ کی طرف رجوع کیا اور اس نے اس جگہ سے کچھ آثار دیکھے، وہاں پر کچھ کھجور کی گٹھلیاں اس نے دیکھیں اور کہنے لگا میں اللہ کی قسم کھا ہوں کہ بدیل محمد ﷺ کے پاس گیا تھا۔

اس کے بعد ابوسفیان روانہ ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے میں پہنچ گیا۔ سب سے پہلے وہ اپنی بیٹی ام حبیبہ کے پاس داخل ہوا۔ جب ابوسفیان رسول اللہ کے بستر پر بیٹھنے لگا تو ام المؤمنین ام حبیبہ نے اپنے باپ ابوسفیان کو جو کہ تاحال مسلمان نہیں ہوئے تھے رسول اللہ کے بستر پر نہ بیٹھنے دیا اور بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ بیٹی تم نے اس بستر پر مجھے کیوں نہ بیٹھنے دیا مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کیا بستر کو میرے لئے اچھا نہ سمجھا یا مجھے اس بستر کے لائق نہیں سمجھا۔ وہ بولی، دراصل یہ بستر رسول اللہ ﷺ کا ہے اور آپ مشرک ہیں اور نجس ہیں۔ میں یہ پسند نہیں کرتی کہ آپ ان کے بستر پر بیٹھیں۔ وہ کہنے لگے، اے بیٹی اللہ کی قسم مجھ سے جدا ہونے کے بعد تمہیں کچھ ہو گیا ہے۔

اس کے بعد ابوسفیان باہر نکل گئے اور رسول اللہ ﷺ سے جا کر ملے کہ ان سے کلام کرے مگر انہوں نے کوئی بات ہی نہ کی۔ اس کے بعد وہ ابو بکر صدیق کے پاس گیا کہ وہ اس کے لئے رسول اللہ ﷺ سے بات کریں مگر انہوں نے بھی ان کے لئے بات کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد وہ عمر بن خطاب کے پاس گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بات کرے، انہوں نے کہا کہ میں تم لوگوں کے لئے سفارش کروں رسول اللہ کے سامنے؟ میں تو اگر کچھ بھی نہ پاؤں تمہارے لئے سوائے ایک چاول کے میں اس پر بھی تمہارے ساتھ جہاد کروں گا۔ اس کے بعد وہ علی بن ابوطالب کے پاس گیا ان کے پاس سیدہ فاطمہ بنت رسول بھی موجود تھی اور حضرت حسن چھوٹے بچے تھے جو ان کے سامنے چل پھر رہے تھے۔ ابوسفیان بولے، اے علی! تو سب لوگوں کی بنسبت رشتے کے اعتبار سے زیادہ اہم ہے اور سب سے زیادہ میرا قرابت دار ہے میں ایک ضروری حاجت کے لئے آیا ہوں تمہارے پاس۔ میں خالی اور ناکام واپس نہ جاؤں، جیسے آیا تھا تم میرے لئے رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرو۔

انہوں نے کہا، افسوس ہے اے ابوسفیان! اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ اس امر پر پختہ عزم کر چکے ہیں۔ ہم لوگ ان سے اس پر بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ سیدہ فاطمہ کی طرف وہ متوجہ ہوا اور کہنے لگا، اے بنت محمد! کیا آپ اپنے اس چھوٹے بیٹے سے کہیں گی؟ آپ اس کو حکم دیں یہ لوگوں کے سامنے میری فریاد لے جائے۔ لہذا یہ ہمیشہ کے لئے عرب کا سردار بن جائے گا۔ سیدہ فاطمہ نے کہا کہ میرا بیٹا چھوٹا ہے وہ اس عمر تک نہیں پہنچا کہ لوگوں کے سامنے فریاد رس بنے یا پناہ دے، دوسرے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے پر کون پناہ دے یا فریاد سنے۔

ابوسفیان بولے اے ابوالحسن! میں دیکھ رہا ہوں کہ کئی معاملات مجھ پر انتہائی سنگین نوعیت اختیار کر چکے ہیں آپ میرے ساتھ ہمدردی کریں میری خیر خواہی کریں۔ حضرت علی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کوئی طریقہ ایسا ہے جو تمہیں فائدہ دے سکے۔ مگر تو بنو کنانہ کا اس وقت سردار ہے آپ لوگوں کے سامنے خود فریاد کریں اور پناہ حاصل کریں۔ اس کے بعد آپ واپس اپنی سرزمین پر چلے جائیں۔

ابوسفیان نے کہا کہ کیا آپ دیکھتے ہیں کہ یہ تدبیر مجھے کوئی فائدہ دے گی۔ علی نے فرمایا کہ نہیں، میں نہیں سمجھتا کہ اس سے آپ کو کوئی فائدہ ہوگا لیکن اس کے علاوہ میرے سامنے تیرے لئے اور کوئی راستہ بھی تو نہیں ہے۔ چنانچہ ابوسفیان اٹھے اور مسجد میں جا کر کہا کہ اے لوگو! میں سب لوگوں کے سامنے فریاد کرتا ہوں اور پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر واپس چلا گیا۔

جب وہ واپس پہنچا قریش کے پاس تو انہوں نے پوچھا کہ کیا کر کے آئے ہو پیچھے، کیا حالت چھوڑ کر آئے ہو۔ اس نے بتایا کہ میں محمد ﷺ کے پاس گیا میں نے اس سے بات کی مگر اللہ کی قسم اس نے تو مجھے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد میں ابن ابوقحافہ (ابوبکر) کے

پاس گیا اللہ کی قسم میں نے اس میں کوئی چیز بھلائی کی نہیں پائی۔ اس کے بعد میں عمر کے پاس گیا اس کو تو میں نے سب سے بڑا دشمن پایا ہے۔ پھر میں علی کے پاس گیا میں نے اس کو ان سب لوگوں میں سے زیادہ نرم پایا۔ اس نے ہی مجھے ایک چیز کا مشورہ دیا ہے جو میں نے کی ہے۔ اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ وہ شی مجھے کوئی فائدہ دے گی یا نہیں؟ قریش نے پوچھا کہ علی نے تمہیں کس چیز کا مشورہ دیا تھا؟ اس نے بتایا میں خود کو لوگوں کے سامنے پناہ کے لئے اور مہلت کے لئے پیش کر دوں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا ہے۔

قریش نے پوچھا کہ کیا محمد ﷺ نے اس بات کی اجازت دی تھی یا اس کو مانا تھا؟ ابوسفیان نے بتایا کہ نہیں اس نے تو کچھ نہیں کیا۔ قریش نے کہ تیرا ابرو، افسوس ہے کہ علی نے بھی تیرے ساتھ سوائے اس کے کھیل اور مذاق ہی کیا ہے۔ ہمیں یہ بات کوئی فائدہ نہیں دے گی جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں ہم لوگوں سے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس اس کے سوا اور راستہ بھی تو کوئی نہیں تھا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۰/۳-۱۱-الہدایۃ والنہایۃ ۲۸۰/۳)

ابوسفیان کا پناہ طلب کرنا ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن احمد بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابو اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے فتح مکہ کے بارے میں، وہ کہتے ہیں کہ پھر بنی نفاشہ نے جو بنو ذکوان میں سے تھے انہوں نے لوٹ اور غارت ڈالی تھی بنو کعب کے خلاف، حالانکہ وہ سب اس مدت میں تھے جو رسول اللہ ﷺ کے اور قریش کے مابین طے تھی بنو کعب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح میں تھے اور بنو نفاشہ قریش کی صلح میں۔ لہذا ابو بکر نے نفاشہ کی مدد کی اور قریش نے بھی ان کی مدد کی ہتھیاروں سے بھی اور غلاموں سے بھی۔ جبکہ مدینہ ان سے علیحدہ رہے انہوں نے اس عہد کی پاسداری کی جس پر انہوں نے رسول اللہ کے ساتھ عہد کیا تھا اور بنو ذکوان میں دو آدمی ایسے تھے جو ان کے سردار تھے ایک سلم بن اسود دوسرا کلثوم بن اسود۔ اور ذکر کرتے ہیں کہ بے شک ان لوگوں میں سے جنہوں نے ان کی اعانت کی تھی صفوان بن امیہ اور شیبہ بن عثمان اور سہیل بن عمرو تھے۔ چنانچہ بنو ذکوان نے غارت ڈالی تھی بنو عمرو پر۔

کہتے ہیں کہ مگر ان میں زیادہ تر عورتیں اور بچے اور ضعیف مرد تھے۔ انہوں نے ان کو مجبور کیا اور ان سے لڑائی کی اور ان کو لاکر مکہ میں بدیل بن ورقاء کی حویلی میں بند کر دیا۔ چنانچہ بنو کعب میں سے ایک قافلہ نکل کھڑا ہوا۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے، ان سے جا کر انہوں نے وہ ساری پریشانی بتائی جو ان کو پہنچی تھی اور اس بارے میں قریش کی طرف سے جو ان پر زیادتیاں ہوئی تھیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا تھا رسول اللہ نے ان کے لئے جو حکمت عملی وضع کی تھی وہ ایک جملہ میں تھی :

ارْجِعُوا فَتَفَرُّ قُوا فِي الْبُلْدَانِ

یہاں سے واپس چلے جاؤ اور شہروں میں الگ الگ ہو کر پھیل جاؤ۔

ادھر ابوسفیان مکہ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہو گیا وہ دراصل خوف زدہ تھا اس تمام صورت حال سے جو بن چکی تھی۔ اس نے مدینے میں جا کر کہا، اے محمد ﷺ! عقد و عہد پکا کر دیجئے اور ہمارے لئے مدت معاہدہ میں توسیع کر دیجئے۔ رسول اللہ نے فرمایا اس کام کے لئے تو میں پہل کر چکا ہوں (یعنی معاہدہ تو پہلے ہو چکا ہے)۔ کیا تم سے کوئی خلاف ورزی ہوئی ہے یا کوئی نئی بات کرنا چاہتے ہو۔ ابوسفیان نے کہا، اللہ کی پناہ ہم لوگ قریش تو اپنے عہد پر اور اپنی صلح پر قائم ہیں جو حدیبیہ میں ہوا تھا۔ ہم اس میں کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں کریں گے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکلا اور ابو بکر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ عقد کی تجدید کر دیں اور مدت میں توسیع کر دیں۔ ابو بکر نے فرمایا میرا اختیار رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ کی قسم اگر میں نے دیکھا کہ چاول کا دانہ تم سے قتال کر رہا ہے تو میں تمہارے خلاف اس کی مدد کروں گا۔ اس کے بعد وہ وہاں سے نکل کر عمر کے پاس گیا اور اس نے ان سے بات کی۔ حضرت عمر نے کہا کہ ہمارا جو حلف اور جید دوستانہ قائم ہوا تھا اللہ نے اس کو پرانا کر دیا ہے اور اس میں جو پاسداری و مضبوطی تھی اللہ نے اس کو کاٹ دیا ہے۔ لہذا اب جو تعلق کٹ چکا ہے اس کو اللہ دوبارہ نہ جوڑے،



بحال نہ کرے (ان کی مراد اسی معاہدے سے تھی جس میں مشرکین عہد شکنی کر بیٹھے تھے اور خود پریشان تھے)۔ ابوسفیان نے اس کا جواب سن کر کہا کہ میں صاحب قرابت سے بدترین جزا دیا گیا ہوں۔

اس کے بعد وہ حضرت عثمان کے پاس گئے ان سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ میری پناہ رسول اللہ کی پناہ میں ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان اشرف قریش اور انصار کے ساتھ بات کرنے کے درپے ہوا۔ ان سے بات کی تو سب نے یہی کہا کہ ہمارا عقد و عہد رسول اللہ ﷺ کے عقد و عہد میں ہے۔ جب وہ مایوس ہو گیا ان سب کے جواب سے تو پھر وہ سیدہ فاطمہ بنت رسول کے پاس گیا اور حضرت علی کے پاس ان دونوں سے اس نے بات کی۔

سیدہ فاطمہ نے فرمایا میں ایک عورت ذات ہوں یہ معاملہ تو اللہ کے رسول کے حوالے ہے (یعنی اس کا اختیار تو صرف انہیں کو ہے)۔ کہنے لگا کہ آپ اپنے دو بیٹوں میں سے (حسن و حسین) ایک سے کہیں کہ وہ مجھے پناہ دے دیں۔ سیدہ فاطمہ نے کہا کہ وہ دونوں چھوٹے ہیں اتنے چھوٹے بچے پناہ نہیں دے سکتے۔ کہنے لگے کہ تم میرے بارے میں علی سے بات کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ کام آپ خود کریں۔ اس نے ان سے بات کی تو انہوں نے کہا، اے ابوسفیان! اصحاب رسول میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے کسی کو پناہ دینے کی جرأت کر سکے۔ آپ تو خود قریش کے سردار ہیں اور بڑے ہیں اور قریش کے محفوظ ترین آدمی ہیں آپ اپنے محل نظر قبیلے سے وہ حفاظت حاصل کریں۔ ابوسفیان بولا تم نے سچ کہا میں واقعی ایسا ہوں۔ لہذا وہ باہر نکل گیا اور چیخ مار کر کہنے لگا، خبردار میں نے لوگوں کے سامنے حفاظت اور پناہ پیش کر دی ہے۔ اللہ کی قسم میں گمان بھی نہیں کرتا کہ کوئی میرے ساتھ اس میں خیانت کرے گا۔

اس کے بعد نبی کریم کے پاس گیا اور کہنے لگا، اے محمد (ﷺ)! میں نے لوگوں کے سامنے پناہ اور حفاظت رکھ دی ہے۔ اللہ کی قسم میں گمان نہیں کرتا کہ کوئی میرے ساتھ وعدہ خلافی کرے گا اور نہ ہی میری پناہ کو رد کرے گا۔ آپ نے فرمایا تم ہی یہ کہہ سکتے ہو اے ابوحنظلہ۔ اس بات پر ابوسفیان واپس مکہ روانہ ہو گیا۔

اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ (واللہ اعلم) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ابوسفیان واپس لوٹا :

اللهم خذ علي اسماءهم و ابصارهم - فلا يرونا الا بغتة ولا يسمعون بنا الا فجاءة

اے اللہ! آپ ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں کو اپنے قابو میں لے لے۔ یہ لوگ ہم لوگوں کو نہ دیکھ سکیں مگر اچانک اور ہم لوگوں کے بارے میں نہ سنیں مگر بالکل اچانک۔

ابوسفیان مکہ پہنچا تو قریش نے اس سے پوچھا پیچھے کیا کر آئے ہو؟ کیا آپ محمد ﷺ سے کوئی تحریر یا اس کا کوئی عہد لے آئے ہو؟ اس نے بتایا کہ نہیں اللہ کی قسم انہوں نے میرے سامنے انکار کر دیا ہے۔ میں نے اس کے اصحاب میں کوشش کی تو میں نے ایسی کوئی قوم نہیں دیکھی کسی بادشاہ کی جو محمد کے اصحاب سے اس کے لئے زیادہ اطاعت کرنے والے ہوں۔ علاوہ علی بن ابوطالب کے جنہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ آپ لوگوں کی پناہ اور حفاظت کیوں ڈھونڈتے ہیں محمد ﷺ کے خلاف، آپ ان کے خلاف کسی کی پناہ نہ تلاش کریں نہ آپ ان پر نہ اپنی قوم پر پناہ تلاش کریں۔ آپ قریش کے سردار ہیں بڑے ہیں اور اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کی ذمہ داری میں خیانت نہ کی جائے تو میں جوار و حفاظت کے ساتھ اٹھ آیا پھر میں محمد کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا ہے کہ میں نے لوگوں کے مابین پناہ اور تحفظ کی بات رکھ دی ہے میں نہیں سمجھتا کہ تم لوگ میری مخالفت کرو گے۔ انہوں نے کہا کہ تم ہی یہ بات کہہ سکتے ہو اے ابوحنظلہ؟

قریش نے ان کو جواب دیتے ہوئے کہا، آپ بغیر رضاء کے راضی ہو گئے اور ہمارے پاس لوٹ آئے ہو ایسی بات کے ساتھ جو نہ ہمیں فائدہ دے گی نہ ہی آپ کو کوئی فائدہ دے گی سوائے اس کے کچھ نہیں کیا علی نے تمہارے ساتھ کھیل اور مذاق کیا ہے۔ اللہ کی قسم تیری پناہ

و جو ارکا فائدہ نہیں ہے اور تیری مخالفت کرنا ان کے لئے آسان ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان اپنی بیوی کے پاس گیا، اس کو جا کر ساری بات بتادی۔ وہ بولی قوم کے نمائندے کو اللہ فتح دے آپ کسی خیر کے ساتھ نہیں لوٹے۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے آسمان پر بادل دیکھا تو فرمایا بے شک یہ بادل برسے گا بنی کعب کی امداد کے ساتھ۔ ابوسفیان کے چلے جانے کے بعد کچھ عرصہ حضور ٹھہرے رہے اس کے بعد سفر کی تیاری شروع کر دی اور سیدہ عائشہ سے کہا کہ تم تیاری کرتی رہو اور اس بات کو مخفی رکھو۔ اس کے بعد آپ مسجد گئے یا بعض حاجات کے لئے گئے۔

ادھر ابو بکر عائشہ کے پاس آئے آپ نے دیکھا کہ ان کے پاس گندم صاف ہو رہی ہے ابو بکر نے ان سے فرمایا، اے بیٹی! آپ کیوں یہ غلہ صاف کر رہی ہیں وہ خاموش ہو گئیں۔ وہ کہنے لگے کیا رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ پر جانے کا ارادہ کر رہے ہیں؟ مگر وہ پھر بھی خاموش رہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ شاید حضور ﷺ ارادہ کر رہے ہیں بنو اصر (اس سے مراد رومی ہیں)۔ ابو بکر صدیق نے ان کے بارے میں ان کی ناپسندیدہ باتوں کا ذکر کیا جو اس زمانے میں ان میں تھیں مگر سیدہ عائشہ خاموش رہیں۔ ابو بکر صدیق نے کہا شاید حضور اہل نجد کے خلاف نکلنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے ان لوگوں کے بارے میں بھی بعض باتیں ذکر کیں مگر سیدہ عائشہ پھر بھی خاموش رہیں۔ پھر کہنے لگے کہ شاید آپ قریش کے خلاف تیاری کا ارادہ رکھتے ہیں مگر ان کے معاہدے کی مدت باقی ہے پھر بھی سیدہ عائشہ خاموش رہیں۔

اتنے میں رسول اللہ ﷺ خود تشریف لے آئے۔ ابو بکر نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ جہاد پر نکلنے کا ارادہ کر چکے ہیں؟ حضور نے فرمایا، جی ہاں۔ ابو بکر نے کہا شاید آپ بنو اصر (یعنی رومیوں کی طرف نکلنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کیا آپ اہل نجد کی طرف جہاد کا ارادہ رکھتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ نہیں۔ ابو بکر نے پوچھا کہ شاید آپ قریش کے خلاف جہاد کے لئے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، جی ہاں۔ ابو بکر نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کے اور ان کے درمیان صلح کی مدت موجود نہیں؟ حضور نے جواب دیا کیا تمہیں اطلاع نہیں پہنچی کہ انہوں نے بنو کعب کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟

پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں غزوے کا اعلان کر دیا۔ ادھر حاطب بن ابولتعه نے قریش کی طرف خط لکھ کر بھیج دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو وحی بھیج کر اس خط کے بارے میں مطلع کر دیا۔ آگے راوی نے یہ قصہ ذکر کیا ہے۔ (الدرر لابن عبدالبر ۱۱/۲۱۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو محمد بن جعفر عروہ بن زبیر سے، انہوں نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ ابو بکر داخل ہوئے ان کے پاس وہ گندم چھان رہی تھیں۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے سفر کی تیاری کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ بولی کہ جی ہاں۔ چنانچہ انہوں نے سامان تیار کیا۔ ابو بکر نے پوچھا کہ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ عائشہ نے بتایا کہ ہمارے سامنے نام کے حوالے سے کچھ بھی ذکر نہیں کیا سوائے اس بات کے کہ انہوں نے ہمیں سامان تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۱/۳-۱۲- تاریخ ابن کثیر ۲۸۳/۴)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، ان کو ابو العباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے ابوسفیان کے قصے کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سامان تیار کرنے کا حکم دیا اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ وہ حضور ﷺ کے سفر کے لئے تیاری کروائیں اور لوگوں کو بتادیا کہ آپ مکہ کی طرف جانے والے ہیں۔ اور ابن اسحاق نے اس موقع پر حضرت حسان بن ثابت کے شعر ذکر کئے ہیں قریش کے اپنے عہد کو توڑ دینے کے بارے میں۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید الصقار نے، ان کو عباس اسفاطی نے، ان کو علی بن عثمان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن عمرو نے ابو سلمہ سے، اس نے ابو ہریرہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ خزاعہ نے کہا تھا :

اللهم انى ناشد محمداً حلف ايننا و ابيه الاتلدا  
فانصر هداك الله نصرًا اعتدا و ادع عباد الله ياتوا مددا

باب ۱۵۷

- ۱۔ حاطب بن ابوبلتعہ کا قریش کی طرف خط لکھ کر نبی کریم ﷺ کے ان سے جہاد کرنے کی خبر پہنچانے کی کوشش کرنا۔
- ۲۔ اللہ تعالیٰ کا نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع کرنا۔
- ۳۔ حضور ﷺ کی دعا قبول ہونا کہ قریش ان کی تیاری سے اندھے اور بہرے ہو جائیں۔ حتیٰ کہ آپ اچانک جا پہنچیں ان کے شہروں پر۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے محمد بن جعفر بن زبیر سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی طرف چلنے کا پکا عزم کر لیا تو اس وقت حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کی طرف خط لکھا وہ قریش کو خبر دے رہے تھے اس بارے میں جو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف روانگی کا عزم کر لیا تھا پھر اس نے وہ خط قبیلہ مزینہ کی ایک عورت کو دے کر روانہ کیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ عورت بنو عبد المطلب کی لونڈی تھی۔ حاطب نے اس عورت سے قریش کے پاس خط پہنچانے کا کوئی معاوضہ طے کیا تھا۔ اس عورت نے اس خط کو اپنے بالوں میں چھپا لیا تھا اور اس کے اوپر اس نے بالوں کی چھیا باندھ لی تھی، یوں اسے لے کر وہ نکل گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس بات کی خبر آسمان سے آگئی تھی کہ حاطب نے ایسے ایسے کیا ہے۔ لہذا حضور ﷺ نے علی بن ابوطالب کو اور زبیر بن عوام کو بھیجا تھا اور فرمایا تھا کہ تم اس عورت کو پکڑ لو، حاطب نے اس کو خط لکھ کر دیا ہے قریش کی طرف۔ وہ انہیں ڈرارہا ہے اس پر وگرام سے جس پر ہم لوگوں نے قریش کے معاملے پر اتفاق کیا ہے اور طے کیا (اس نے حدیث کا ذکر کیا)۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۲/۴)

عورت کا جاسوسی کرنا ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو الحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی رحمہ اللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ محمد بن حسن بن شرقی نے، ان کو عبد اللہ بن ہاشم بن حیان الطوسی سے، ان کو سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن علی سے عبید اللہ بن ابورافع نے، وہ حضرت علی کے کاتب تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی سے سنا وہ کہہ رہے تھے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن شیبان نے، ان کو سفیان نے عمرو بن دینار سے، اس نے حسن بن محمد سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبید اللہ بن ابورافع نے، وہ علی بن ابوطالب کے کاتب تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سنا حضرت علی ﷺ سے،



وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا میں اور زبیر اور مقداد تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ چلے جاؤ حتیٰ کہ پہنچو مقام روضہ خانگ تک، اس مقام پر ایک عورت ہے اس کے پاس ایک خط ہے وہ خط اس سے لے کر آؤ۔

بس ہم لوگ چلے، ہمارے گھوڑے ہمیں اڑا کر اس مقام پر لے گئے یہاں تک کہ ہم روضہ خانگ تک پہنچ گئے۔ ہم نے وہاں وہ عورت دیکھی۔ ہم نے کہا کہ خط نکالئے۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا تم ضرور خط نکالو گی ورنہ تمہیں اپنے کپڑوں کی تلاشی دینا پڑے گی۔ لہذا اس نے اپنے بالوں میں سے وہ خط نکال کر دے دیا۔ ہم وہ خط رسول اللہ کے پاس لے آئے۔ اس میں لکھا تھا کہ خط حاطب بن بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے کچھ لوگوں کی طرف۔ وہ ان کو خبر دے رہے تھے نبی کریم کے بعض امور کے بارے میں۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کیا بات ہے اے حاطب؟ اس نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں جلدی نہ کیجئے۔ میں مکہ میں مقیم تھا اور مکہ والوں کا حلیف تھا قریش کے ساتھ رہتا تھا مگر میری کسی سے رشتہ داری نہیں تھی۔ آپ کے ساتھ جتنے ہجرت کر کے آنے والے لوگ ہیں ان کی وہاں پر رشتہ داریاں ہیں وہ ان کی حفاظت کریں گے مکہ میں۔ میری کوئی قرابت نہیں تھی اس لئے میں نے چاہا کہ میں ان کے لئے کوئی احسان کی صورت پیدا کروں جس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ دار اور قرابت والوں کی حفاظت کریں گے۔ میں نے یہ کام نہ تو کسی کفر کی وجہ سے کیا ہے نہ ہی مرتد ہونے کی وجہ سے کیا ہے نہ ہی اسلام کے بعد کفر کو پسند کرنے کی وجہ سے کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے چھوڑیئے میں اس منافق کی گردن مار دوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بے شک یہ بدر میں حاضر ہوا تھا آپ کو کیا معلوم شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جھانک کر فرمایا تھا تم جو چاہو عمل کرو تحقیق میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔

(مسند احمد ۱/۷۹۔ بخاری کتاب الجہاد۔ حدیث ۳۰۰۷۔ فتح الباری ۶/۱۳۳۔ ۸/۶۳۳۔ ۷/۵۱۹۔ مسلم کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۶۱ ص ۱۸۴)

اللہ کے دشمن کو دوست نہ بناؤ ..... (۳) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو ابراہیم بن ابوطالب نے، ان کو ابن ابو عمر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے مذکورہ اسناد اور مفہوم کے ساتھ اور اس نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ عمرو بن دینار نے کہا تھا کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے :

يا ايها الذين آمنوا لا تتخذوا عدوى وعدوكم اولياء - (سورة الممتحنة: آیت ۱)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔

سفیان کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ بھی حدیث کا حصہ تھا یا عمرو بن دینار کا قول ہے۔

## باب ۱۵۸

- ۱۔ نبی کریم ﷺ کا غزوہ فتح مکہ کے لئے تیرہ رمضان کو روانہ ہونا۔
- ۲۔ مدینے پر اپنا نائب مقرر کرنا اور آپ ﷺ کے مدینے سے نکلنے اور مکہ میں داخل ہونے کا وقت۔
- ۳۔ راستہ میں آپ ﷺ کا روزہ رکھنا اور افطار کرنا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مسلم بن شہاب نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ

بن سعود سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال سفر کے لئے روانہ ہوئے تھے تو مدینے پر ابوہریرہ کلثوم بن الحصین بن عبید بن خلف الغفاری کو عامل بنایا تھا (یعنی اپنا نائب مقرر کیا تھا)۔ اور حضور ﷺ جب نکلے تو رمضان کے دس دن گزر چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا تھا اور لوگوں نے بھی روزے رکھے تھے حضور کے ساتھ۔ یہاں تک کہ حضور مقام کدید تک پہنچے یہ مقام عسفان اور ارجح کے درمیان پانی کا ایک مقام تھا۔ کدید پر افطار کیا (یعنی روزہ ترک کر دیا)۔ پھر چل پڑے حتیٰ کہ مکہ میں پہنچ گئے بغیر روزے کی حالت میں۔ لہذا لوگوں نے دونوں معاملوں میں سے آخری معاملہ رسول اللہ ﷺ کا اختیار کیا یعنی فطر (ترک روزہ) کہ اس عمل نے پہلے والے کو منسوخ کر دیا ہے۔

اسی طرح اس کو ذکر کیا ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے راوی کا یہ قول کہ حضور جب روانہ ہوئے تو دس دن گزر چکے تھے رمضان کے، اس کو حدیث میں درج کیا ہوا ذکر کیا ہے اور اسی طرح اس کو ذکر کیا ہے عبداللہ بن ادریس نے ابن اسحاق سے۔

(۲) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نخوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حامد بن یحییٰ نے، ان کو صدقہ نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ روانہ ہوئے تھے رمضان کی دس راتیں گزرنے کے بعد ۸ھ میں۔

مسافر کے لئے ترکِ صوم کی رخصت ..... (۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو عاصم بن علی نے، ان کو لیث بن سعد نے عقیل سے، اس نے ابن شہاب سے۔ اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے عبید اللہ بن عبداللہ نے یہ کہ عبداللہ بن عباس نے ان کو خبر دی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ کیا تھا غزوہ فتح مکہ رمضان شریف میں۔

فرماتے ہیں کہ میں نے سنا تھا سعید بن مسیب سے، وہ کہتے تھے کہ اس کی مثل میں نہیں جانتا کہ کیا آپ ﷺ شعبان کی راتوں میں روانہ ہوئے اور آگے رمضان آگیا تھا یا خود رمضان میں ہی نکلے تھے جب وہ شروع ہو چکا تھا۔ علاوہ اس کے عبید اللہ بن عبداللہ نے مجھے خبر دی کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ مقام کدید تک پہنچ گئے۔ یہ پانی کا وہ مقام ہے جو کدید اور عسفان کے درمیان ہے وہاں پہنچ کر آپ نے روزہ افطار کیا (یعنی روزہ ترک کر دیا حالت سفر کی وجہ سے)۔ پھر ہمیشہ فطر رہے یعنی بغیر حالت روزہ کے رہے۔ یہاں تک کہ یہ مہینہ پورا گزر گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن یوسف سے اس نے لیث سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۲۲۷۵۔ فتح الباری ۳/۸)۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو الفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے اور محمد بن رافع نے اور محمد بن یحییٰ نے، اسحاق نے کہا کہ ہمیں خبر دی اور دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نکلے تھے مدینے سے رمضان میں جبکہ اس وقت ان کے ساتھ دس ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا۔ یہ ۸ھ یعنی آٹھویں سال کے سرے پر اور نصف سال پر یعنی حضور کی مدینہ آمد سے (ہوا تھا)۔ حضور ﷺ روانہ ہوئے تھے ان لوگوں کے ساتھ جو آپ کے ساتھ تھے مسلمانوں میں سے مدینے سے تو آپ ﷺ روزے رکھ رہے تھے اور لوگ بھی روزے رکھ رہے تھے۔ حتیٰ کہ آپ مقام کدید پر پہنچ گئے۔ وہ عسفان اور کدید کے درمیان ہے، پھر آپ نے روزہ ترک کر دیا اور مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ ترک کر دیا پھر انہوں نے روزہ نہیں رکھا بقیہ رمضان کچھ بھی۔

زہری نے کہا ہے فطر (ترک روزہ) دو امور میں سے آخری تھا (یعنی رکھنے اور نہ رکھنے میں) سوائے اس کے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری سے آخری امر (عمل) لیا جاتا ہے (اس پر عمل کیا جاتا ہے)۔ زہری نے کہا رسول اللہ ﷺ صبح صبح مکہ میں داخل ہوئے تھے جب ماہ رمضان کی تیرہ راتیں گزر چکی تھیں۔



بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمود سے عبدالرزاق سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۷۶۔ فتح الباری ۳/۸)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع سے مگر انہوں نے زہری کے مذکورہ دخول مکہ کے بارے میں اس کو ذکر نہیں کیا ہے۔

(کتاب الصیام۔ حدیث ۸۸ ص ۷۸۴)

اسحاق بن ابراہیم نے کہا ہے دوسری روایت میں کہ حضور اس وقت مکہ میں داخل ہوئے تھے جب دس سے کچھ زیادہ راتیں رمضان کی گزر چکی تھیں۔

(۵) ہمیں اس کی خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو نصر فقیہ نے، ان کو محمد بن نصر نے اور ابراہیم بن اسماعیل نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی اسحاق نے، اس نے اس کو ذکر کیا اور محمد بن ابو حفصہ نے اس کو حدیث میں درج کیا ہے زہری سے۔

ہمیں اس کی حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن احمد بن بالویہ نے، ان کو محمد بن احمد بن نصر ازدی نے، ان کو معاویہ بن عمرو نے، ان کو ابو اسحاق فزاری نے محمد بن ابو حفصہ سے، اس نے زہری سے، اس نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ تیرہ رمضان کو ہوئی تھی۔

(۶) اور ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن حلوانی نے، ان کو ابو صالح فراء نے ابو اسحاق فزاری سے۔ انہوں نے ان کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ ابن عباس سے، انہوں نے فرمایا کہ فتح مکہ تیرہ رمضان میں ہوئی تھی یہ ادراج وہم ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ قول زہری سے ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نخوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اصغ نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے ابن شہاب سے کہ غزوہ کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے غزوہ فتح مکہ۔ لہذا مدینے سے نکلے تھے رمضان میں اور اس کے ساتھ دس ہزار مسلمان تھے۔ یہ ساڑھے آٹھ سال پورے ہونے پر ہوا تھا مدینہ ہجرت کر کے آنے کے بعد اور مکہ فتح ہوا تھا جب رمضان کی تیرہ راتیں باقی رہ گئی تھیں۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نخوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ابن ادریس نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو محمد بن مسلم بن شہاب نے اور محمد بن علی بن حسین نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور عمرو بن شعیب نے اور عبد اللہ بن ابو بکر وغیرہ نے۔ انہوں نے کہا کہ فتح ہوئی تھی جب دس راتیں باقی رہ گئی تھیں سنہ آٹھ ہجری کے ماہ رمضان کی۔

(۹) ہمیں خبر دی فقیہ ابو الحسن محمد بن یعقوب بن احمد بن یعقوب طبرانی نے، وہاں پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو نصر محمد بن یوسف فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابو الیمان کے سامنے پڑھی انہوں نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے اس کو سنا سعید بن عبد العزیز تنوخی سے، اس نے عطیہ بن قیس سے، اس نے قزاع بن یحییٰ سے، اس نے ابو سعید خدری سے، وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو فتح مکہ والے سال کوچ کرنے کا حکم دیا اور اعلان فرمایا تھا اس وقت جب ماہ رمضان کی دو راتیں گزر چکی تھیں۔ چنانچہ ہم لوگ روزے کی حالت میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ہم مقام کدیہ پر پہنچ گئے۔ اس کے بعد ہمیں رسول اللہ ﷺ نے روزہ ترک کر دینے کا حکم دیا۔ لہذا لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ کچھ لوگ روزہ دار تھے اور کچھ بغیر روزے والے۔ یہاں تک کہ جب ہم اس منزل پر پہنچے جہاں ہمیں دشمن سے ٹکرانا تھا تو پھر آپ نے ہمیں روزہ چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ لہذا پھر ہم سب بغیر روزے والے ہو گئے تھے۔ (الترمذی۔ کتاب الجہاد)



گرمی کی شدت کی وجہ سے افطار کرنا ..... (۱۰) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر محمد بن حسن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو وہب نے جعفر بن محرر سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبد اللہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال جب مدینے سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے تھے تو روزہ دار حتیٰ کہ مقام کراع النعیم تک جا پہنچے۔ رسول اللہ کے ساتھ لوگ سوار بھی تھے پیادے بھی تھے۔ یہ واقعہ ماہ رمضان میں ہوا تھا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کہ بے شک لوگوں پر روزہ انتہائی شدید گزر رہا ہے، لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے پانی کا ایک پیالہ منگوا یا، آپ نے اسے اٹھایا اور پی لیا (اس طرح روزہ کھول دیا) لوگ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ لہذا بعض لوگوں نے روزہ رکھے رکھا اور بعض نے افطار کر لیا۔ حضور ﷺ کو بتایا گیا کہ بعض لوگ تا حال روزے سے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اولئك العصاة وہ لوگ گنہگار یا نافرمان ہیں۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ثقفی سے اور در اور دی سے، اس نے جعفر سے۔ (کتاب الصیام۔ حدیث ۹۰ ص ۷۸۵)

اور اس میں ہے جو ہمارے شیخ ابو عبد اللہ نے ذکر کیا ہے ابو عبد اللہ اصفہانی سے، اس نے حسن بن جہم سے، اس نے حسین بن فرج سے، اس نے واقدی سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بدھ کے دن روانہ ہوئے تھے جب رمضان کی دس راتیں گزر چکی تھیں عصر کے بعد۔ آپ نے گرہ نہ کھولی یہاں تک کہ آپ مقام صلصل تک پہنچ گئے (مدینے سے سات میل پر)۔ اور مسلمان روانہ ہوئے، انہوں نے گھوڑوں کو کھینچا اور اونٹوں پر سوار ہو گئے۔ وہ لوگ دس ہزار تھے۔ اور ابوالاسود کی حدیث میں ہے کہ عروہ سے مروی اور حدیث موسیٰ بن عقبہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ روانہ ہوئے تو بارہ ہزار کی نفری میں تھے جو کہ مہاجرین و انصار پر مشتمل تھے اور عرب کے قبائل میں سے من اسلم، بنو غفار، بنو مزینہ، بنو جہینہ، اور بنو سلیم کے لوگ بھی تھے۔ (المغازی للواقدی ۸۰/۲)

باب ۱۵۹

## ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کا مسلمان ہونا

### ﴿رسول اللہ ﷺ کے سفر مکہ کے دوران﴾

(۱) ہمیں خبر دی عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسین الحیری نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال روانہ ہوئے یہاں تک کہ مقام الظہر ان میں اترے دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ۔ سات سو افراد بنو سلیم کے تھے اور ایک ہزار قبیلہ مزینہ کے تھے اور تمام قبائل میں کافی تعداد میں مسلمان تھے۔ مہاجرین و انصار کو تیار کیا۔ کوئی ایک بھی ان میں سے پیچھے نہیں رہا۔ اور ادھر قریش سے ساری خبریں پوشیدہ رہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے کوئی خبر نہ پہنچی، انہیں کوئی پتہ نہیں تھا کہ رسول اللہ کیا کر رہے ہیں۔

ابوسفیان بن حارث اور عبد اللہ بن ابوامیہ بن مغیرہ رسول اللہ ﷺ کو عقاب کی گھاٹی میں ملے تھے جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ ان دونوں نے حضور کے پاس جانے یعنی ملنے کی التجا کی تھی۔ سیدہ ام سلمہ نے حضور ﷺ سے بات کی تھی ان دونوں کے بارے میں۔ سیدہ ام سلمہ نے

کہا یا رسول اللہ وہ آپ کے چچا کا بیٹا ہے اور آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے اور آپ کا سر بھی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرے لئے ان دونوں میں کوئی حاجت نہیں ہے بہر حال جہاں تک میرے چچا زاد کا تعلق ہے تو اس نے میری ہتھک عزت کی ہے، جہاں تک میرے پھوپھی زاد کا تعلق ہے اور میرے سر کا، وہ وہی ہے جس نے میرے لئے مکہ میں کیا تھا جو کچھ کہا تھا۔ یہ خبر ان دونوں تک پہنچ گئی اور ابوسفیان بن حارث کے ساتھ اس کا بیٹا تھا اس نے کہا اللہ کی قسم البتہ ضرور اجازت دیں میرے لئے رسول اللہ ورنہ میں ان دونوں کا ہاتھ پکڑ کر ضرور ایسی سر زمین پر نکل جاؤں گا اور جا کر بھوک پیاس سے مرجائیں گے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ کو ان دونوں پر شفقت آگئی۔ وہ دونوں حضور ﷺ کے پاس آئے اور ابوسفیان بن حارث نے شعر کہے۔ ابوسفیان بن حارث کا قول اس کے اسلام کے بارے میں اور اس کا عذر کرنا ان حالات کے بارے میں جو اس سے واقعی ہوئے تھے۔ اس نے کہا :

لعمرك انى يوم احمل راية	لتغلب خيل اللات خيل محمد
لكالمدلج الحيران اظلم ليله	فهذا اواتى حين اهدى واهدى
هدانى هاد غير نفسى ونالى	مع الله من طردت كل مطرد
اصد وانى جاهدا عن محمد	وادعى وان لم انتسب من محمد
هم ما هم من لم يقل بهواهم	وان كان ذراى يلم ويفند
اريد لارضيتهم ولست بلائط	مع القوم ما لم اهد فى كل مقعد
فقل لشقيف لا اريد قتالكم	وقل لشقيف تلك : غيرى واوعدى
فما كنت فى الجيش الذى نال عامرا	ولا كان عن جرى لسانى ولا يدى
قبائل جاءت من بلاد بعيدة	نزاع جاءت من سهام و سرد

ترى بقاء کی قسم ہے جس دن میں جہنذا اٹھاؤں گا، البتہ لات (بت) کے گھڑسوار محمد ﷺ کے گھڑسواروں پر غالب آجائیں گے یعنی کمزور شرک کا لشکر اسلام کے لشکر پر غالب ہو جائے گا۔ رات کے سفر کرنے والے کی مثل کہ اس کی رات اس کو تاریکی میں چھپا لیتی ہے۔ یہی وقت ہوگا جب میں راستہ دیکھا جاؤں گا اور میں راستہ پالوں گا۔ راستہ دکھایا مجھے راستہ دکھانے والے نے، وہ میرے دل کے ماسوا ہے اور مجھے اللہ کے ساتھ ملوایا ہے جس کو میں گھیروں گا پورا ہی گھیروں گا۔ میں روکوں گا یعنی لوگوں کو ایمان میں داخل ہونے سے منع کروں گا اور اپنے آپ کو بھی اس سے دور رکھوں گا اور اس کام کے لئے میں سخت جدوجہد کروں گا۔ مجھ سے لوگوں کو دور رکھنے میں اور لوگوں کو ایسی بات کی دعوت دوں گا اگرچہ صاحب زرہ ہے ملامت کیا جاتا ہے اور جھوٹ کی نیت و تہمت لگایا جاتا ہے۔

میں اب ان لوگوں کو راضی اور خوش کرنا چاہتا ہوں اور میں چپکنے والا نہیں ہوں قوم کے ساتھ جب تک نہ رہنمائی کیا جاؤں ہر ہر مقام پر اور ہر ہر ٹھکانے پر۔ لہذا بنو ثقیف سے کہہ دو کہ میں تمہارے ساتھ قتال کرنے اور لڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اور بنو ثقیف سے کہئے کہ وہ مرے جاسوس ہیں اور میرے وعدہ دیئے ہوئے ہیں۔ پس میں نہیں ہوں اس لشکر میں۔ جو عامر سے نکرایا، نہ ہی میرے ہاتھ کی زیادتی، نہ ہی زبانی زیادتی ہے۔ وہ قبائل جو دور دور کے شہروں سے آئے ہیں کھنچے آئے ہیں تیروں سے اور تلواروں سے لیس ہو کر۔

کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس کو ذکر کیا ہے جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو یہ شعر سنایا : من طردت كل مطرد  
تو حضور ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا : انت طردتني كل مطرد

صحابہ کا پیلو چُٹنا ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے سنان بن اسماعیل حنفی سے، اس نے ابو الولید سعید بن مینا سے، وہ کہتے ہیں کہ جب اہل موتہ فارغ ہو گئے اور واپس لوٹ آئے تو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو مکہ روانگی کا حکم فرمایا۔ جب روانہ ہو کر مقام مر الظہر ان میں پہنچے تو گھائی میں اتر گئے اور پیلو چننے والوں کو آپ نے بھیجا۔ وہ پیلو کے درختوں سے پکی پکی پیلو چننے لگے۔ چنانچہ میں نے سعید سے کہا کہ یہ کیا چیز ہے، اس نے بتایا کہ پیلو کے درخت (جال کے پیلو) ابن مسعود بھی ان میں گئے تھے جو پیلو چن رہے تھے کسی آدمی کو جب کوئی پکا ہوا دانہ (پیلو کا) ملتا تو اس کو اپنے منہ میں ڈالیتا۔ اور صحابہ کرام ابن مسعود پنڈلیوں کی مشقت کو دیکھ کر حیران ہو رہے تھے وہ درخت کے اوپر چڑھے جا رہا تھا اور لوگ ہنس رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اس کی پنڈلیوں کی محنت پر ہنس رہے ہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ ان دونوں کے لئے ترازوئے اعمال میں اُحد پہاڑ سے زیادہ وزن ہے۔ (المستدرک للحاکم ۳/۳۱۷)

کیونکہ ابن مسعود جو کچھ چُٹنا اس کو حضور ﷺ کے پاس لے آتا اور اس نے شعر کہا :

هذا جنای و خیارہ فیہ      اذ کل جان یدہ الی فیہ

(البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۸)

یہ میرے چننے ہوئے پیلو کے پھل ہیں اور اس میں اچھی اور عمدہ پیلو بھی ہیں جبکہ ہر چننے والے کا ہاتھ اپنے منہ کی طرف ہے۔

علیکم بالاسود منہ فانہ اطیب (حدیث)

نعم و هل من نبی الا قدر عاھا (حدیث)

ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں ..... (۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبد ان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے ابو سلمہ سے، اس نے جابر بن عبد اللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے مقام مر الظہر ان میں۔ ہم لوگ پیلو چننے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان میں سے کالی کالی پیلو چُجو کیونکہ وہ زیادہ اچھی ہیں (زیادہ کالی اور پیلے پکی ہوئی ہوتی ہیں)۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ بکریاں چراتے تھے (کیونکہ بکریاں چرانے والوں کو جنگل کے پھلوں کا زیادہ تجربہ ہوتا ہے)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جی ہاں۔ میں نے بکریاں چرائی ہیں بلکہ ہر نبی نے چرائی ہیں۔ جابر کہتے ہیں کہ بے شک یہ واقعہ پیلو والا یوم بدر میں پیش آیا تھا، جمعہ کا دن تھا رمضان کی تیرہ راتیں باقی رہ گئی تھیں یعنی سترہ رمضان تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے مختصراً، اس میں تاریخ کا ذکر نہیں کیا اس میں۔

فائدہ : علامہ ابن القیم فرماتے ہیں، الکلباٹ پیلو کے درخت (جال) کے پھل کو کہتے ہیں یہ ارض حجاز میں ہوتی ہے۔ جبکہ مترجم کہتا ہے ہندو پاک کے تمام جنگلوں میں پیلو کے درخت عام ہے لوگ پیلو کھاتے ہیں۔ مزاج اس کا گرم خشک ہوتا ہے۔ اس کے خواص اس کے درخت والے ہیں، معدہ کو قوت دیتا ہے، ہضم کو عمدہ کرتا ہے، بلغم کو صاف کرتا ہے، پشت کے درد کے لئے مفید ہے، کئی بیماریوں کے لئے مفید ہے، کا سر ریا ح ہے وغیرہ وغیرہ۔



## باب ۱۶۰

- ۱۔ رسول اللہ ﷺ کا مقام مرّ الظہر ان میں اترنا۔
- ۲۔ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام، بدیل بن ورقاء کو لے کر آنے میں جو بات آئی ہے۔
- ۳۔ ان سب کا مسلمان ہونا۔
- ۴۔ اہل مکہ کے لئے عقد امان ان شرائط پر جو آپ نے مقرر کیں۔
- ۵۔ آپ ﷺ کا مسلمانوں کے ساتھ مکہ میں داخلہ۔
- ۶۔ اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرنا یعنی اس وعدہ کو سچا کرنا جو اس نے رسول کے ساتھ کیا تھا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلیٰ الحسین بن محمد روز باری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن داستہ نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو یحییٰ بن آدم نے، ان کو ابن ادریس نے محمد بن اسحاق سے، اس نے زہری سے، اس نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ کہ فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ کے پاس عباس بن عبد المطلب ابوسفیان بن حرب کو ساتھ لے کر آئے تھے اور وہ مقام الظہر ان میں مسلمان ہو گئے تھے۔ حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک ابوسفیان ایسا آدمی ہے جو اس فخر کو پسند کرتا ہے (اپنے سرداری فطرت کی وجہ سے)۔ اگر آپ اس کے لئے کوئی اعزازی شی مقرر کر دیں تو بہتر ہوگا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے میں کرتا ہوں۔ لہذا آپ نے فرمایا :

مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ

(ابو داؤد۔ کتاب الخرج والامارة۔ حدیث ۲۱-۳۰ جلد ۳ ص ۱۶۲)

جو شخص پناہ لینے کے لئے ابوسفیان کے گھر کے اندر داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے۔ جو شخص اندر جا کر اپنا دروازہ بند کر لے اس کو امان ہے۔

ابوسفیان کا قبول اسلام ..... (۲) ہمیں خبر دی ابوعلیٰ الحسین بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر رزانے، ان کو احمد بن ولید فحام نے، ان کو ابو بلال اشعری نے، ان کو زیاد بن عبد اللہ نے محمد بن اسحاق سے زہری سے، اس نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ عباس بن عبد المطلب ابوسفیان بن حرب کو ساتھ لے کر رسول اللہ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ ابوسفیان ہے شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابو فضل اپنے مہمان کو آج رات اپنے گھر والوں کے پاس لے جائیے اور صبح ناشتہ بھی اس کو کرائیے۔ جب صبح ہوئی تو

عباس اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے، عباس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان بے شک ابوسفیان ایسا آدمی ہے جو عزت و شرف کو شہرت کو پسند کرتا ہے آپ اس کو کوئی ایسی چیز عطا کریں جس کے ساتھ یہ فخر کرے شرف و عزت محسوس کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امان میں ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میرا گھر تو زیادہ گنجائش نہیں رکھتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جو شخص کعبہ میں داخل ہو جائے اس کو امان ہے، ابوسفیان نے کہا کہ کعبے میں کتنی گنجائش ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہو جائے وہ امان میں ہے۔ ابوسفیان نے کہا مسجد کتنی گنجائش رکھتی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے وہ امان میں ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ یہ حکم پوری گنجائش رکھتا ہے۔ (الدرر لابن عبدالبر ۲۱۷-سیرۃ الشامیہ ۵/۳۳۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے سفیان بن حرب سے ان کو حماد بن زید نے، ان کو ایوب نے عکرمہ سے فتح مکہ کے بارے میں (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو حسن بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عباس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مقام مراء النظہر ان میں اترے تھے تو عباس بن عبد المطلب نے کہا تھا حالانکہ وہ مدینے سے ہی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔

واصبح قریش : خطرناک صبح قریش کے لئے۔ اللہ کی قسم اگر رسول اللہ ﷺ قریش سے بغاوت کرتے، ان کے شہروں میں تو آپ مکہ میں قہر و جبر کے ذریعہ داخل ہو جاتے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے سفید خچر پر سوار ہوئے اور کہنے لگے کہ میں پیلو کے درختوں کی طرف نکلتا ہوں شاید کہ میں کسی لکڑیاں چننے والے کو یا کسی دودھ والے کو دیکھوں یا کسی جاننے والے کو دیکھوں جو مکے میں داخل ہو رہا ہو (میں اس کو بتا دوں) تاکہ وہ ان کو خبر دے کہ رسول اللہ ﷺ اس مقام تک پہنچ گئے ہیں تاکہ مکہ والے حضور ﷺ کے پاس آئیں اور ان سے امان مانگ لیں۔

وہ کہتے ہیں کہ میں روانہ ہوا۔ اللہ کی قسم میں پیلو کے درختوں میں گھومتا چکر لگاتا رہا اور تلاش کرتا رہا۔ اچانک میں نے ابوسفیان اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء کی آواز سنی۔ وہ بھی نکل چکے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر تلاش کر رہے تھے۔ میں نے ابوسفیان کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا یا میں نے آج کے دن جیسی آگ پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ بدیل بن ورقاء نے کہا، اللہ کی قسم یہ بنو خزاعہ کی آگ ہے جس کو جنگ نے جلایا ہے۔ ابوسفیان نے کہا خزاعہ تو زیادہ ملوث ہے اس میں، زیادہ کمزور بھی ہے۔ (عباس) کہتے ہیں کہ میں نے اس کی آواز پہچان لی۔ اور میں نے کہا اے ابو حظلہ وہ ابوسفیان ہی تھے۔ اس نے بھی آواز پہچان لی اور کہنے لگا تم ابو الفضل ہو۔ میں نے کہا جی ہاں۔ ابوسفیان نے کہا حاضر ہوں میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ تیرے رسول کی کیا خبر ہے؟ میں نے کہا کہ یہ ہیں رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ۔ تحقیق وہ آچکے ہیں تمہاری طرف ایسے لشکر کے ساتھ جس کا مقابلہ کرنے کی تمہیں سکت نہیں ہے۔ دس ہزار مسلمان ان کے ساتھ ہیں۔ اس نے پوچھا کہ پھر بچاؤ کی کیا صورت ہے اور کیا ہے؟ میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ میں نے کہا کہ بس یہی بچنے کی صورت ہے کہ میرے ساتھ اس خچر پر میرے پیچھے بیٹھ اور چل کر میں حضور ﷺ سے تیرے لئے امان مانگ لیتا ہوں۔ اللہ کی قسم وہ اگر تیرے اوپر کامیاب ہوئے تو تیری گردن مار دیں گے لازمی طور پر۔ چنانچہ ابوسفیان میرے پیچھے بیٹھ گئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے خچر کو ایڑھ لگائی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہو گیا۔ میں جیسے ہی آگ کے پاس سے گزرتا جو مسلمانوں نے جگہ جگہ جلا رکھی تھی وہ لوگ مجھے دیکھ کر کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا جا رہے ہیں رسول اللہ ﷺ کے خچر پر سوار ہو کر۔ یہاں تک کہ میں عمر بن خطاب کی آگ کے پاس سے گذرا۔ انہوں نے مجھے دیکھا اور ابوسفیان کو میرے پیچھے دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ابوسفیان ہیں۔ اللہ کا شکر جس نے تجھے قدرت دی ہے بغیر کسی عہد کے اور بغیر کسی عقد کے۔ اس کے بعد میں نے شدت پکڑ لی رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے کی اور میں نے خچر کو پھراڑھ لگائی اور خیمے کے دروازے میں جا گھسا۔ میں نے سبقت کی عمر سے۔ جیسے سست رفتار سواری سست آدمی سے سبقت کرتی ہے۔



اتنے میں حضرت عمرؓ بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہو گئے اور بولے یا رسول اللہ ﷺ یہ ہے ابوسفیان، اللہ کا دشمن۔ اللہ نے اس پر قدرت دی ہے بغیر کسی عقد و عہد کے (یعنی اچھا ہے نہ اس کے ساتھ ہمارا کوئی عہد و میثاق ہے نہ کوئی بات طے ہے)۔ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن مار دیتا ہوں۔ عباس کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس کو امان دی ہے اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ لہذا میں نے اس کا سر پکڑ کر کہا اللہ کی قسم آج رات میرے سوا اس کو کوئی نجات نہ دیتا۔ جب حضرت عمر نے اس کے بارے میں زیادہ بات کی تو میں نے کہا ٹھہر جا تو اے عمر۔ اللہ کی قسم تم ایسا نہیں کر رہے ہو مگر صرف اسی لئے کہ یہ بنو عبد مناف کا ایک آدمی ہے۔ اگر یہ بنو عدی بن کعب کا آدمی ہوتا (یعنی اگر تمہارا قریبی ہوتا) تم یہ نہ کہتے۔ حضرت عمرؓ فرمایا ٹھہراے عباس پس اللہ کی قسم البتہ تیرا اسلام لانا جس دن تو مسلمان ہو میرے نزدیک زیادہ محبوب تھا (اپنے باپ) خطاب کے اسلام لانے سے اگر وہ اسلام لے آتا۔ یہ نہیں تھا مگر اس لئے کہ تحقیق میں جانتا تھا کہ تیرا اسلام لانا رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ محبوب تھا خطاب کے اسلام لانے سے اگر وہ اسلام لے آتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ لے جائیں اس کو، ہم نے بھی اس کو امان دی ہے یہاں تک کہ آپ اس کو صبح کل میرے پاس لے آنا۔ لہذا وہ اس کو اپنے گھر واپس لے گئے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت عباس اس کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ حضور ﷺ نے فرمایا افسوس ہے اے ابوسفیان کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم یہ جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کس قدر وصل کرنے والے ہیں، کس قدر محترم ہیں۔ اللہ کی قسم تحقیق میرا یقین ہے کہ اگر اللہ کے ساتھ اس کا ماں باپ بھی (کہ معبود ہوتا) تو وہ اللہ کے بعد کچھ تو فائدہ دیتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا افسوس ہے اے ابوسفیان کیا تیرے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ تو یہ جان سکے تو میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کس قدر وصل کرنے والے ہیں، کس قدر حوصلے والے ہیں، کس قدر عزت دار ہیں۔ خبردار اللہ کی قسم حقیقت تو یہی ہے مگر صرف دل میں اس بارے میں ایک چیز تھی۔

حضرت عباس نے کہا میں نے کہا میں نے کہا تیری ہلاکت ہو شہادت دے دے حق کی شہادت پہلے۔ اللہ کی قسم تیری گردن مار دی جائے گی۔ لہذا اس نے شہادت دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس سے فرمایا جس وقت ابوسفیان نے شہادت دی اس کو آپ لے جائیے اے عباس اور اس کو روک کر رکھنا پہاڑ کے تنگ راستے پر، وادی کے تنگ مقام پر جس وقت اس کے سامنے اللہ کے لشکر گزریں گے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بیشک ابوسفیان ایسا آدمی ہے جو فخر کو پسند کرتا ہے آپ اس کے لئے کوئی چیز مقرر کر دیں جو اس کے لئے اس کی قوم میں عزت کا باعث بنے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص ابوسفیان کی حویلی میں داخل ہو جائے اس کو امان ہے اور جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے، جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے اس کو امان ہے۔ لہذا میں روانہ ہوا حتیٰ کہ میں نے اس کو پہاڑ کے تنگ دامن میں، وادی کے تنگ راستے پر روک رکھا۔ چنانچہ اس کے سامنے تمام قبائل گزرے وہ دیکھ کر کہنے لگے اے عباس یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے کہا یہ بنو سلیم ہیں۔ بولے بنو سلیم کو مجھ سے کیا پر خاش ہے۔ پھر کوئی اور قبیلہ گذرا تو وہ پوچھتے ہیں یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے بتایا کہ یہ بنو سلم ہیں۔ اس نے کہا بنو سلم سے مجھے کیا واسطہ۔ پھر قبیلہ جھینہ والے گزرے تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے بتایا کہ یہ جھینہ کے لوگ ہیں۔ بولے مجھے جھینہ سے کیا واسطہ۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سبز پوشاک میں گزرے۔ رسول اللہ ﷺ کا حفاظتی دستہ مہاجرین و انصار پر مشتمل تھا۔ سب لوہے سے لیس تھے ان کا تو بس گھیرا اور حلقہ ہی دکھائی دیتا تھا۔ ابوسفیان نے پھر پوچھا یہ کون لوگ ہیں اے ابوالفضل؟ میں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ گزر رہے ہیں مہاجرین و انصار ہیں۔ اس نے کہا اے ابوالفضل تیرے بھتیجے کا ملک عظیم ہو چکا ہے۔ میں نے کہا افسوس ہے تجھ پر بیشک یہ بادشاہت نہیں نبوۃ ہے۔ اس نے کہا ہاں پھر یہ صحیح ہے۔

میں نے کہا کہ اب تم جاؤ اپنی قوم کے پاس اور ان کو ڈراؤ۔ لہذا وہ جلدی جلدی نکلا حتیٰ کہ مکے میں پہنچا اور مسجد میں کھڑے ہو کر اس نے اعلان کیا اے قریش کی جماعت یہ رہے محمد ﷺ تمہارے اوپر آچکے ہیں ایسے لشکر سمیت جس کا مقابلہ کرنا تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔ قریش نے کہا کہ اب کیا کریں؟ اس نے بتایا کہ جو شخص میرے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے۔ انہوں نے کہا افسوس کی بات ہے



آپ کے گھر ہم لوگ پناہ حاصل کریں گے۔ اس نے بتایا کہ جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہو جائے اس کو امان ہے اور جو شخص اپنے اوپر اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اس کو بھی امان ہے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث حسین بن عبداللہ کے اور بہر حال رہے ایوب بیشک وہ اس کے ساتھ عکرمہ سے آگے نہیں بڑھے۔ اور ہمارے شیخ نے حدیث کو پورا نہیں بیان کیا۔

تحقیق روایت کیا ہے اس کو عبداللہ بن ادریس نے ابوالحلیق سے، اس نے زہری سے اس نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے، اس نے ابن عباس سے اسی کے مفہوم کے ساتھ۔ اور اس حدیث کے کئی شواہد بھی ہیں عقد امان کے بارے میں اہل مکہ کے لئے جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اہل مغازی کی جانب سے اس بارے میں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۶/۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۲۹۰/۳۔ سیرۃ الشامیہ ۳۲۶/۵)

آج کا دن سخت جنگ کا دن ہے ..... (۴) ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو جعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو علاشہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے والد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نکلے بارہ ہزار مہاجرین و انصار کے ساتھ اور بنو غفار اور بنو اسلم، بنو مزینہ، بنو جہینہ، بنو سلیم کے لوگ ساتھ تھے۔ وہ سب اپنے گھوڑوں کی باگ پکڑے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ وہ مقام مر الظہر ان میں اترے، تا حال ان کے بارے میں قریش کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ قریش نے ابوسفیان کو ابو حکیم بن حزام کو بھیجا وہ بدیل بن ورقاء کو ملے وہ دونوں اس کے ساتھ ہوئے۔ جب مکہ سے باہر مقام اراک تک پہنچے، یہ عشاء کا وقت تھا۔ یکا یک ان کی نظر خیموں پر اور لشکر پر پڑی اور انہوں نے گھوڑوں کے ہنہانے کی آوازیں سنیں۔ چنانچہ اس منظر کو دیکھ کر وہ انتہائی خوفزدہ ہو گئے اور ڈر گئے اور بولے کہ غالباً یہ لوگ بنو کعب ہیں، جنگ نے اس کو مجبور کیا ہے۔ بدیل بن ورقہ نے کہا کہ نہیں بنو کعب اتنے زیادہ نہیں ہو سکتے یہ ان سے بہت زیادہ ہیں۔ یہ تو اس سے بہت کم ہیں کیا۔ بھلا ہوازن والوں نے ہماری سر زمین کا رخ کر لیا ہے اللہ کی قسم ہم اس کو سمجھ نہیں سکے کہ یہ کیا کہانی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے قبل اپنے آگے گھڑ سوار بھیجے تھے تاکہ وہ چشموں پر قبضہ کر کے رکھیں قبیلہ خزاعہ راستے پر تھے جو کہ کسی کو نہیں چھوڑتے تھے کہ وہ وہاں سے گزریں۔ جب ابوسفیان اور اس کے ساتھی مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہوئے تو ان کے گھڑ سواروں نے پکڑ لیا رات کے وقت اور ان کو لے آئے۔ وہ ڈر رہے تھے قتل سے۔ چنانچہ ابوسفیان کی طرف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما اٹھ کر گئے اور ان کو گردن سے پکڑ لیا اور اس کو اچھی طرح دبوچ کر نبی کریم ﷺ کے پاس لے جانے لگے مگر محافظ نے نبی کریم ﷺ کی طرف نہ جانے دیا اس کو قتل ہونے کا ڈر لگا۔ ادھر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما جاہلیت میں ان کے خاص دوست تھے ابوسفیان نے بلند آواز سے پکارا کیا تم مجھے عباس کے پاس نہیں لے جاتے؟ لہذا حضرت عباس ان کے پاس پہنچ گئے۔ اس نے اس کو بچایا اور حضور ﷺ سے درخواست کی اس کو میرے حوالے کر دیں۔

لوگوں میں یہ بات پھیل گئی کہ وہ عباس کے پاس ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہما سواری پر بٹھا کر لے گئے رات کے وقت۔ اور اس کو تمام لشکر میں گھمایا یہاں تک کہ سب لشکر والوں نے اس کو دیکھ لیا۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما ابوسفیان سے کہہ چکے تھے جب انہوں نے اس کی گردن سے پکڑ رکھا تھا، اللہ کی قسم تو رسول اللہ ﷺ کے قریب نہیں جا سکتا یہاں تک کہ تو مر جائے۔ لہذا اس نے حضرت عباس سے فریاد کی تھی اور کہا تھا کہ میں قتل ہو جاؤں گا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو بچایا کہ کہیں اس پر وہ جھپٹ نہ پڑیں ابوسفیان نے جب لشکر کی کثرت دیکھی اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری دیکھی رسول اللہ ﷺ کے لئے تو اس نے کہا میں نے اس قوم سے زیادہ اتفاق کبھی نہیں دیکھا جو میں نے آج رات دیکھا ہے۔

بہر حال حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو ان کے ہاتھوں سے چھٹکارا دلویا اور حضرت عباس نے اس سے کہا کہ تم مارے جاؤ گے اگر تم اسلام نہ لائے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت نہ دی۔ وہ بھی ارادہ تو کر رہا تھا کہ وہ کچھ کہہ دے جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کو حکم دے رہے تھے مگر اس کے لئے اس کی زبان نہیں چلتی تھی۔ چنانچہ اس نے وہ رات حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ گزار دی۔

باقی رہے حکیم بن حزام اور بديل بن ورقا، وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہو گئے تھے اور جا کر دونوں مسلمان ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اہل مکہ کی خبر معلوم کرنے لگے۔ جب صبح کی نماز کے لئے اذان دی گئی تو لوگ بیدار اور مستعد ہو گئے اور ابوسفیان خوفزدہ ہو گئے۔ اس نے پوچھا کہ اے عباس یہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ یہ مسلمان ہیں انہوں نے نماز کا اعلان سنا ہے لہذا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو رہے ہیں۔ حضرت عباس اس کو ساتھ لے کر نکلے جب ابوسفیان نے لوگوں کو نماز کے لئے گزرتے دیکھا اور ان کو نماز میں دیکھا، رکوع کر رہے تھے اور سجدے کر رہے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع و سجود کر رہے تھے تو اس نے کہا اے عباس جو بھی وہ ان کو امر کرتا ہے یہ وہ ہی کرنے لگ جاتے ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ اگر وہ ان کو کھانے پینے سے منع کر دے تو یہ اس سے بھی رُک جائیں گے۔ اس نے پوچھا اے عباس آپ اس سے اپنی قوم کے لئے بات کریں۔ کیا اس کے پاس ان کی معافی کی گنجائش ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ابوسفیان ہے۔ ابوسفیان نے کہا اے محمد تحقیق میں نے مدد مانگی ہے اپنے معبود سے اور تم نے مدد مانگی ہے اپنے معبود سے۔ اللہ کی قسم میں جب بھی تجھ سے ٹکرایا ہوں تم ہی مجھ سے غالب آ گئے ہو۔ اگر میرا معبود سچا ہوتا اور تیرا معبود باطل ہوتا تو میں تیرے اوپر غالب آ جاتا۔ چنانچہ اس نے شہادت دے دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ تم مجھے اجازت دو اپنی قوم کے پاس جا کر ان کو ڈراؤں اور میں ان کو اللہ اور رسول کی طرف دعوت دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو اجازت دے دی۔ عباس نے پوچھا کہ میں ان کو کیسے کہوں؟ آپ میرے لئے اس بارے میں امان کی بات بتاؤ جس پر وہ لوگ مطمئن ہو جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان سے کہو کہ جو شخص تم میں سے یہ کہہ دے لا الہ الا اللہ و احدہ لا شریک لہ، اور یہ شہادت دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں۔ اور اپنے ہاتھ کو روک لے وہ امان میں ہے، جو کعبے کے پاس جا کر بیٹھے اور اپنے ہتھیار رکھ دے اس کو امان ہے، جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے اس کو امان ہے۔ حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان ہمارے چچا کا بیٹا ہے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ یہ میرے ساتھ واپس جائے اور آپ اس کو خاص طور پر معروف یعنی خصوصیت کے ساتھ نوازیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے اس کو امان ہے، ابوسفیان کی حویلی بالائی مکہ میں تھی۔ اور فرمایا کہ جو شخص دار حکیم بن حزام میں داخل ہو کر اپنے ہاتھوں کو روک دے اس کو امان ہے اور دار حکیم بن حزام نشیبی مکہ میں تھا۔

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو اپنے سفید نچر کے اوپر سوار کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دحیہ بن خلیفہ کلبی نے ہدیہ کیا تھا۔ اور حضرت عباس ابوسفیان کے ساتھ روانہ ہوئے انہوں نے اس کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ جب وہ چلے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے کسی کو بھیجا۔

اس کے بعد راوی نے حدیث ذکر کی ہے ابوسفیان کے مقام اراک سے ہٹ کر تنگ مقام پر رُک جانے کے بارے میں حتیٰ کہ اس کے پاس سے گھر سوار گذرے۔ اور ابوسفیان نے بہت سے ایسے چہرے دیکھے جن کو نہیں پہچانتے تھے تو وہ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے زیادہ کر کے دکھائے ہیں یا واقعاً یہ لوگ زیادہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان سے فرمایا یہ سب کچھ آپ نے کیا ہے اور آپ کی قوم نے۔ بیشک یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مجھے سچا مانا ہے اُس وقت جب تم لوگوں نے مجھے جھوٹا قرار دیا تھا۔ جب تم نے مجھے نکال دیا تھا ان لوگوں نے میری مدد و نصرت کی۔ راوی نے پورا قصہ ذکر کیا ہے اور اس میں سعد بن عبادہ کا قول بھی ذکر کیا ہے جو کہ ایک شعر کی صورت میں ہے :



الْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ      الْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْحُرْمَةُ

آج کا دن سخت جنگ کا دن ہے۔ آج حرمتیں پامال ہونے کا دن ہے

مگر اس روایت میں راوی نے اس بارے میں رسول اللہ کا جواب ذکر نہیں کیا۔

تحقیق ابو اسامہ نے ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے اس نے اپنے والد سے بعض اس قصے کا، اس نے اس میں سعد بن عبادہ کا مذکورہ قول ذکر کیا ہے کہ اے ابوسفیان :

الْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ      الْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ

آج سخت جنگ کا دن ہے۔ آج کعبے کی حرمت پامال کی جائے گی۔

جب رسول اللہ ﷺ ابوسفیان کے پاس سے گذرے تو ابوسفیان نے کہا کہ آپ نے نہیں سنا کہ سعد بن عبادہ نے کیا کہا ہے؟ آپ نے پوچھا کہ کیا کہا ہے؟ اس نے بتایا کہ ایسے ایسے کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جھوٹ کہتا ہے سعد، بلکہ یہ وہ تاریخی دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبے کو عظمت عطا کرے گا اور وہ دن ہے جس میں آج کعبے پر غلاف چڑھایا جائے گا۔

(الدرر لابن عبد البر ۲۱۶-۲۱۷- البدایہ والنہایہ ۲۹۰/۳-۲۹۱- سیرۃ الشامیہ ۳۲۸/۵-۳۲۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن محمد نسوی نے، ان کو حمد بن شاہد نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو عبید بن اسماعیل نے، ان کو ابو اسامہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے۔ کہا کہ مجھے عروہ نے بتایا ہے کہ مجھے خبر دی نافع ابن جبیر ابن مطعم نے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے عباس سے انہوں نے کہا زبیر بن عوام سے، اے عبد اللہ اسی جگہ پر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ یہاں پر آپ جھنڈا گاڑیں؟ انہوں نے کہا کہ اور رسول اللہ ﷺ نے اس دن خالد بن ولید کو حکم دیا تھا کہ وہ مکہ میں فلاں راستے سے داخل ہو۔ یا یوں کہا کہ نبی کریم ﷺ فلاں راستے سے داخل ہوئے تھے۔ پس خالد بن ولید کے دستے کے گھڑسوار سے اس دن دو آدمی مارے گئے تھے۔ ایک حبش بن اشعر دوسرا کرز بن جابر فہری۔

رسول اللہ ﷺ کی مکہ آمد کو مخفی رکھنا ..... (۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو ان کے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ کہا کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن احمد بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابو اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تھے جیسے کہا جاتا ہے بارہ ہزار مہاجرین و انصار کے لشکر کے ساتھ۔ ان میں عرب کے دیگر طوائف و گروپ بھی تھے، بنو اسلم، بنو غفار، مزینہ، جہینہ، بنو سلیم وغیرہ۔ سب کے سب اپنے اپنے گھوڑوں کو کھینچے چلے آئے تھے۔ یا یہ کہ سب کے سب اپنے اپنے قبیلے کے گھڑسواروں کی قیادت کر رہے تھے۔

اللہ نے اہل مکہ پر رسول اللہ ﷺ کی مکہ کی طرف روانگی مخفی رکھی تھی۔ یہاں تک کہ حضور مقام مَرِّ الظَّهْرِ ان میں جا کر اترے (مکہ کے باہر)۔ ادھر قریش نے ابوسفیان کو حکیم بن حزام کو ان کے ساتھ بدیل بن ورقاء بھی تھے بھیجا جب انہوں نے مقام مَرِّ الظَّهْرِ ان پر نظر ڈالی اور مقام اراک تک پہنچے یہ عشاء کا وقت تھا۔ انہوں نے آگ جلتی دیکھی، خیمے دیکھے، لشکر دیکھا اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سنی تو اس ساری کیفیت نے



ان کو دہلا کر رکھ دیا۔ وہ آپس میں کہنے لگے یہ پڑاؤ ڈالنے والے بنو کعب کے لوگ ہیں ان کو جنگ پر مجبور کیا ہوگا۔ اس کے بعد اپنے دل میں کچھ سوچا اور کہنے لگے یہ لوگ بنو کعب سے بہت زیادہ ہیں، پھر کہنے لگے شاید کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ ہوں۔ یہ بارش کی تلاش میں ہماری زمین پر آئے ہوں۔ نہیں اللہ کی قسم اس کو بھی نہیں سمجھ رہے وہ ابھی اسی کیفیت میں تھے سمجھ نہیں پائے تھے کہ ان کو اس جماعت نے گرفتار کر لیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے نگرانی کرنے اور جاسوسی کرنے پر مقرر کیا تھا۔ ابوسفیان وغیرہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم مسلمان ہیں اور وہ رہے رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب۔ ابوسفیان کے تو پیروں تلے زمین نکل گئی۔ ابوسفیان نے کہا کہ تم لوگوں نے اس کی مثال سنی اور دیکھی ہے کہ وہ یوں کسی قوم کے کلیجے پر آ کر اتر پڑے ہوں اور ان کو اطلاع بھی نہ دی ہو۔

جب ان کو لشکر میں لایا گیا تو عباس بن عبدالمطلب نے ان کو پناہ دے دی اور کہا کہ اے ابوحنظلہ تیری ماں تجھے گم پائے اور تیرا خاندان۔ یہ رہے محمد ﷺ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ۔ تم چلو ان کے پاس اور چل کر مسلمان ہو جاؤ۔ لہذا وہ رسول اللہ کے پاس داخل ہوئے اور رات کا زیادہ تر حصہ حضور کے پاس رہے، حضور ان سے بات چیت کرتے رہے اور ان سے پوچھتے رہے۔ اس کے بعد حضور نے ان کو اسلام کی طرف دعوت دی اور ان سے کہا کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

چنانچہ انہوں نے شہادت دی۔ پھر فرمایا کہ تم شہادت دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ چنانچہ حکیم بن حزام نے اور بدیل بن ورقاء نے شہادت دی اور ابوسفیان نے کہا میں یہ بات نہیں جانتا۔ ابوسفیان حضرت عباس کے ساتھ نکلا۔ جب نماز کا اعلان ہوا (اذان ہوئی) تو لوگ اُچھل کر کھڑے ہو گئے ابوسفیان گھبرا اُٹھا اور حضرت عباس سے کہنے لگا یہ لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔ ابوسفیان نے مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے وضو کا پانی ہاتھوں میں لے رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر کہنے لگا کہ میں نے کوئی بادشاہ نہیں دیکھا آج کی رات جیسا نہ ہی قیصر و کسریٰ کی حکومت ایسی دیکھی، نہ ہی بنو الاصفرو میوں کی بادشاہت ایسی دیکھی۔ ابوسفیان نے حضرت عباس ﷺ سے درخواست کی کہ وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر چلیں۔

ابوسفیان نے کہا، اے محمد! میں نے بہت سارے الہوں (معبودوں و مشکل کشاؤں) سے مدد طلب کی اور آپ نے صرف ایک الہ سے مدد مانگی (نتیجہ یہ ہوا کہ) اللہ کی قسم ہر مرتبہ جب بھی آپ کے ساتھ نکلے آپ مجھ پر غالب آگئے اگر میرا اللہ (مشکل کشا) سچا ہوتا اور تیرا اللہ باطل ہوتا تو میں تیرے اوپر غالب آجاتا۔

چنانچہ اس نے شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ ﷺ کے رسول ہیں۔ اور ابوسفیان نے کہا اور حکیم نے یا رسول اللہ! کیا آپ اوہاں ترین لوگوں کے پاس آئے ہیں؟ (یعنی اخلاط اور ملے جلے) جو جانتے ہیں وہ بھی اور جو نہیں جانتے وہ بھی، نہ آپ کے اصل کونہ آپ کے خاندان کو، کنبہ قبیلے کو۔ حضور نے فرمایا بلکہ وہ سب سے بڑے ظالم اور سب سے بڑے فاجر ہیں۔ تم لوگوں نے حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے اور غداری کی ہے۔ اور تم لوگوں نے بنو کعب پر گناہ اور سرکشی کے ساتھ زبردستی تسلط کیا ہے۔ اللہ کے حرم میں اور امان میں۔ بدیل نے کہا آپ نے یا رسول اللہ ﷺ سچ فرمایا ہے، ان لوگوں نے واقعی ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے غداری کی ہے۔ اللہ کی قسم اگر قریش ہمارے دشمن کے درمیان علیحدگی کر دیتے تو وہ ہمارا اتنا نقصان نہ کر سکتے جتنا انہوں نے کیا ہے۔

چنانچہ ابوسفیان نے اور حکیم بن حزام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس لائق تھے (حقدار تھے) اس کو یہ چاہئے تھا اس بات کے کہ آپ اپنی تیاری اور ساری تدبیر ہوازن کے لئے کرتے کیونکہ وہ لوگ رشتہ اور قربت کے لحاظ سے بھی بعید ترین ہیں اور عداوت کے اعتبار سے شدید ترین ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں امید کرتا ہوں کہ میرا رب دونوں چیزوں کو میرے لئے جمع کر دے گا۔ ایک فتح مکہ کو یعنی مسلمانوں کے اس کے ساتھ اعزاز کو اور دوسرے ہوازن والوں کی شکست کو اور ان کے مالوں کے غنیمت بننے کو اور ان کی اولادوں کے غنیمت بننے کو۔

ابوسفیان نے اور حکیم بن حزام نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہمارے لئے لوگوں میں امان کا اعلان کریں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر قریش علیحدگی اور غیر جانب داری اختیار کریں اور اپنے ہاتھ وہ روک لیں تو ان کو امان ہوگی؟ رسول اللہ نے فرمایا، جی ہاں۔ جو شخص اپنے ہاتھ کو روک لے اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے وہ امن میں ہے (یعنی اس کے لئے ہماری طرف سے امان ہے)۔ انہوں نے کہ آپ ہمیں بھیج دیجئے، ہم اس بات کا اعلان کر دیں ان میں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے آپ لوگ چلے جاؤ جو شخص تیری حویلی میں پناہ پکڑے اے ابوسفیان اور جو شخص اے حکیم تیری حویلی میں پناہ لے لے اور اپنے ہاتھ کو بھی روک لے وہ امان میں ہے۔

دار ابوسفیان بالائی جگہ میں تھا اور دار حکیم زیریں جگہ میں تھا جب وہ واپس جانے لگے تو حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں مطمئن نہیں ہوں اس بات سے کہ ابوسفیان اپنے اسلام سے پھر جائے اور کفر کر لے۔ آپ اس کو واپس مکہ کے راستے سے بھیجیں تاکہ یہ آپ کے ساتھ اللہ کے لشکروں کو دیکھے۔ چنانچہ حضرت عباس نے اس کو پکڑ کر روک کر رکھا۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ اے بنی ہاشم کیا میرے ساتھ عذر دو دھوکہ کرنا چاہتے ہو حضرت عباس نے کہا نہیں بلکہ مجھے آپ سے ایک کام ہے، ہم لوگ غداری نہیں کرتے عنقریب آپ کو پتہ چل جائے گا۔

”کفر کے سرغنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کے سربراہ کا جاہ جلال پہلی بار دیکھا تو اس پر ہیبت طاری ہو گئی۔ رسول عربی کا مکہ سے نکالے جانے کے صرف آٹھ سال بعد دوبارہ مکہ میں فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ داخلہ دیکھ کر دنیا کے کفر پر لرزہ طاری ہو گیا۔“ (مترجم)

ہجرت کے وقت آمنہ کا درہیم انتہائی مظلومیت کے ساتھ مکے سے نکلتے وقت واپس مڑ کر مکہ کے درو دیوار کو دیکھ کر روتے ہوئے کہہ رہا تھا، اے مکہ تو ہمیں بہت پیارا ہے تیرے رہنے والے اگر ہمیں نہ نکالتے تو ہم تجھے چھوڑ کر کبھی نہ جاتے دوبارہ مکہ میں داخلے کا شاہانہ و فاتحانہ انداز ملاحظہ فرمائیے۔ (مترجم)

”صبح ہوئی تو ابوسفیان کفر کے سابق سردار نے جواب مسلمان ہو چکا تھا اللہ کے لشکروں پر نظر ماری اور ان کی اس نے وہ تیاری دیکھی جو انہوں نے مشرکین کے خلاف کر رکھی تھی۔ ان لشکروں کو تیار کر کے پہاڑی کے تنگ راستے کے قریب روک کر رکھا گیا تھا مقام اراک کے پیچھے مکہ کی راہ پر۔ حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔“

رسول اللہ ﷺ نے منادی کو حکم دیا اس نے اعلان کیا کہ ہر قبیلہ صبح ہی صبح کوچ کرے اپنے اس قبیلے کے لوگوں پاس اپنے جھنڈے کے پاس جا کر رُک جائے اور اپنے پورے اسلحہ اور تیاری کو ظاہر کرنے کے لئے مظاہرہ کرے۔ چنانچہ لوگ بیک آواز سوار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی روانگی سے قبل اپنے فوجی دستے روانہ کئے۔ ہر فوجی دستہ ابوسفیان کے پاس سے گزرتا تو ابوسفیان حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھتے کیا اس دستے میں رسول اللہ ﷺ جا رہے ہیں؟ وہ بتاتے کہ ابھی نہیں۔ پھر وہ پوچھتے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ وہ بتاتے بنو قریظہ ہیں۔ اس کے بعد تمام قبائل اپنے اپنے جھنڈے اٹھائے ہوئے گزرے تو ابوسفیان نے جب یہ عظیم خوفناک منظر دیکھا تو ان کے خوف اور ڈر کی انتہا نہ رہی۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام کو مہاجرین اور ان کے گھوڑوں کے پاس بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مکے میں کد اء پہاڑی کے راستے سے بالائی مکے سے داخل ہوں اور ان کو حضور ﷺ نے اپنا جھنڈا دیا اور اس کو حکم دیا کہ اس کو مقام حجون پر گاڑ دیں اور جہاں گاڑنے کا حکم دیا ہے اسی جگہ رہ جائیں وہاں سے نہ نہیں حضور ﷺ کے آنے تک۔ اور رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو ان لوگوں کے ساتھ بھیجا جو بنو قریظہ میں سے مسلمان ہو گئے تھے اور بنو سلیم میں سے اور کچھ دیگر لوگ جو اس سے قبل مسلمان ہو گئے تھے۔ آپ نے خالد کو حکم دیا کہ مکہ میں زیریں جانب داخل ہوں اور اس کو حکم دیا کہ وہ شہر کے گھروں یعنی شہری آبادی کے قریب اپنا جھنڈا گاڑیں۔ زیریں مکہ کی جانب قبیلہ بنو بکر اور بنو حارث بن عبدمنات اور قبیلہ ہذیل اور ان کے ساتھ دیگر قبائل سے قریش نے مدد مانگی تھی اور ان سے کہا تھا کہ وہ مکے کی زیریں جانب سے جائیں۔



اور رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کو انصار کے فوجی دستے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے مقدمۃ الخیش کے طور پر بھیجا تھا۔ سعد نے اپنا جھنڈا قیس بن سعد کے حوالے کیا اور رسول اللہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے ہاتھ کو روک کر رکھیں کسی سے قتال و لڑائی نہ کریں۔ ہاں مگر اس کے ساتھ کر سکتے ہیں جو ان سے قتال کرے اور انہیں چار آدمیوں کے قتل کا حکم دیا :

۱- عبد اللہ بن سعد بن ابوسرح - ۲- حویرث بن نقیذ -

۳- ابن نطل - ۴- مقیس بن صابہ بنو لیث میں سے تھے اور وہ کلب بن عوف میں سے تھے۔

اور حکم دیا تھا قینین ابن نطل کے قتل کا (یہ دونوں گانے والی لڑکیاں) رسول اللہ ﷺ کی ہجاء اور بُرائی کو نظم میں گاتی تھیں۔

چنانچہ فوجی دستے ایک کے پیچھے ایک ابوسفیان کے سامنے گزرتے رہے۔ حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء بھی ساتھ کھڑے تھے۔ جو بھی دستہ ان کے سامنے سے گزرتا وہ اس کے بارے میں پوچھتے تھے یہاں تک کہ ان کے سامنے ان پر انصار کا دستہ گزرا۔ اس دستے میں سعد بن عبادہ انصار بھی تھے۔ چنانچہ سعد نے ابوسفیان کو پکار کر کہا :

اليوم يوم الملحمة      اليوم تستحل الحرة

آج انتہائی شدید جنگ کا دن ہے۔ آج کے دن حرمیں پامال کی جائیں گی۔

جب رسول اللہ ﷺ ابوسفیان کے پاس سے گزرے مہاجرین کے دستے میں تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے اپنی قوم کے بارے میں یہ حکم دیا ہے کہ وہ قتل کئے جائیں؟ اس لئے کہ سعد بن عبادہ اور اس کے دستے والے جب میرے پاس سے گزرے ہیں تو انہوں نے مجھ پکار کر کہا ہے :

اليوم يوم الملحمة      اليوم تستحل الحرة

میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اپنی قوم کے بارے میں کہ ان کو قتل نہ کرنا۔

لہذا رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کے پاس نمائندہ بھیج کر اس کو اس کے دستے کی امارت سے معزول کر دیا۔ اور حضرت زبیر بن عوام کو اس کی جگہ مقرر کر دیا انصار پر مہاجرین کے ساتھ ساتھ۔ لہذا زبیر لوگوں کو چلاتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ مقام حجون تک پہنچ گئے، وہاں پر انہوں نے رسول اللہ کا جھنڈا گاڑ دیا اور خالد بن ولید روانہ ہو کر زبیر کے مکہ میں پہنچے تو بنو بکر اس کو ملے۔ انہوں نے اس سے قتال کیا مگر وہ شکست کھا گئے اور بنو بکر کے تقریباً بیس آدمی مارے گئے اور بنو ہذیل کے تین چار آدمی اور پھر وہ لوگ شکست خوردہ ہو گئے اور وہ مقام حزورہ میں قتل کئے گئے۔ حتیٰ کہ ان کا قتل مسجد کے دروازے تک پہنچ گیا۔ اور ان میں سے بعض لوگ بھاگ کر گھروں میں داخل ہو گئے اور ان میں سے ایک گروہ پہاڑ پر چڑھ گیا اور مسلمانوں نے تلواریں لے کر ان کا تعاقب کیا۔ حضور ﷺ مہاجرین اولین میں داخل ہو گئے اور لوگوں کے آخری دستوں میں ابوسفیان نے چیخ کر اعلان کیا جب وہ مکہ میں داخل ہوا تھا۔

”جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے اور اپنے ہاتھ روک لے وہ امان میں ہے۔“

ایک عورت ہند بن عتبہ نے کہا حالانکہ وہ اس کی عورت تھی، اللہ نے تجھے رسوا کر دیا ہے مسلمان قوم کی آنے کی اطلاع لانے والے اور تیرے ساتھ تیرے خاندان کو بھی۔ اس عورت نے ابوسفیان کو داڑھی سے پکڑ لیا۔ پکارنے لگی اُقْتُلُوا الشَّيْخَ الْاَحْمَقُ، اس بڑھے بے وقوف کو قتل کر دو۔ تم لوگوں نے قتال کر کے اپنا دفاع، اپنے شہروں کا دفاع کیوں نہ کیا۔

ابوسفیان نے اس عورت سے کہا تمہارے اوپر افسوس ہے۔ تم چپ چاپ اپنے گھر کے اندر چلی جاؤ۔ وہ (محمد ﷺ) ہم لوگوں کے پاس پوری خلق خدا کو لے کر آ گئے ہیں۔ ادھر حضور ﷺ جب کدوا کی گھائی پر چڑھے تو انہوں نے پہاڑوں کے اوپر تلواروں کی چمک دیکھی تو



آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ حالانکہ میں نے تو قتال و لڑائی سے روکا تھا۔ مہاجرین نے کہا ہم گمان کرتے ہیں کہ شاید خالد بن ولید کے ساتھ قتال شروع ہو گیا ہے اور قتال کا آغاز ہو گیا ہے۔ اس کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا اس کے سوائے قتال کرنے کے کہ وہ بھی قتال کرے ان سے جو اس سے قتال کریں۔

یا رسول اللہ ﷺ خالد آپ کی نافرمانی کرنے والا نہیں تھا اور آپ کے حکم کے خلاف بھی نہیں کر سکتا۔ لہذا حضور ﷺ گھائی سے اترے اور حجون سے گزرے۔ زبیر بن عوام روانہ ہو کر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اصحاب رسول ﷺ میں سے دو آدمی زخمی ہو گئے تھے گرز بن جابر جو بنو محارب بن فہر کا بھائی اور حبیش بن خالد اور خالد الاشعر کہہ کر پکارا جاتا تھا حالانکہ وہ بنو کعب میں سے ایک تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دن حکم دیا تھا قتل نفیر کا یہ کہ قتل کیا جائے عبداللہ بن سعد بن ابوسرح کو۔ کیونکہ وہ ہجرت کے بعد مرتد ہو گیا تھا اور کفر کر لیا تھا۔ اور وہ چھپ گیا تھا یہاں تک کہ لوگ مطمئن ہو گئے تھے۔ پھر آیا تھا وہ ارادہ کر رہا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر لے۔

حضور ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا تھا تا کہ آپ کے اصحاب میں سے کوئی اٹھ کر اسے قتل کر دے مگر اسے قتل کرنے کیلئے کوئی نہیں اٹھا تھا۔ اس لئے کہ وہ یہ نہیں سمجھ سکے تھے کہ اس کے بارے میں حضور ﷺ کے دل میں یہ بات ہے۔ صحابہ میں سے ایک نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ مجھے اشارہ کر دیتے تو میں اس کی گردن مادیتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم یہ کام نہیں کرتے۔ اور کہا گیا ہے اس کو عثمان بن عفان نے پناہ دی تھی اس لئے کہ وہ ان کا دودھ شریک بھائی تھا۔

اور دو گانے والی (حضور ﷺ کی برائی میں) عورتوں میں سے ایک قتل کی گئی تھی۔ اور دوسری چھپادی گئی تھی یہاں تک کہ اس کے لئے امان مانگ لی گئی تھی۔

اس کے بعد حضور ﷺ حرم میں داخل ہوئے تھے سب سے پہلے آپ نے بیت اللہ کا سات بار طواف کیا تھا مگر اپنی سواری پر رہتے ہوئے کیا تھا۔ تمام ارکان کا استلام کرتے رہے۔ (اہل مغازی نے) گمان کیا ہے کہ اپنی کھوٹی یا بید کے ساتھ۔ لوگ کثیر ہو گئے تھے یہاں تک کہ مسجد بھر گئی تھی۔ مشرکین رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے تھے اور آپ کے اصحاب کو۔ یا یہ مطلب ہے کہ مشرکین رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کو آنکھوں کے اوپر سے ہاتھ کا سایہ کر کے دیکھتے رہے (دور سے یا سامنے سورج ہونے کی وجہ سے)۔ جب آپ ﷺ نے طواف پورا کر لیا تو سواری سے نیچے اتر آئے (یہ عمل آپ نے اس لئے کیا تھا تا کہ مسلمان آپ ﷺ کو طواف کی حالت میں دیکھ سکیں)۔ پھر سواری باہر نکال دی گئی تھی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے دو سجدے کئے (یعنی دو رکعت نفل طواف پڑھے)۔ اس کے بعد زم زم کی طرف لوٹ گئے۔ آپ نے اس میں جھانکا اور فرمایا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ بنو عبدالمطلب اپنے سقایہ پر (پانی اور زم زم پلانے کے منصب پر) مغلوب ہو جائیں گے تو میں اپنے ہاتھ سے ایک ڈول کھینچتا (مطلب ہے کہ اگر میں ڈول کھینچ لوں تو لوگ زم زم سے پانی کھینچنے میں بنو عبدالمطلب پر غالب آجائیں گے)۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک کونہ میں پھر گئے مقام ابراہیم کے قریب۔ مقام کے بارے میں (اہل مغازی و اہل سیر) کا گمان ہے کہ وہ کعبے کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو پیچھے ہٹا دیا تھا موجودہ جگہ پر۔ اس کے بعد رسول اللہ نے آب زم زم کا ڈول پا بڑا پیالہ پانی کا برتن منگوا کر پیا اور حضور نے وضو کیا اور مسلمان (حسب عادت) رسول اللہ ﷺ کے وضو کے پانی کو جلدی جلدی جھپٹنے لگے وہ اس کو اپنے چہروں پر اُنڈیل رہے تھے اور مشرکین ان کو دیکھے جا رہے تھے اور حیران ہوئے جا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم نے کبھی بھی ایسا بادشاہ دیکھا اور نہ سنا ہے جو اس مقام پر پہنچا ہو (یعنی جس کے ساتھ اس طرح ٹوٹ ٹوٹ کر لوگ محبت کرتے ہوں)۔

صفوان بن اُمیہ کا فرار ہونا حضور ﷺ کا اس کے لئے اپنا بردہ مبارک بھیجنا

عمیر بن وہب کا اس کے لئے امان طلب کرنا، حضور ﷺ کا امان دینا

اور اس کا مسلمان ہو جانا

صفوان بن اُمیہ نے سمندر کی راہ لی عمیر بن وہب بن خلف رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اور ان سے صفوان بن اُمیہ کے لئے امان طلب کی اور کہا کہ وہ بھاگ کر سمندر کی طرف چلا گیا ہے۔ میں ڈر رہا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو ہلاک کر دے گا۔ آپ مجھے اس کے پاس امان کا حکم دے کر بھیج دیجئے بے شک آپ تو اسود و احمر کو امان دے چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آپ اپنے چچا زاد کے پاس پہنچ جائیں اس کو امان ہے۔ عمیر نے اس کو تلاش کیا اور پالیا اور اس کو جا کر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے امان دی ہے۔ مگر صفوان نہیں مانا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں یقین نہیں کروں گا، یہاں تک کہ میں کوئی علامت اور نشانی دیکھ لوں جس کو میں پہچانتا ہوں۔ عمیر نے کہا کہ اچھا تم یہیں رہو میں تیرے پاس کوئی نشانی لے کر آتا ہوں۔ لہذا عمیر پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور کہا، یا رسول اللہ ﷺ صفوان میری بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں ہے۔ بلکہ وہ آپ کی کوئی ایسی نشانی آپ کی طرف سے چاہتا ہے جس کو وہ پہچان سکے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے اوپر سے وہ چادر اتار لی جس کو آپ اپنے اوپر اوڑھے ہوئے تھے جب آپ مکے میں داخل ہوئے تھے۔ حضور نے وہ عمیر بن وہب کو دیدی (بطور نشان صفوان کو دینے کے لئے)۔

صفوان نے جب رسول اللہ کا پردہ مبارک دیکھا تو اس نے یقین کر لیا اور اس کے دل کو اطمینان ہو گیا اور وہ عمیر کے ساتھ چلا آیا۔ مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ نے مجھے امان دی ہے جیسے یہ عمیر کہتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں، میں نے آپ کو امان دی ہے۔ صفوان نے کہا آپ مجھے ایک مہینہ کی مہلت دیں سوچنے کے لئے۔ حضور نے فرمایا، بلکہ میں تجھے دو ماہ کی مہلت ہے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے دے۔

ابن شہاب کے بقول حضور ﷺ نے صفوان کو چار ماہ سوچنے سمجھنے کی مہلت دی تھی

ابن شہاب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صفوان کو آواز دے کر کہا حالانکہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے پوچھا کہ اے محمد (ﷺ) کیا آپ نے مجھے امان دی ہے جیسے یہ عمیر کہتا ہے کہ اگر میں راضی ہوں ورنہ مجھے دو ماہ کی چھوٹ ہے آپ کی طرف سے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے سے تو اتریں اے ابو وہب۔ اس نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم میں نہیں اتروں گا بلکہ پہلے آپ میرے لئے وضاحت کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لئے چار ماہ کی آسانی اور چھوٹ ہے۔

اُم حکیم بنت حارث بن ہشام حضور ﷺ کی خدمت میں آئی، وہ اس وقت مسلمان ہو چکی تھی اور وہ عکرمہ بن ابو جہل کی زوجیت میں تھی اس نے حضور سے اجازت مانگی اپنے شوہر کو تلاش کرنے کے لئے۔ حضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔ اور عکرمہ کے لئے امان بھی دی۔ چنانچہ اُم حکیم شوہر کی تلاش کے لئے اپنے ایک رومی غلام کے ساتھ روانہ ہو گئی۔ اس رومی نے اُم حکیم پر بڑی نیت کر لی مگر وہ ہمیشہ اپنے شوہر کی تمنا کرتی رہی اور اس کے قریب ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ عورت قبیلہ عک کے کچھ لوگوں کے پاس آئی اور اس نے ان لوگوں سے اپنے غلام کے خلاف مدد چاہی۔ انہوں نے اس غلام کو جکڑ کر اس کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے شوہر عکرمہ کو بھی پالیا (اور وہ اس کو حضور کی خدمت میں لے آئی)۔ رسول اللہ ﷺ نے جب عکرمہ کو دیکھا تو خوشی سے اُچھل کر کھڑے ہو گئے اس کو کوئی طعنہ بھی نہ دیا۔ اس کی بیوی نے اس کو تہامہ (جنوبی حجاز کے علاقے) میں پالیا تھا۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ چلے آئے تھے اور مسلمان ہو گئے تھے۔

ایک آدمی آیا بنو ہذیل سے جس وقت بنو بکر شکست کھا گئے تھے۔ عکرمہ کی عورت کے پاس فرار ہو کر۔ اُم حکیم نے اس شخص کو ملامت کی اور عاجز قرار دیا اور فرار پر شرم دلائی۔ اس نے کہا :

وانت لو رايتنا بالخدمه  
ولحقنا بالسيوف المسلمة  
اذ فر صفوان وفر عكرمه  
يقطعن كل ساعد وجمجمه

لم تنطقي في اللوم ادنى كلمه

کاش کہ تم ہم لوگوں کو خدمہ میں دیکھتی جب صفوان فرار ہوئے تھے اور عکرمہ فرار ہوئے تھے اور تم ہمارے ساتھ قاطع تلواروں کے ساتھ لاحق ہوتی جو تلواریں ہر بازو کو کاٹ ڈالتی ہیں اور ہر کھوپڑی کو بھی کاٹ ڈالتی ہیں تو تم ملامت کرنے میں ایک کلمہ بھی نہ کہتی۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ یہ شعر جماس نے اُم حکیم سے کہا تھا جو کہ بنو سعد بن لیث کے بھائی ہوتے تھے۔

**حضور ﷺ کا خالد بن ولید سے باز پرس کرنا ان کا جواب سن کر حضور کا مطمئن ہو جانا**

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید سے فرمایا تھا کہ تم نے قتال کیوں کیا فتح مکہ کے دن حالانکہ میں نے قتال کرنے سے منع کیا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ ہم نے نہیں ان لوگوں نے ہم سے لڑنے میں پہل کی تھی اور ہم لوگوں کے اندر اسلحہ استعمال کیا اور ہم لوگوں کو انہوں نے تیروں سے چھلنی کیا، میں نے اپنا ہاتھ روک رکھا تھا جہاں تک میری استطاعت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قضاء بہتر تھی (یعنی یہی اللہ کا فیصلہ تھا)۔

**رسول اللہ ﷺ کا مکے میں داخلہ اور فتح ماہ رمضان ۸ھ میں ہوئی**

**صدیق اکبر کا اس موقع پر خواب دیکھنا**

کہا جاتا ہے کہ اس دن ابو بکر ﷺ نے خواب دیکھا تھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نیند کی حالت میں اپنے آپ کو دیکھا ہے اور حضور آپ کو بھی کہ ہم لوگ مکہ کے قریب ہوئے ہیں اور ایک کتیا نکل کر ہماری طرف آئی ہے اور وہ بھونک رہی ہے جو نہیں ہم اس کے قریب ہوئے ہیں تو وہ کتیا اپنی پشت کے بل لیٹ گئی اور وہ دودھ کی دھاریں بہا رہی ہے۔

**حضور ﷺ کا صدیق اکبر کے خواب کی تعبیر دینا**

فقال : ذهب كلبهم ، و اقبل درهم ، وهم سائلوكم بارحامكم

فرمایا کہ : ان کا کتا چلا گیا ہے (یعنی ان کے بھونکنے اور زبان درازی کا دور ختم ہو چکا ہے) اور ان کا دودھ بہنا متوجہ ہے اور آ گیا ہے (یعنی ان کی خیر کی صفات سامنے آنے لگی ہیں اور وہ تم سے اپنے رشتوں اور قربانیوں کے واسطے دے کر بات کرنے پر مجبور ہیں۔

**ابوسفیان کو اور حکیم بن حزام کو قتل کرنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا تھا**

فرمایا کہ تم ان میں سے بعض لوگوں سے ملنے والے ہو۔ اگر تم ابوسفیان سے ملو تو اس کو قتل نہ کرنا اور حکیم بن حزام کو بھی۔



## حضرت حسان بن ثابت کا رسول اللہ ﷺ کی مکہ روانگی پر اشعار کہنا

حضرت حسان بن ثابت نے اس بارے میں یعنی مکہ کی طرف روانگی کے بارے میں شعر کہے اور فرمایا :

تثير النقع من كتفى كداء	عدمت بنيتى ان لم تروها
يلطمهن بالخمير النساء	يناز عن الأعنة مصفيات
و كان الفتح وانكشف الغطاء	فان اعرضتموا عنا اعتمرنا
يعين الله فيه من يشاء	والا فاصبروا لجلاد يوم
وروح القدس ليس له كفاء	وجبرائيل رسول الله فينا
وعند الله في ذاك الجزاء	هجوت محمداً فاجبت عنه
ويمدحه وينصره سواء	فمن يهجو رسول الله منكم
وبحرى لا تكيدہ الدلاء	لسانى صارم لا عيب فيه

مجھے اپنی پیاری بیٹی کو دیکھنا نصیب نہ ہوا اگر تم مکہ پر حملہ کرنے والوں اور مکہ والوں کو کد ا پہاڑ کے دونوں طرف اصحاب رسول کے گھوڑوں کی ناپوں سے غبار اڑتا نہ دیکھو، نیز لہراتے ہوئے چمکتی تلوار عیاں کئے ہوئے ہونگے اور مجاہدین کے گھوڑوں کو شام با شام دینے کے لئے عورتیں اپنے دوپٹے اُتار کر ان کے جسم سے غبار صاف کر رہی ہوں گی۔ اگر تم لوگ اعتراض کرو تو سنو ہم لوگ تو عمرہ کرنے آئے تھے مگر وہ فتح مکہ کا پیغام بن گیا۔ گویا ایک مختص حقیقت سامنے آگئی ورنہ شمشیر زنی پر صبر کرو اس دن جس دن اللہ جس کو چاہتا ہے نصرت کرتا ہے۔ سنو اللہ کا رسول و نمائندہ جبرائیل ہمارے اندر ہے اور روح القدس جبرائیل کی تو مثال اور کوئی نظیر ہی نہیں ہے۔ تم نے محمد ﷺ کی بھوک تھی میں نے ان کی طرف سے دفاع کا فریضہ بھی انجام دیا ہے اللہ کے نزدیک اسی طرح اس کی مکافات ہے اور اس کا بدلہ ہے۔ تم لوگوں میں سے جو شخص بھی رسول اللہ ﷺ کی بھوک بھرائی کر لے یا اس کی مدح کرے اور اس کی مدد کرے سب برابر ہے (یعنی ہمارے نزدیک اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا)۔ میری زبان تلوار قاطع ہے اس میں کوئی عیب نہیں ہے اور میرا سمندر اس قدر صاف ہے کہ یا مراد گہرے پانی والا ہے کہ اس کو پانی کھینچنے والوں کے ڈول میلا اور مکد نہیں کر سکتے۔

کہتے ہیں کہ اہل روایت نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ عورتیں واقعی اپنے دوپٹوں کے ساتھ مجاہدین کے گھوڑوں کے جسموں کو صاف کر رہی ہیں (جو حضرت حسان نے اپنے اشعار میں کہا تھا) تو رسول اللہ حضرت ابو بکر صدیق کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

مصنف فرماتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ ابوالاسود کی ایک روایت میں عروہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ وادی ذی طوی میں اترنے ہی والے تھے کہ فرمایا کہ کیسے کہا تھا حسان نے؟ آپ کے اصحاب میں سے ایک نے کہا کہ یوں کہا تھا :

تثير النقع من كتفى كداء
 عدمت بنيتى ان لم تروها |

میں اپنی بیٹی کو گم پاؤں، یا یہ کہ میں اپنی بقا کو گم پاؤں یعنی ہلاک ہو جاؤں اگر تم نہ دیکھو کہ کد ا پہاڑی کے دونوں کناروں سے لشکر رسول کے گھوڑے غبار نہ اڑا رہے ہوں (یعنی ضرور اڑائیں گے)۔

لہذا رسول اللہ نے (اپنے رضا کار کا قول سچا کرنے کے لئے) حکم دیا کہ وہیں سے داخل ہوؤ جہاں سے حسان نے کہا تھا (یہ حضور ﷺ کی اپنے اصحاب کے ساتھ بے پناہ محبت کی دلیل ہے)۔ (الدرر بن عبد البر باختصار ۲۱۵-۲۱۷)

لات و عزیٰ کے بجائے خالص اللہ کو پکارنا ..... (۷) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو علاشہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ابو الاسود سے، اس نے عروہ سے، اس نے یہی قصہ ذکر کیا ہے اس اضافہ کے ساتھ، ابو بکر کے قصے تک اس کے خواب کے بارے میں۔ ان لوگوں نے اس کے مابعد کوئی ذکر نہیں کیا۔ راوی نے عکرمہ بن ابو جہل کے فرار میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ان کی بیوی نے اپنے شوہر کو بعض راستے میں پالیا تھا ارض تہامہ میں۔ عکرمہ جب کشتی میں سوار ہوا تھا کشتی میں بیٹھنے لگا تو اس نے لات اور عزیٰ کو پکارا مگر کشتی والوں نے کہا کہ یہاں پر کوئی ایک بھی ایسا نہیں گزرتا جو کسی شئی کو پکارے سوائے اللہ وحدہ لا شریک کے، خالص پکار کرے اسی کی۔ عکرمہ نے کہا اللہ کی قسم اگر وہ اللہ دریا میں اکیلا ہے تو پھر بے شک وہ خشکی اور ہر جگہ میں اکیلا ہے۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ضرور محمد ﷺ کے پاس جاؤں گا۔ چنانچہ عکرمہ اپنی عورت کے ساتھ واپس لوٹ گیا، وہ رسول اللہ پر داخل ہوا اور ان سے بیعت ہوا۔ حضور ﷺ نے اس کی بیعت قبول کی۔

اس روایت میں راوی نے عکرمہ کے لئے حضور ﷺ کے اٹھ کھڑا ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

حسان بن ثابت کا قریش کی ہجو کرنا ..... (۸) اور تمام اشعار جنہیں راوی نے حسان بن ثابت کی طرف سے ذکر کیا ہے وہ اس روایت میں مذکور ہیں جس کی ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے ابو بکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن ابراہیم نے، ان کو ابن بکیر نے، ان کو لیث نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عبد اللہ بن صالح نے، ان کو حدیث بیان کی ہے لیث نے، ان کو خالد بن یزید نے سعید بن ابولہلال سے، اس نے عمارہ بن غزیہ سے، اس نے محمد بن ابراہیم سے، اس نے ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قریش کی ہجو کرو یہ بات ان پر تیر مارنے سے زیادہ سخت ہوگی اور آپ نے عبد اللہ بن رواحہ کے پاس پیغام بھیجا اور فرمایا کہ قریش کی ہجو کیجئے۔ اس نے ان کی ہجو کی مگر اس کا انداز پسند نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے کعب بن مالک کے پاس پیغام بھیجا۔ اس کے بعد حسان بن ثابت کے پاس بھیجا۔ وہ جب آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا تحقیق تمہارے لئے وقت آن پہنچا ہے کہ تم لوگ چھوڑ دو اس معاملے کو اس شیر کے لئے جو اپنی دُم سے مارنے والا ہے۔ پھر اپنی زبان کو ہونٹوں سے باہر کر لیتا ہے، پھر اس حرکت دینے لگتا ہے (اس سے حضور کی مراد حسان بن ثابت تھے)۔

(حضور ﷺ نے اس کو دُم سے مارنے والے شیر سے تشبیہ دی کیونکہ شیر جب غصے میں آتا ہے تو اپنی دُم اپنے پہلو پر مارتا ہے اس سے مراد اس کی زبان ہے)۔ حسان نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں تو قریش کے نسب اُدھیر دوں گا جیسے کچے چمڑے کو پھاڑ دیا جاتا ہے مگر رسول اللہ نے فرمایا کہ حسان جلدی نہ کر بے شک ابو بکر قریش کے بارے میں زیادہ علم رکھتے ہیں اور میرا نسب بھی انہیں میں ہے۔ جلدی نہ کر جب تک کہ تیرے سامنے میرے نسب کو خالص اور الگ نہ کر دیا جائے۔ حسان آیا آپ کے پاس پھر واپس لوٹ گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے نسب کو آپ کے لئے خالص اور محفوظ کر لوں گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں آپ کو ان میں سے ایسے کھینچ لوں گا جیسے گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو کھینچ لیا جاتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے حسان کے بارے میں کہ رُوح القدس ہمیشہ تیری تائید کرتا رہے گا جب تک اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے دفاع کرتے رہیں گے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سنا تھا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے حسان نے قریش کی ہجو کر کے مومنوں کو سکون دیا ہے اور اس نے خود بھی سکون پایا ہے۔

حضرت حسان فرماتے ہیں :

هجوت محمدًا فاجبت عنه  
هجوت محمدًا برا حنيفا  
فان ابى ووالده وعرضى  
ثكلت بنيتى ان لم تروها  
واظن فى رواية ابن بكير موعدها كداء  
وعند الله فى ذاك الجزاء  
رسول الله شيمته الوفاء  
لعرض محمد منكم وقاء  
تثير النقع من كتفى كداء  
يبارين الاسنة مشرعات

تم نے محمد ﷺ کی ہجو اور بُرائی کی تھی میں نے ان کی طرف سے جواب دیا ہے اللہ کے نزدیک اسی میں اس کا بدلہ ہے اور جزاء ہے۔ تم نے محمد ﷺ کی ہجو اور بُرائی کی ہے حالانکہ وہ سچے متقی ہیں تمام ادیان سے یکسو، دین توحید کے داعی ہیں، وفا کرنا ایفاء کرنا ان کی فطرت میں شامل ہے۔ بے شک میرا باپ میری ماں اور میری اپنی عزت تم لوگوں کی زبان درازی و ہرزہ سرائی سے محمد ﷺ کی عزت کے دفاع اور بچاؤ کے لئے قربان ہے۔ میں تم پاؤں اپنی بیٹی کو (دوسری تعبیر سے) میں تم پاؤں اپنے نفس کو اگر تم لوگ کدا گھائی کے دونوں اطراف میں مجاہدین فتح مکہ کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے اڑتا غبار نہ دیکھو (یعنی یہ کام ضرور ہو کر رہے گا)۔ نیز ابن بکیر کی روایت میں یوں ہے کہ اس کی وعدہ گاہ کدا گھائی ہے (وہ مجاہدین فتح مکہ) نیزوں کو لہرانے والے تلواروں کو چمکاتے آئیں گے۔

اشعار : ابن صالح کی روایت میں اس طرح سے ہیں :

يبارين الا عنة مصعدات  
تظل جيانا متمطرات  
فان اعرضتموا عنا اعتمرنا  
والا فاصبروا والضراب  
وقال الله قد ارسلت عبدا  
وقال الله : قد يسرت جندا  
تلاقى من معد كل يوم  
على اکتافها الاسل الظماء  
تلطمهن بالخمير النساء  
وكان الفتح وانكشف الغطاء  
يوم يعز فيه من يشاء  
يقول الحق ليس به خفاء  
هم الانصار عرضتها اللقاء  
سباب او قتال او هجاء

ابن بکیر کی ایک روایت میں یوں ہے :

لنأفى كل يوم من معد  
فمن يهجو رسول الله منكم  
وجبرائيل رسول الله فينا  
سباب او قتال او هجاء  
ويمدحه وينصره سواء  
وروح القدس ليس له كفاء

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حدیث لیث بن سعد سے۔

وہ مجاہدین فتح مکہ کے گھوڑے اپنی نگاہوں کو چمکاتے اور کھڑکھڑاتے ہوئے تمہاری طرف چڑھ دوڑیں گے اس حال میں کہ ان مجاہدین کے کندھوں پر نیزے لہرا رہے ہوں گے اور وہ دشمن کے خون کے پیاسے ہوں گے۔ ہمارے خالص گھوڑے تیز رفتار ایک دوسرے سے سبقت کرنے والے ہوں گے ان گھوڑوں کی عزت و اکرام کا یہ عالم ہوگا کہ مکہ کی عورتیں اپنے دوپٹے اتار کر ان کے منہ اور جسم سے غبار صاف کریں گی۔



حضرت حسان کے یہ اشعار بلاشبہ الہامی تھے، کیونکہ فتح مکہ والے دن دنیا نے دیکھا کہ ان تمام باتوں میں سے ہر بات سچی ثابت ہوئی اور دنیا نے دیکھا کہ واقعی عورتیں اپنے دوپٹوں سے گھوڑوں کے جسم سے غبار صاف کر رہی ہیں اور تم لوگ اس غزوے اور مکہ کے سفر سے تعرض نہیں کرو گے تو ہم تو عمرہ کرنے آئیں گے، بیت اللہ کی زیارت کرنے آئیں گے۔ اگر تم ہمارا راستہ چھوڑ دو گے تم ہم بھی اسی کا قصد کریں گے یوں بھی فتح پوری ہو جائے گی اور پردہ اٹھ جائے گا اس وعدہ فتح سے جو اللہ نے اپنے نبی سے کیا ہے وگرنہ تم صبر کرنا اس دن کی مار کے لئے جس دن اللہ عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے حق میں فرما چکے ہیں کہ میں نے ایک عظیم بندے کو بھیجا ہے رسول بنا کر، وہ ایسا حق کہتا ہے جس میں کوئی خفا اور پوشیدگی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں کہ میں ایک لشکر تیار کر چکا ہوں وہ انصار ہیں جن کا مقصود و مطلوب دشمن سے ٹکرانا ہے۔ دوسری تعبیر ہے کہ وہ قوی ترین ہیں قتال پر۔

ابن بکیر کی ایک روایت میں اس طرح ہے :

”ہر روز ہمارے لئے قریش (معد بن عدنان) کی طرف سے گالیاں، قتال اور ججوو بُرائی ہوتی رہتی ہے۔ بس آپ لوگوں میں سے جو شخص بھی رسول اللہ ﷺ کی ججوو بُرائی کرے یا ان کی مدح کرے اور نصرت کرے سب برابر ہے اس لئے کہ تمہارے بُرائی کرنے سے ان میں بُرائی نہیں آجائے گی اور مدح کرنے سے وہ ممدوح نہیں ہوں گے اور تمہاری نصرت کے نہ ہی وہ محتاج ہیں۔ اس لئے کہ ہمارے اندر تو جبرائیل علیہ السلام ہوتے ہیں جو اللہ کے رسول اور نمائندہ ہیں وہ تو روح القدس ہیں ان کی تو کوئی برابری نہیں، نہ ہی کوئی مثل ہے۔“

اس کو بخاری مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث لیث بن سعد سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۵۷ ص ۱۹۳۵)

باب ۱۶۱

## انصار نے جو کچھ قول کیا جس وقت رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ کو امان دی تھی بعض شرائط کے ساتھ

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اطلاع کر دی تھی اس پر جو کچھ انہوں نے کہا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو داؤد نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے، ان کو ثابت بنانی نے عبد اللہ بن رباح سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ہمارے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے اور ہم ایک دوسرے کے لئے کھانا تیار کرتے تھے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان میں سے تھے جو ہمارے لئے تیار کرتے تھے۔ وہ کثرت سے ہمیں اپنے ڈیرے کی طرف بلاتے تھے۔ میں نے سوچا کہ اگر میں کھانے کے لئے کہوں کہ وہ تیار کیا جائے اور میں بھی ان لوگوں کو بلاؤں اپنے ڈیرے پر اپنے سامان پر تو بہت اچھا ہوگا۔ لہذا اس بات کے لئے، میں شام کے وقت حضرت ابو ہریرہ سے ملا، میں نے کہا اے ابو ہریرہ آج رات میرے ہاں دعوت ہے۔ انہوں نے فرمایا، اے انصار کے بھائی آپ نے آج مجھ سے سبقت کر لی ہے۔ چنانچہ میں نے ان کو بلا یا وہ لوگ میرے پاس ہی تھے۔

اچانک حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک حدیث کی تعلیم نہ دوں تمہاری حدیث میں سے؟

اے انصار کی جماعت اور (عبداللہ بن رباح انصاری تھے)!(انہوں نے کہا) اور فتح مکہ کا ذکر کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو بھیجا دو میں سے ایک جانب والوں پر مقرر فرما کر (یعنی میمنہ اور میسرہ پر) اور حضرت زبیر کو بھیجا تھا ایک اور جانب اور ابو عبیدہ کو بھیجا تھا حتر پر یعنی ان لوگوں پر مقرر فرمایا جن کے پاس زرہ نہیں تھی پھر مجھے دیکھا اور فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کی میں حاضر ہوں یا رسول اللہ، میں نے کہا میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کر رہا ہوں اے اللہ کے رسول۔ حضور ﷺ نے فرمایا، میرے لئے انصار کو بلا لائیے، میرے پاس صرف انصار کو ہی لانا۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ قریش کو دیکھو اور ان کے اوباشوں کو، ان کو کاٹو۔ وہ کہتے ہیں ہم چل پڑے۔ پس کوئی ایک بھی ان میں سے ایسا نہیں تھا جو ہماری طرف متوجہ ہوتا اور نہ ہی ہم میں سے کسی نے ان میں سے کسی کا ارادہ کیا مگر اسے پکڑ لیا۔ کہتے ہیں ابوسفیان آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ قریش کی ہریالی ختم کر دی گئی ہے آج کے بعد قریش نہیں ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دار ابوسفیان میں داخل ہو جائے اس کو امان ہے، جو ہتھیار پھینک دے اس کو امان ہے۔ لہذا لوگوں نے اپنے اپنے ہتھیار پھینک دیئے۔ رسول اللہ ﷺ حرم میں داخل ہوئے تو پہلے پہلے آپ نے حجر اسود سے ابتداء کی آپ نے اس کا استلام کیا پھر سات بار طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد آگے آئے آپ کے ہاتھ میں کمان تھی آپ اس کے مڑے ہوئے کنارے پر اسے پکڑے ہوئے تھے۔ آپ اس کے ساتھ بتوں کی آنکھوں میں کچوکھ مارتے جاتے تھے اور فرماتے تھے:

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

اس کے بعد حضور ﷺ کوہ صفا پر چلے گئے اس کے اوپر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف دیکھا اور آپ نے اللہ کی حمد کرنا شروع کی اور اللہ سے دعا کی (کوہ صفا پر کھڑے ہو کر)۔ انصار آپ کے پاس کھڑے تھے کہہ رہے تھے بہر حال اس شخص (رسول اللہ) کو اس کی بستی (مکہ) کی رغبت نے پالیا ہے اور اپنے کنبے کی محبت نے اور اتنے میں وحی آگئی اور جب وحی آتی تھی تو ہم سے پوشیدہ نہیں رہتی تھی، سو جب وحی کی کیفیت ختم ہوگئی تو آپ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! تم نے یہ کہا کہ اس آدمی (رسول اللہ) کو اس کے علاقے کی رغبت اور خاندان نے جکڑ لیا ہے۔ حضور نے فرمایا، ہرگز نہیں، یہ بات نہیں ہے۔ تین بار یہی فرمایا ہرگز نہیں۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ میرا جینا میرا مرنا تمہارے ساتھ ہے۔ یہ سن کر انصار صحابہ رونے لگے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ محض اللہ و رسول کے ساتھ گمان کی بنا پر کہا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا بے شک اللہ اور اس کا رسول تمہیں سچا قرار دیتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔

(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۸۶ ص ۱۳۰۷/۳)

مکہ کی محبت کا غالب آنا ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن جعفر مزنی نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم العبیدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان بن فروخ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ثابت بنانی نے عبد اللہ بن رباح سے، اس نے ابو ہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ کے پاس کئی کئی وفد گئے یہ ماہ رمضان کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد راوی نے مذکورہ حدیث کا مفہوم ذکر کیا ہے، کسی لفظ کو زیادہ کیا کسی کو کم کیا۔ جو لفظ اضافہ کئے وہ یہ تھے۔ قریش نے اپنے اوباش و اتباع بھیجے اور بولے ہم ان کو آگے بھیجتے ہیں کہ اگر ان کے لئے کوئی فائدے کی بات ہوئی تو ہم ان کے ساتھ ہوں گے اور اگر ان کو نقصان پہنچا تو ہم وہ بھر دیں گے جو ہم سے مطالبہ ہوگا۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ دیکھتے ہیں قریش کے اوباش و اتباع کی طرف۔ اس کے بعد آپ نے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا یا اشارہ کیا کہ وہ اس وقت وحی کی حالت میں ہیں۔ جب وحی آجاتی تھی تو کوئی بھی نظر اٹھا کر حضور ﷺ کی طرف نہیں دیکھتا تھا حتیٰ کہ وحی پوری ہو جاتی۔ چنانچہ جب وحی پوری ہوگئی تو رسول اللہ نے فرمایا، اے انصار کی جماعت۔ انہوں نے کہا بلیک یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے یہ بات کہی ہے میرے بارے میں کہ اس آدمی پر اپنی بستی (مکہ) کی محبت غالب آگئی ہے۔ انصار نے کہا کہ واقعی یہی بات ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا،

ہرگز ایسی بات نہیں ہے میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول ہوں میں نے اللہ کی طرف ہجرت کی ہے اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے۔ راوی نے باقی حدیث ذکر کی ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروج سے۔ (باب فتح مکہ۔ حدیث ۸۴ ص ۱۳۰۵-۱۳۰۷)

اور اس کو نقل کیا ہے اس نے حدیث بہز بن اسد سے، اس نے سلیمان سے اور اس میں اضافہ ہے کہ جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا اس کو امان ہے۔ (باب فتح مکہ۔ حدیث ۸۵ ص ۱۳۰۷/۳)

اور اس کو نقل کیا ہے حدیث حماد بن سلمہ میں ثابت سے، اس میں یہ اضافہ ہے کہ گویا کہ آپ نے حکم دیا تھا قتل کا ان کے لئے شرائط کے ساتھ امان کا عقد کرنے سے پہلے۔ اور حدیث کا سیاق اس پر دلالت کرتا ہے۔ نیز وہ روایت جسے ہم نے پہلے روایت کیا ہے اہل مغازی سے، وہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت ظرفی ..... (۳) ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسن بن علی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو سعید عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن ایوب نے، ان کو خبر دی قاسم بن سلام بن مسکین نے، ان کو ان کے والد نے ثابت بنانی سے، اس نے عبد اللہ بن رباح سے، اس نے ابو ہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ کی طرف چلے وہ اس کو فتح کرنا چاہتے تھے۔ اور اللہ نے اس کو تم لوگوں پر فتح کر دیا۔ کہتے ہیں کہ اس دن صرف چار آدمی قتل کئے گئے تھے۔

کہتے ہیں کہ پھر قریش کے سردار جو مشرکین میں سے تھے وہ کعبے میں داخل ہوئے۔ وہ گمان کر رہے تھے کہ تلوار ان سے نہیں ہٹائی جائے گی (یعنی انہیں قتل کر دیا جائے گا)۔ پھر حضور ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعت پڑھی، پھر کعبے میں آئے اور آپ نے باب کعبہ کے دونوں طرف کی چوکھٹ کو پکڑ کر کھڑے ہوئے فرمایا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو؟ اور کیا گمان کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم کہتے ہیں کہ آپ ہمارے بھائی کے بیٹے ہیں، آپ ہمارے چچا کے بیٹے ہیں، آپ حلیم ہیں آپ رحیم ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، اور تم کیا کہتے ہو اور کیا گمان کرتے ہو؟ وہ کہنے لگے ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ آپ ہمارے بھائی کے بیٹے ہو، ہمارے چچا کے بیٹے ہو۔ حوصلہ مند ہو مہربان ہو (تین بار کہا)۔

رسول اللہ نے فرمایا، میں آج وہی بات کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہی تھی :

لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم و هو ارحم الراحمین  
(سورۃ یوسف)

آج تمہارے اوپر کوئی الزام و اعتراض نہیں ہے اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے اور وہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ لوگ کعبے سے نکل گئے ایسے جیسے کہ وہ اپنی قبروں سے اٹھ کر بھاگے ہیں۔

لہذا وہ دھڑا دھڑا اسلام میں داخل ہو گئے۔ واللہ اعلم





## وہ لوگ جن کے قتل کا حکم دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن

اور وہ بدنصیب اس امان میں داخل نہ ہو سکے جو حضور ﷺ نے منعقد کی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن جشمش فقیہ نے، ان کو خبر دی ابو بکر محمد حسین قطان نے، ان کو خبر دی احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو احمد بن مفضل نے، ان کو اسباط بن نصر ہمدانی نے، وہ کہتے ہیں کہ سدی نے گمان کیا مصعب بن سعد سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ جب فتح مکہ کا دن تھا اس دن رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں کو امان دی تھی مگر صرف چار افراد کو پناہ نہیں دی تھی اور دو عورتیں بھی تھیں۔ آپ نے فرمایا: کہ

اقتلوہم وان وجدتموہم متعلقین باستار الکعبۃ  
ان کو قتل کر دو اگر چہ وہ کعبہ کے غلاف کے ساتھ لٹکے ہوئے بھی ہوں۔

۱۔ عکرمہ بن ابوجہل۔ ۲۔ عبداللہ بن نطل۔ ۳۔ مقیس بن صبابہ۔ ۴۔ عبداللہ بن سعد بن ابوسرح۔

بہر حال عبداللہ بن نطل پایا گیا اس حال میں کہ وہ کعبے کے غلاف کو پکڑ کر لڑکا ہوا تھا۔ لہذا سعید بن حریث اور عمار بن یاسر نے اس کو قتل کرنے کے لئے مقابلے میں بھاگے لیکن سعید نے عمار سے پہل کر لی اور اسے قتل کر دیا کہ وہ جوان آدمی تھے عمار کے مقابلے میں۔ اور مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں پایا تھا انہوں نے اس کو وہ قتل کر دیا اور عکرمہ بن ابوجہل مکے سے فرار ہو کر سمندری راستے سے کہیں نکلنا چاہتا تھا انہیں تیز و تند ہوانے گھیر لیا تھا لہذا کشتی والوں نے کشتی میں سوار ہونے والوں سے کہا کہ خالص اللہ کی پکار کرو، اس لئے تمہارا الہ اور مشکل کشا یہاں پر تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ عکرمہ نے کہا اللہ کی قسم اگر مجھے سمندر میں نجات نہیں دے سکتا مگر صرف اللہ کو خالص کرنا ہی تو پھر خشکی پر بھی اس کے سوا کوئی نجات نہیں دے سکتا۔

اللہم ان لك على عهدا ان انت عافيتنى مما انا فيه ان اتى محمدا حتى اضع يدي فى يديه

فلا جدنه عفوا كريما

اے اللہ! میرا عہد ہے تجھ سے کہ اگر آپ نے مجھے اس مصیبت سے نجات دے دی تو میں محمد ﷺ کے پاس جا کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں گا اور میں ضرور اس کو معاف کرنے والا پاؤں گا۔

چنانچہ وہ حضور کے ﷺ پاس آ کر مسلمان ہو گیا تھا۔

### حضرت عثمان غنی کی سفارش پر

حضور ﷺ نے اپنے گستاخ کو معاف کر کے اس کی بیعت کر لی

باقی رہ گیا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ وہ چھپ گیا تھا عثمان بن عفان کے پاس۔ جب رسول اللہ نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا عثمان غنی نے اسے لا کر حضور ﷺ کے سامنے کھڑا کر دیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ عبداللہ کی بیعت کر لیجئے۔ حضور نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تین مرتبہ، ہر بار انکار کرتے رہے۔ تین دفعہ کے بعد آپ نے اس کی بیعت منظور کر لی۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ کی طرف

توجہ فرمائی اور فرمایا کہ کیا تمہارے اندر کوئی بھلا مانس آدمی نہیں تھا کہ وہ اٹھتا اور اسے قتل کر دیتا جیسے میں اس کی بیعت سے توقف کر رہا تھا؟ تاکہ اس کو کوئی قتل کر دے کہا کہ ہم نہیں جان سکتے کہ آپ کے دل میں کیا ہے۔ آپ نے ہمیں اشارہ کیوں نہ کر دیا آنکھ کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا کہ مناسب نہیں ہے کہ کسی نبی کی آنکھیں خیانت کرنے والی ہوں۔ نبی کسی کے قتل کے اشارے نہیں کرتے۔

چار کے سوا باقی کو امان دینا ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو زرہ عبد الرحمن بن عمرو دمشقی نے، ان کو حسن بن بشر کوفی نے، ان کو حکم بن عبد الملک نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ امن دیا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو فتح مکہ والے دن مگر چار آدمیوں کو امان نہیں دی تھی۔

(۱) عبد العزی بن نطل (۲) مقیس بن صبابہ کنانی (۳) عبد اللہ بن سعد بن ابوسرح (۴) ام سارہ

عبد العزی بن نطل کو قتل کیا گیا حالانکہ وہ کعبے کے غلاف سے لپٹا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ انصاری میں سے ایک آدمی نے نذرمان رکھی تھی کہ وہ عبد اللہ بن سعد کو قتل کرے گا جب بھی اس کو دیکھ لے گا۔ جبکہ یہ عبد اللہ حضرت عثمان بن عفان کا دودھ شریک بھائی تھا۔ حضور کے پاس عثمان اس کو لے کر آئے تھے اس کی سفارش کرنے کے لئے۔ جب اس کو اس انصاری نے دیکھ لیا (جس نے منت مان رکھی تھی) اس نے جلدی سے تلوار لٹکائی اور پہنچ گیا مگر دیکھا کہ وہ حلقہ رسول میں بیٹھا ہے۔ اب انصاری کو تردد ہوا کہ کیا کرے (اس کے قتل کا اقدام کرے یا نہ کرے) اس لئے کہ وہ حلقہ رسول میں بیٹھا ہے۔

اتنے میں اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیعت کرنے کے لئے اپنا دست مبارک دراز فرمایا ہے اور اس کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد آپ نے اس انصاری سے فرمایا کہ میں نے تو تجھے مہلت دی تھی کہ تو اپنی نذر پوری کر لے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے ڈر گیا تھا آپ نے مجھے اشارہ کیوں نہ کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، نہیں کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہوتی کہ وہ کسی ایسے کام کے لئے اشارہ کرے۔

باقی رہا مقیس بن صبابہ۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کا بھائی رہتا تھا اس نے خطا یعنی غلطی سے مقیس کے بھائی کو قتل کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقیس کے ساتھ بنی فہر کے ایک آدمی کو بھیجا تا کہ وہ اس کی دیت لے لے انصار سے، جب اس کے لئے خون بہا (دیت) جمع کر لی گئی تو وہ واپس لوٹا اور جب فہری آدمی سو گیا تو مقیس نے کوڈ کر ایک پتھر اٹھایا اور اس کے ساتھ سوئے ہوئے فہری کا سر کچل کر اس کو قتل کر دیا اور یہ شعر کہتا ہوا فرار ہو گیا جس کا مفہوم کچھ اس طرح تھا، دل کو سکون آ گیا ہے باس صورت۔ کہ مقیس نے کھلے میدانوں میں اس طرح رات گزاری کہ اس کے کپڑے دھوکہ سے قتل ہونے والے کے خون سے آلودہ ہیں۔ اس کے قتل سے قبل دل کے اندیشے بہت ہوتے تھے اور مجھ سے بستر کی راحت بھلا دیتے تھے میں نے اسی وجہ سے بنو فہر کے آدمی کو قتل کر دیا ہے اور میں نے مذکورہ دیت کو ضائع کر دیا ہے جو بنو نجار کے سرداروں پر لازم تھی۔ میں نے قتل کر کے اپنی نذر پوری کی ہے اپنے مال کا بدلہ پالیا ہے اور میں پہلے والے بتوں کی طرف لوٹنے والا ہوں (یعنی میں نے دوبارہ کفر اختیار کر لیا ہے)۔

باقی رہی عورت ام سارہ، تو وہ قریش کی لونڈی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تھی اور اس نے اپنی مجبوری پیش کی تھی، حضور ﷺ نے اس کو ازراہ ہمدی کچھ عطا فرمایا تھا۔ اس کے بعد ایک آدمی آیا تھا اس نے اس کے ہاتھ اہل مکہ کی طرف ایک خط بھیجا تھا۔ یہاں سے راوی نے حاطب کا قصہ ذکر کیا ہے۔

مقیس بن صبابہ کا قتل ..... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو عبد اللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ مقیس بن صبابہ ہشام بن صبابہ کا بھائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا مدینہ میں اپنے بھائی ہشام کے خون کا بدلہ طلب کر رہا تھا اور اس نے اسلام ظاہر کیا اس کے بھائی ہشام کو۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے غزوہ بنو مطلق والے دن قتل کر دیا تھا کیونکہ اس نے اسے مشرک ہی گمان کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقیس بن صبابہ سے فرمایا تیرا بھائی عمداً نہیں بلکہ خطا سے قتل ہوا تھا (غلطی سے)۔ حضور ﷺ نے اس کی دیت اور خون بہا ادا کرنے کا حکم دیا۔ لہذا مقیس نے

وہ دیت وصول کر لی اور کچھ عرصہ تک مسلمانوں کے ساتھ ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد اس نے اپنے بھائی کے قاتل پر زیادتی کرتے ہوئے اس کو قتل کر دیا پھر کافر و مرتد ہو کر مکے جا کر کافروں کے ساتھ لاحق ہو گیا تھا۔

حضور ﷺ نے مکہ والے سال اس کے قتل کا حکم دیا تھا اگرچہ وہ کعبہ کے خلاف کے نیچے بھی پایا جائے۔ چنانچہ اس کو اس کی قوم کے ہی ایک آدمی نے قتل کر دیا تھا اس کا نام شمیلہ بن عبد اللہ تھا صفا مروہ کے درمیان۔

ابن اسحاق نے اس کے اشعار ذکر کئے ہیں کہیں کم کہیں زیادہ ہیں۔ (سیرۃ بشام ۳/۲۵۱-۲۵۲/۲۵)

ابن نطل کے قتل کا حکم ..... (۴) اور اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے اور عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے اور آپ کے لشکر پھیلنے لگے تو آپ نے ان سب کو حکم دیا کہ کسی ایک شخص کو بھی قتل نہیں کرنا، ہاں مگر وہ جو ان سے قتال کرے مگر ایک گروہ جس کا رسول اللہ ﷺ نے نام لے کر فرمایا تھا کہ ان کو قتل کر دینا اگرچہ ان میں سے کسی کو خلاف کعبہ کے نیچے بھی پالو۔

(۱) عبد اللہ بن نطل (۲) عبد اللہ بن سعد بن ابوسرح

ابن ابوسرح کے قتل کا حکم اس لئے دیا تھا کہ وہ پہلے مسلمان ہو گیا تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے وحی لکھتا تھا مگر پھر وہ پلٹ کر مشرک ہو گیا تھا اور مکے والوں سے جا ملا تھا۔ (سیرۃ ابن بشام ۲/۲۳)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے عبد اللہ بن نطل کے قتل کا حکم دیا تھا یہ بنو تیم بن غالب میں سے تھا۔ اس لئے کہ یہ مسلمان تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو صدقہ اور زکوٰۃ کا مال وصول کرنے پر مقرر کیا تھا اور اس کے ساتھ ایک آدمی کو انصار میں سے مقرر کیا تھا۔ یہ خادم تھا جو اس کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بھی مسلمان تھا۔ ایک مقام پر اتر اس نے غلام کو حکم دیا کہ اس کے لئے بکرا ذبح کرے اور کھانا تیار کرے وہ سو گیا جب وہ جاگا تو اس نے اس کے لئے کچھ تیار نہیں کیا تھا۔ اس نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اس کے بعد مرتد ہو گیا۔ ترک اسلام کر کے دوبارہ مشرک ہو گیا۔ اس نے ایک گانے والی عورت رکھی ہوئی تھی اور اس کی بیوی بھی تھی وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی بھجواور بُرائی میں گانے گاتی تھیں حضور ﷺ نے ابن نطل کے ساتھ ان دونوں عورتوں کے قتل کا بھی حکم دیا تھا۔

اور جویرث کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا وہ بھی ان لوگوں میں سے تھا جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتے تھے اور مقیس بن صبابہ کے قتل کا حکم دیا تھا کیونکہ اس نے ایک انصاری کو قتل کیا تھا جس نے مقیس کے بھائی کو نطاً قتل کیا تھا اور اس نے اس کی دیت بھی ادا کر دی تھی۔ اور سارہ نام کی عورت کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا جو بنو عبدالمطلب میں سے کسی کی لونڈی تھی اور وہ بھی ان ہی میں سے تھی جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتے تھے۔ اور عکرمہ بن ابوجہل کے قتل کا حکم دیا تھا وہ فرار ہو گیا تھا اور اس کی بیوی مسلمان ہو گئی تھی (بعد میں اسی کی کوشش اور امان مانگنے سے عکرمہ مسلمان ہو گیا تھا۔

مندرجہ ذیل چھ افراد میں سے تین فرد اور ایک عورت قتل ہوئے۔ ایک مرد اور ایک عورت مسلمان ہوئے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو علی روزباری نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن داسہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابو داؤد نے، ان کو محمد بن علاء نے یعنی ابو کریب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی عمر بن عبد العزیز بن عمر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن زکریا ادیب نے، ان کو حسین بن محمد بن زیاد عنانی نے، ان کو ابو کریب نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو عمر بن عثمان بن عبد الرحمن بن سعید مخزومی نے، ان کو ان کے دادا نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن لوگوں کو امان دی تھی سوائے ان چار افراد کے۔ ان کے لئے نہ حد و حرم میں امان تھی نہ حد و حرم سے باہر امان تھی۔

(۱) ابن نطل (۲) مقیس بن صبابہ (۳) عبد اللہ بن ابوسرح (۴) ابن نقید یعنی حارث



بہر حال ابن نطل کو تو زبیر بن عوام نے قتل کر دیا تھا۔ اور ابن سرح کے لئے حضرت عثمان نے امان طلب کر لی تھی لہذا اس کے لئے امان دے دی گئی تھی اس لئے کہ وہ حضرت عثمان کے رضاعی بھائی تھے۔ لہذا اس طرح وہ قتل نہیں کئے گئے تھے۔ اور مقیس بن صبابہ کو اس کے چچا کے بیٹے نے قتل کر دیا تھا۔ اور حضرت علی نے ابن نقیدر کو قتل کر دیا تھا اور مقیس کی دوگانے والی عورتیں بھی تھی جن کو امان نہیں ملی تھی اور ان کے قتل کا حکم تھا ان میں سے ایک قتل کی گئی تھی اور دوسری چھپ گئی تھی پھر وہ مسلمان ہو گئی تھی۔

قتبانی نے کہا ان کے دادا کے والد سعید بن ربیع مخزومی تھے۔ یہ الفاظ حدیث ابن قتادہ کے ہیں۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو نصر بن عمر بن عبدالعزیز بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عبداللہ رازی نے، ان کو موسیٰ امین نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں میں نے یہ روایت پڑھی مالک کے سامنے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو نصر فقیہ نے اور ابوالحسن بن عبدوس نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو حدیث بیان کی قعنبنی نے۔ اس میں جو انہوں نے پڑھی تھی مالک کے سامنے انہوں نے نقل کی ابن شہاب سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تھے فتح مکہ والے دن۔ حضور ﷺ کے سر پر خود تھا جب آپ نے اس کو اتار اتو آپ کے پاس ایک آدمی آیا تھا اس نے بتایا کہ ابن نطل کعبہ کے غلاف کے ساتھ لٹکا ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں جماعت سے، اس نے مالک سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قعنبنی سے اور دیگر سے۔

(بخاری۔ کتاب جزاء الصید۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۳۵۰۔ مؤطا امام مالک۔ کتاب الحج۔ حدیث ۲۳۷ ص ۴۲۳/۱)

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مقدم بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی خالد بن نزار نے، ان کو سفیان نے، ان کو مالک بن انس صدوق نے زہری سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے فتح مکہ والے دن۔ ان کے سر پر خود تھا ان سے کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ ابن نطل کعبہ کے غلافوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔

باب ۱۶۳

## نبی کریم ﷺ کا فتح مکہ والے دن مکہ میں داخلہ

اور اس دن آپ کی ہیبت داخلہ۔ حضور کا بیت اللہ کا طواف کرنا

حضور ﷺ کا کعبہ میں داخل ہونا اور آپ نے بتوں کا جو حشر کیا وغیرہ

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال مکہ میں ثنیہ علیا سے یعنی اوپر والی گھاٹی سے داخل ہوئے تھے بالائی مکہ سے۔